

مفتاح

الکتاب

پیشوا محمد علی اسرار الغیبیاء والمرسلین کی طرف منہاج لفظ  
زینب

کے معنی کے تعین پر ایک یادگار منفرد تحقیقی اور

نادر، بے لاگ علمی تبصرہ

حضرت ابی المصطفیٰ

یعنی حل

معجز کمال الذی

از قلم:

عالم ربانی عارف یزدانی محقق لاثانی حضرت علامہ مولانا

غلام مہدی علی

دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دارالعلوم نودالدرس صد عید گاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

☆ جملہ حقوق عن مصنف محفوظ ☆

☆☆☆☆☆☆

نام کتاب ..... معرکہ الذنب  
نام مصنف ..... علامہ غلام مر علی  
اشاعت اول ..... ۱۹۹۹ء  
تعداد ..... ایک ہزار  
صفحات ..... ۱۳۶  
کمپوزنگ ..... قاری احمد رضا، اسلام آباد  
مطبع .....

☆☆☆☆☆☆

## ہدیہ ایمان

میں اپنی اس

بضاعت مزاجہ کو حضور

امام المصومین (منزلہ از ہر گناہ صغیرہ و

کبیرہ، خطا، کوتاہی، خلاف اولیٰ، و بظاہر خلاف اولیٰ

ترک افضل، مکروہ تحریمی و تنزیہی، ہر نامناسب کام)

رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، شہنشاہ شرافت کل، نجات کل،

امامت کل، امارت کل، قبلۃ الاولیاء، کعبۃ الاصفیاء، امام الانبیاء، سریر

آرائے قاب قوسین، مکین عرش اولادی، آخر الرسل، بحلی اول از عماء

برائے اسم ظاہر ذات حق، مقام قرب وجود مطلق، اسم اللہ اعظم

حقیقۃ الحقائق، دقیقۃ الدقائق، الذات مع الوصف الاول، باعث تعین

لاہوت و ناسوت، خیر الاختیار، بر الابرار، قرب المقربین، و صلی الواصلین

سیدنا و سید الکمل، مولانا و مولیٰ الکمل، حضرت الحضرات شفیعنا و وسیلتنا

فی الدین، حضرت احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ!

بواسطہ چادر تطہیر حضور بتول پاک رضی اللہ عنہا

قبول فرمائیے۔ فی الدنیا و الآخرة

من و دست و دامن آل رسول

گدائے مدینہ و نجف:

غلام مہر علی

## ”معركة الذنب“ اجمالی فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۷	مولوی غلام رسول صاحب سعیدی اور اس کے دلائل کا جائزہ	۶	وجہ تالیف ”معركة الذنب“
۷۷	نکتہ کا بیان	۷	مولوی محمد زبیر حیدر لکھنوی کی کاغذی
۳۹	عدم افضل لایدل علی عدم الوجود	۸	علامہ اکیس شرمناک حرکات کا مسلک انہام
۵۰	عقاری شریک میں انفس کے بعد لام اعتدالیہ	۹	عشرت قول چوں نہ ممدارک
۵۱	مقرر عقاری کا فوفو	۸	بہت دیر ہوئی، طاسوہ کی رعایت کا خطرہ ایک نتیجہ
۵۳	لحم قرآن میں غفل کا سعیدی بیان	۹	ایک تازہ فتنہ، مولوی محمد امجد علی پوری
۵۳	اطلاقات قرآن مجید	۹	عہدہ فتنہ کمال ہے یا عہدہ عجز کمال ہے؟
۵۵	مفسرین کا بیان	۱۰	مسئلہ عصمت انبیاء اجمالی لفظی ہے
۵۶	حضور ﷺ اور قرآن مجید ایک ہی شے ہیں	۱۱	معانی الفاظ فقہ و عصمت انبیاء
۵۸	لیفٹر گ اللہ میں لام سبت ہونے کے قائل مفسرین	۱۲	راہنما اصول برائے مطالعہ ”معركة الذنب“
۵۸	سعیدی بیان کے تحت میں قیاس نہیں ہوتا	۱۲	حضور ﷺ سے خلاف کوئی نہیں ہو سکتا
۵۹	ترک افضل و خلاف کوئی کی حد	۱۳	لفظ ضال
۶۳-۶۳	خلاف کوئی منہور شرعی یا بحث فتنہ الہی ہیں	۱۵	انبیاء علیہم السلام ہاں امداد میں ہی واقف شریعت ہوتے ہیں
۶۳	آپ کرہ متحرک میں وہر ناماسب کا مسموع ہیں	۱۵	دو بدک ضالہ فتنی کا عجز و مطور کی طرف سے صادر کردہ
۶۷	حضور ﷺ خود کوئی ہیں		لفظ ذنب اور اس کے شائبہ نبوت کی نسبت خطا معانی
۶۸	آپ سے خلاف کوئی کرہ مرد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ گناہ ہے	۱۷	۱۶ لفظ ذنب کے معانی اور اس کا صحیح تاہم
۶۸	خلاف کوئی ذنب کی جوہل نہیں ہو سکتی۔ حسن روح کی حد	۱۸	اشکال کی قسمیں۔ صغیر، کبیر و اکبر
۷۲	سعیدی کے کلام بحث و اقوال مطلب سے دلائل	۱۸	حضرت انبیا علیہم السلام کے لئے دو لفظ ذنب
۸۳	ایک اور دعوہ	۲۰	حضور ﷺ کی طرف بلفظ ذنب
۹۸	مولوی محمد زبیر لکھنوی کی پندرہ غلط ترجمات	۲۰	امداد چار عقل و حقیقت علیہ
۹۹	مقولہ حدیث اللہ رب العالمین لفظ ہے	۲۱	واستغفر الذنوب (لا ید)
۱۰۸	غلام رسول سعیدی اور زبیر لکھنوی کے دلائل کے تحت میں آخری جج	۲۱	مولوی انور فاضل لکھنوی مفتی محمد شفیع پوری کی اکثر متاک ترجمہ
۱۱۳	اہل حضرت مدلی کے ترجمہ کی غلطیوں کا منہ و صور نہیں	۲۲	آدم ہر مطلب
۱۱۶	اظہار اطلاق	۲۳	تیس لاکھ لکھ اللہ کا ترجمہ ”نکرا لیمان“ ہے، ”الہیان“ سے
۱۱۷	علامہ زبیر لکھنوی کی فارسی رسالہ ”مکریم“ میں لفظی		”معاذ کرہ آپ کے لئے تصور“ کا بظاہر خلاف کوئی کے الفاظ
۱۱۷	لام قرآنی پر لام یحیی کی تنقید	۲۳	شائبہ نبوت کے خلاف ہیں
۱۱۸	اعمال فقہانی غلطیوں	۲۷	کاغذی صاحب کے ترجمہ ”الہیان“ کے بارے عجز و مطور کی رائے
۱۱۸	شیخ اکبر و شیخ سرمدی کی اجتہاد رائے	۲۸	اہل حضرت مدلی کے ترجمہ چھوڑنے کی وجہ
۱۱۸	لام صحر کی غلطیاں		وجہ قول: کاغذی صاحب کے معانوں ترجمہ مفتی محمد اقبال صاحب
۱۱۹	لام مسلم کی غلطیاں	۲۸	کی عدم توجہ کا مادہ
۱۲۰	دنیا کے کسی عالم کی کوئی بھی کتاب غلطیوں سے خالی نہیں	۲۸	وجہ ردوم: پندی کی خطروہ
۱۲۱	روایت حضرت صدیق میں ذنب کا ترجمہ حمل نقل مسموع ہے	۲۹	مفتی محمد اقبال صاحب کا اقبال جزم
۱۲۱	سعیدی کے لئے علی ضرایف	۳۳	مولانا حامد سعید شاہ صاحب سے میری گفتگو
۱۲۳	رکشی کے لئے محمد فخریہ	۳۳	فیصلہ کن مرحلہ
۱۲۳	عصی آدمیہ فتویٰ اور عصی کو توئی کا مطلب	۳۵	جگر کو گھٹان کاغذی صاحب صحیح کر انہیں
۱۲۸	آخری ہو خیر	۳۶	صاحبزادہ منظر سعید صاحب کی فتنہ میں میری اپیل
	حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ اور اضافت حقیقی	۳۶	مفتی محمد اقبال صاحب کا بار بار مذہب
۱۳۰	کرنا کر ہے	۳۷	ایک ضروری سوال
۱۳۱	مفتی محمد اقبال کا فیصلہ	۳۸	مفتی محمد اقبال صاحب کے لئے تحریک ثمرہ نبوت
۱۳۳	لفظ مفسرین کے متعلق حضرت شیخ اکبر کا فیصلہ	۳۸	مفتی صاحب کا حضرت کاغذی واقعی حضرت مدلی پر افترا
۱۳۶	الفتوح لیسر رسول اللہ	۳۸	اہل حضرت مدلی کا مسلک

بسم الله الرحمن الرحيم

ہر شی کا ثناء اللہ رحمن کے نشان کے ساتھ ہے جو کہ رحیم (حقید محمدیہ) ہے

الحمد لله الحي القيوم والصلاة والسلام على النبي المعصوم  
وعلى آله واصحابه مفاة الرحيق المختوم

جس مسئلہ پر میں اب بات کرنے والا ہوں، اس کا کرنا اور سننا بڑی ہمت و جرأت اور بہت بڑے حوصلہ و برداشت کا کام ہے۔ میرے قلم کوہ شکن نے ان اوراق میں حضور ہمہ نور، مظہر حسن ازل، تجلی سبحانیت ذات حق، مصدر و معدن عصمت ہر معصوم، اوس گاہ زیر آسمان از عرش نازک تر، شفیع للذمیین، رحمت للعالمین، سید المعصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و عصمت کے خلاف نازیبا و ایمان سوز کلمات بولنے اور لکھنے والے علمائے سوء کے اس حصار کو پاش پاش کرنا ہے کہ جب اس کے برج اٹھیں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بچے گی اور گستاخان بارگاہ عصمت رسالت کا یہ قلعہ زمیں بوس ہوگا تو دہلی کے مجددیت نواز شاہان علم کے خرابات جھروں، امرتسر کی گستاخ گاہوں، دیوبند کے مورچوں کے علاوہ کراچی کی درس گاہوں اور نواز میدان ہیر آباد کے مدرسہ رکن الاسلام کی کمین گاہوں میں آپ کو جلا نہیں، بلکہ شاہان علم و فضل، مفسرین قرآن و شارحین حدیث، خادمین دین مبین، ولی اللہ، شیخ المہند، حکیم الامت، امام ربانی، مقتدیان شریعت، علمائے استاذ الاساتذہ، ڈاکٹر و صاحبزادگان کے لباس میں زیب فی ثیاب بہرہ دہے علماء۔ حضور فخر عصمت جمیع المعصومین علیہ السلام کی عصمت پر اپنے علم و فضل کی توپوں میں گناہ، خطاء، خلاف کوئی، ترک افضل، بظاہر خلاف کوئی، حسنات الابراہیم سیادت المقربین اور ادنیٰ بمنصبہ الجلیل، خطاء اجتہادی، ما ہو ادنیٰ فی نظره العالی کے گولے لوڑ کر کے عصمت نبی پر گولہ بادی کرتے نظر آئیں گے اور اپنے معتقدین کے نزدیک امام و شیخ الحدیث و نام نہاد عاشقان رسول، ائمہ علم و مرشدان علی الاعلان، کئی مولانا و بافضل مولانا اور گستاخان دین کے لہات فشاں، جہاں العلم و شیوخ فنون اور دین کے نام پر چندوں سے ملے ہوئے یہ ہاتھی محرر سطور کے ہاتھوں جب پھڑپھڑیں گے اور ان کی چھڑی اوڑھنے کی اور یہ اثر انگشتیں کے اور انگشتیں گے تو اگر آپ حوالہ ایمان بصمت رسول اکرم علیہ السلام سے اپنی استادی شاگردی، پیری مریدی کے سلاسل کی زنجیروں کو توڑنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور ایسے و جگانوں گستاخان دین سے اپنے تمام اعتقادی رشتوں کو حق عصمت نبی کریم پر قربان

کر سکتے ہیں تو پھر میرے قلم سے یہ اندوہناک داستان سن لیجئے۔ ورنہ جس تقریباً ہزار سالہ ”قلاں محقق“ نے یہ لکھا ہے، ”قلاں حضرت نے یہ فرمایا ہے“ کے دائرے عصا، مرض مزمن کی نشاندہی کے لئے میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کے بس کا روگ نہیں تو مجھے معذور سمجھئے۔ کسی بھی مصلحت کی پرواہ کئے بغیر میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں، آپ اپنا کام کیجئے۔ اس وقت میری عمر ۷۸ سال ہے، میں بے خبر نہیں، میں خوشی جانتا ہوں کہ لحوم العلماء مسمومہ ”علمائے گوشت زہریلے ہوتے ہیں“ اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ ذات اقدس محمد عربی ﷺ کے بارے کسی بھی شقی عالم نے جب بھی کوئی گستاخی کی اور کسی بھی حساس ذہن و رمز شناس مقام رسول نے اسے ٹوکا تو اس گستاخ رسول عالم کے علاوہ و معتدین کلاب النار کی فوج ظفر موج اس پر اس طرح ٹوٹ پڑی جیسے کہ شہزادہ گل گوں قبا مرکز پرکار عشق امام الامامہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کرب و بلا میں اکیلا پا کر لٹن زیاد کے یزیدی کتے آپ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ مگر مرد کارزار عشق سیف من سیوف اللہ خالد بن ولید نے جس طرح زہر خالص پی کر بھی صداقت اسلام کا جھنڈا لہرایا، اسی طرح لحوم علمائے مرموم کے اس زہر ہلاک کا جام میں بھی مینا مرینا سعادت اخروی سمجھ کر پی رہا ہوں۔ واللہ الموفق۔

اندوہناک داستان | کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مجھے حیدر آباد سندھ سے ایک رسالہ ”مغفرت ذنب“ موصول ہوا اس پر مدرسہ رکن الاسلام ازلو میدان ہیر آباد کے کسی مولوی ڈاکٹر صاحب زادہ ابو الخیر محمد زبیر کا نام چمپا ہوا ہے۔ اس رسالہ میں اس نے بعض احادیث و روایات کی نقل اور وضاحت مضمون میں بددیانتی اور بعض اکابر و اصاغر نا عاقبت اندیش علمائے سو کے غلط تراجم قرآن و حدیث کے استناد سے حضور مظهر حسن ذات حق سید المصومین ﷺ کے لئے تقریباً ۱۴۰ دفعہ گناہ، خطا، لغزش، خلاف اولیٰ، ترک افضل، سیأت، لوثی، کوتاہی، معافی کا چرندہ اس طرح گھمایا ہے جیسے کہ بعض حاملین کسی گم شدہ کی بازیابی کے لئے چرندہ پر تعویذ باندھ کر گھماتے ہیں۔ یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کسی مسلمان کی تحریر ہے۔ کیونکہ کوئی باحیاء مسلمان تو کیا کوئی یہودی یا عیسائی بھی اپنے نبی کے بارے ایسے شرمناک الفاظ کا دیدہ دانستہ تکرار اور ان پر اصرار نہیں کر سکتا۔ بلکہ کوئی سکھ، آریا، چوڑا چمار یا بدھ مت بھی اپنے کسی پیشوا یا بزرگ کے لئے ایسے گندے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ ایسی بے حیائی دشمن رسول ﷺ ”راجپال“ کر سکتا ہے یا ”دیانند سرسوتی“ یا ”سلمان رشدی“ یا کوئی ابلہ عالم اور یا پھر یہ مولوی محمد زبیر رکنی ناظم مدرسہ رکن الاسلام حیدر آباد۔ اعاذنا اللہ من شرہ۔

علماء سو کی ایسی شرمناک حرکات کا مسلک انجام | کتب الہیہ یا فرامین انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والصلوات اور وقائع و تواریخ مل۔ صرف مسلمان ہی نہیں پڑتے بلکہ اسلام اور بانی اسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کلمہ چینیوں کے لئے دشمنان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان کا بہت مطالعہ کیا ہے تو آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ کسی ہندو، آریا، کافر یا مرتد نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے متعلق ”رنگیلار سول“ اور ”شیطانیا آیات“ جیسی شرمناک کتابیں کیوں نہیں لکھیں؟۔ رسل و انبیاء میں سے صرف تاجدار انبی لا تقام لہ و سریر آرائے عرش واللہ انہی لا خفاکم و اخشاکم لہ (موطا امام مالک، صحیح مسلم) کو ہی دشمنان اسلام نے گناہوں کے الزامات کا نشانہ کیوں بنایا؟ اس حادثے کی آخر وجہ کیا ہے؟۔

آپ کا ذہن اگر کام نہیں کرتا تو اس محرر سطور خاک بوس کوئے مدینہ و نجف سے پوچھئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امتوں نے باوجود تواریخ و انجیل میں صدہا تحریفات کر لینے کے اپنے نبیوں کے لئے کہیں بھی گناہ یا گمراہ یا غلط یا کوتاہی، لغزش و ادنیٰ محصہ الجلیل جیسے ایمان سوز الفاظ استعمال نہیں کئے۔ بلکہ اپنے نبیوں کو انہوں نے ازکی و اطہری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور کر رہے ہیں اور کرنا بھی چاہئے۔ مگر شومنی قسمت سے خیر الانبیاء کی خیر الامم امت کے اسلام کی پیشانی پر سیاہ داغ اکابر اشقیاء، اکابر علماء نے ہی قرآن مجید کے بعض ذومعنی الفاظ کے تراجم اور بعض روایات مردودہ، بعض مفسرین کے اقوال مردودہ اور مفاتیح متروکہ کی آڑ میں محدثان حصص ہر معصوم علیہ السلام کے لئے گناہ، خلاف لوئی جیسے قاطع ایمان الفاظ استعمال کر کے دشمنان اسلام کے لئے آپ علیہ السلام پر رقیق حملوں کی راہ ہموار کی ہے۔

من از میکانگان ہرگز نالم کہ با من ہرچہ کرواں آشاکرد

خشت اول چوں نہد معمار کج | قرآن مجید لغت و اسعہ عربیہ میں نازل ہوا ہے۔ ایک ایک لفظ کے ۳۰ یا ۴۰ معنی بھی آئے ہیں۔ اس میں آیات محکمات بھی نازل ہوئیں جن کے معنی و مفاتیح واضح ہیں اور آیات متشابہات بھی جن کی تاویل یعنی اصل مراد اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق برائے امتحان مومنین ایسے الفاظ بھی وارد کئے گئے ہیں کہ ایک جگہ ان کا ایک معنی کرنا کفر اور دوسرا معنی کرنا صحیح ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ وجہ، بھجک، وغیرہ اور حضرات انبیاء کرام کے لئے لفظ ضال یا ضلال یا لفظ ذنب وغیرہ اس پر صغیر میں انبیاء کرام کی طرف اضافت سے لفظ ضال کا فارسی یا اردو میں ”گمراہ“ اور لفظ ذنب کا معنی ”گناہ“ کرنے کی خشت اول اور اس کا موجد و سازے قنبر کی جز مولوی شیخ احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور وہی سادگی جانے والے اس کے چچے رفیع الدین و عبد القادر ہیں۔ بحالت عامہ کے دور میں دہلی میں سہہ چہ کی طرح ان کی علمی شاہی کا چمڑے کا سکہ چلتا تھا۔ یہ مولوی احمد رضا ان جتمعان کا حیرت انگیز بیوٹی تھے۔ اول سنی پھر

نجدی اپنی کتاب ”انفاس العارفین“ میں ایک عارف عین القضاۃ ہمدانی کے قول ”آں را کہ شا محمد سے داند نزد ما خداست“ یعنی جسے تم محمد ﷺ جانتے ہو ہمارے نزدیک وہ خدا ہے (انفاس العارفین طبع احمدی دہلی ص ۱۰۷) کو تاویل صحیح قرار دیا اور ۱۲۳۲ھ میں موقع حج نجدی وہابی علماء سے جمع ہو کر آئے۔ تو ترجمہ قرآن میں اسی ذات اقدس ﷺ کے لئے جسے بتاویل خدا کہا تھا ”راہ گم کردہ“ اور ”شریعت مے دانستی“ اور ”گناہ تو“ لکھ کر خود ذات شریف صبح اپنے بیٹوں پوتوں کے سارا خاندان شاہ ہو گیا۔ اور پھر بہ شامت اس جرم اس کے پوتے محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں مظاہر، محاسن اخلاق الہیہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں پر شرمناک حملوں سے دادا کی شانی پر مر تقدیق ثبت کر دی۔ شنیدہ شدہ ہے کہ حضور خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت خواجہ اللہ بخش تو نسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ نے ہکا، شاہ عبدالعزیز نے اس پر مٹی ڈالی مگر اسماعیل نے اسے ننگا کر کے سارے ملک کو متخفن کر دیا پھر کیا ہوا ؟

**تاثیر بے رود دیوار کج** | نہیں بلکہ ”سوئے دوزخ مے قند دیوار کج“ امر تر کے خار جستان اور وہابیوں کی انچارج جماعت کے مرکز علوم مدرسہ دیوبند کے خوارج نے ”ولی اللہ اینڈ سنز“ کے غلط ترجمہ گھڑنے اور حضور ﷺ کی نسبت لفظ ”ذنب“ کا معنی گناہ کرنے پر گئی کے چراغ جلائے۔ ان کے حکیم الامت نے خطائیں۔ ان کے مریض الملک محمود الحسن صدر دیوبند نے صریح لفظ گناہ اور سقیم الطائفہ فتح محمد جالندھری نے بھی اسی ”گناہ“ سے پیاس بھائی۔ سیم الخوارج مودودی اور شاہ اللہ امرتسری بھی ”پیچھے اس امام کے اللہ اکبر“ ہوئے۔

**بہت دیر ہو گئی** | حضور فخر عصمت ﷺ کی نسبت واقع الفاظ ضال کا معنی گمراہ یا گم کردہ راہ یا شریعت سے بے خبر اور ”ذنب“ کا معنی آپکے گناہ یا ترک افضل و خلاف اولیٰ یا خطا۔ آپ کی عصمت پر حملہ اور ایک نہایت ہی زہریلا سانپ ہے۔ مولوی ولی اللہ وغیرہ نے جب بھی اسے اپنی شانی بھڑی سے نکال کر آپ کی عصمت پر چھوڑا تھا تو جیسے اشرف علی تھانوی کی علم نبوی کی معائنہ و بہائم سے تشبیہ اور خلیل احمد و رشید احمد کی علم شیطان کی علم نبوی سے وسعت کی گستاخی اور بانی دیوبند نانوتوی کی آپ کی خاتمیت زبانی کی خاتمیت ذاتی سے تعبیر کی بروقت بیخ کنی کر دی گئی تھی تو اگر اس دہلوی دیوبندی وہابی گناہ ترک اولیٰ اقرع اڑو ہے کا سر بھی پکڑ دیا جاتا تو آج اس شرمناک رسالے ”معفرت ذنب“ کی نوبت نہ آتی۔ مجھے رب اکرم حسن ذات حق کی قسم! ایسے علمائے سؤ اکبر ہوں یا اصغر کسی بھی رعایت کے مستحق نہیں۔ یہ علم کے رنگ میں ایک ناسور ہیں ایک کینسر ہیں ایک راج پال ہیں جو یادگار حسن وفا غازی علم دین شہید کو لٹکا رہے ہیں۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ کراچی تاخیر علمائے اہل سنت میں سے کسی بھی مقتدر اہل علم نے واللہ اعلم



کبھی مصلحت کے تحت قلم کیوں نہیں اٹھایا۔ رسالہ مغفرت ذنب کا رد لکھا تو بھی جزاء اللہ خیر الجزا کر عل بدنی صاحب نے جو کفر کے اس آہنی چال کو دلائل کے آڑے سے کاٹنے سے معذور اور یا پھر لکھا تو ”سپاہ مصطفیٰ“ کے کاغذی جرنیل صاحب نے جو مصطفیٰ ﷺ کے لئے معاذ اللہ ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کے موجدین کی میلی آنکھ کا ایک اشارہ بھی برداشت نہ کر سکے۔ ان سے معافی مانگ اور سب ہتھیار ڈال کر یہ مشکل اپنا دل نہ پانی چھانے میں کامیاب ہوئے۔ دیکھو ماہنامہ ”السعد“ مئی ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۹۔ اس کارزار علم و ادب میں گستاخی رسول کے علمی طوفانوں و یزیدی یلغاروں کے سامنے ڈٹ جانا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ معرکہ حضرت پیر محمد ابراہیم صاحب سرہندی وامت برکاتہم سر کر سکتے ہیں یا مجھ جیسا کوئی فقیر پڑے نوا خیر امام حسین علیہ السلام کیونکہ یہ بھوت باتوں سے نہیں لاقوں سے ماننے والے ہیں۔ بسا اوقات کے بعد محرر سطور کو مجبوراً یہ چند سطور سپرد قلم کرنا پڑیں اور میں کسی ڈٹری مارے بغیر آپ کو دکھاؤں گا کہ ایسے گند کیسے صاف ہوتے ہیں اور حضور خاتون جنت بول پاک سیدہ فاطمہ زہرا کے دروازے کا یہ خاکروب ان بیتان علم علماء سؤ کے فراڈ علم پر کس طرح جھاڑو پھیرتا ہے؟

من و دست و دامن آل رسول

ایک تازہ فتنہ | آج کل ہر جماعت میں نئے نئے ٹیم ڈاکٹر خطرہ جان و نیم ملاں خطرہ ایمان قسم کے علاقے اور صاحبزادے حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں بھی یہ مرض اب طاعون کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ جس کا تازہ کیسکل بھیر پور ضلع لوکاڑہ کا مولوی محمد احمد، کراچی کا مولوی غلام رسول سعیدی اور حیدر آباد سندھ کا مولوی محمد زبیر ہے۔ اول الذکر نے حضور محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی کا قدم تمام لولیاں امت کی گردنوں پر ہونے کے انکار میں ۳۲۰ صفحات کی کتاب لکھ ڈالی ہے۔ کتاب کیا ہے لولہ الجائین ہے۔ کتاب ہے کہ حضور غوث اعظم میں ولایت کی کمی یہ تھی کہ آپ صاحب حال تھے اور صاحب مقام نہ تھے اور صاحب حال علم مجنون میں ہے (کلام الاولیاء الاکابر ص ۱۸۵) اس خود مجنون کو نص قطعی وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ سے بھی جنون اور سرور کو نین ﷺ کے ارشاد الحمد للہ علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۱۲۱) سے بھی اختلاف۔ کبھی کہتا ہے کہ عبدیت محمد بنی معیار کمال ہے حالانکہ بخاری ص ۲ ص ۹۶۳ پر درج حدیث قدسی یتقرب الی العبد بالنوافل (الحدیث) عبد میرے قریب نوافل سے ہوتا ہے، سے واضح ہے کہ عبدیت محمد نہیں عبدیت متقرب کمال ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لفظ ولی میں چونکہ حضرات صحابہ کرام بھی داخل ہیں اس لئے قول غوث اعظم قدسی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ درست نہیں اور پھر خود حضرت محبوب الہی کو سلطان الاولیاء لکھ کر صحابہ کا بھی سلطان بنا رہا ہے (ص ۲۵۲) اور کہیں الہام سے حضور ولی النہد غریب

(۱۸)

۱۰

نواز اجیری کو تمام اولیا تا قیامت سے بالا قدم لکھ کر اپنے قانون سے منحرف ہو رہا ہے۔ مکتوبات مجددیہ میں سے جسے چاہے تاریخ قرار دیدیتا ہے، جسے چاہے منسوخ کردیتا ہے۔ چونکہ مولوی محمد احمد تازہ ہائزہ حیر طریقت بننا چاہتا ہے اس لئے اس کے ان مجموعہ جہالت اور شس القہائی پاور میں ہمیں مداخلت کا تو کوئی حق نہیں۔ البتہ سیف الملوک جیسی عام کامیوں کے ساتھ ”مہر منیر“ جیسی معتد علیہ کتاب کو غنڈہ گردی کہنے اور حضور محبوب سبحانی کے بارے ”قصیدے پر قصیدے لکھتے رہے“ (ص ۲۵ و ۲۸۰) جیسے جارحانہ کلام کی اسے سزا ضرور ملے گی۔

ہمارے مشائخ چشت اہل بہشت کے کمال اوب بابت حضور شہنشاہ بغداد کے برعکس جمعیت کے پردے میں اس منہاج عمر حاضر کی حیری و رہبری کی جب گیدڑ پر سے شیر کی کھال اتارے گی تو اسے اپنے علم کی حدود اربعہ کا بھی پتہ چل جائے گا اور اپنے حال و مقام کی مکمل روشناسی بھی ہو جائے گی، انتظار کرے! اس وقت ہمارا موضوع جانی الذکر مولوی غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ اور ثالث علیہ مولوی محمد زبیر رکنی کے رسالہ ”مغفرت ذنب“ میں حضور پر نور، ہمہ نور، شہ لولاک لما خلقت الافلاک ﷺ کے لئے لفظ گناہ، خلاف لوثی، خطا وغیرہ کے دلائل کی جڑ نکالنا ہے۔

### عصمت انبیاء

تمام انبیائے کرام معصوم ہیں اور عصمت انبیاء پوری امت کا متعلق علیہا عقلی قطعی اجماعی عقیدہ ہے اور حضور ﷺ خود حق ہیں فقد جاء الحق من ربکم اس پر شاید ہے لہذا آپ کی عصمت، عقلیت، اشریت، خاتم نبی وغیرہ ہر فضیلت حقیقت ہے اور اس پر ہر اجماع حقیقی بھی ہے اور قطعی حقیقی اجماع کا منکر کافر ہے۔ لام جلال اللہ وللدین لام سیوطی تصریح کر رہے ہیں کہ:

لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں لفظ ذنب اپنے عام معنی گناہ میں نہیں لیا جاسکتا لعصمة الانبياء عليهم الصلوة والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب (تفسیر جلالین ص ۲۲۳) یعنی انبیاء علیہم الصلوة والسلام کا معصوم عن الذنوب ہونا عقلی قطعی اجماع سے ثابت ہے اور قطعی اجماع کا منکر کافر ہے۔ نیز عصمت انبیاء ہر مسلمان کا فطرتی و یقینی عقیدہ ہے لہذا یہ ضروریات دین سے ہے، اس کا منکر کافر ہے فلو کان المجموع علیہ من ضروریات الدین بحيث يعرفه الخاصة والعامة فيکفر جاحده (حاشیہ نور الانوار ص ۲۲۱ و مثله فی الامر اس ص ۳۹۲)

امام زرقانی کہتے ہیں :

فانه يَنْبَغُ وسائر الانبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن الكبائر والصغائر  
الهيئة (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۹) حضور ﷺ اور تمام انبیاء لازمی طور پر اظہار نبوت سے  
پہلے اور بعد تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے معصوم ہیں۔

ملا علی قاری مرقاة میں تصریح کر رہے ہیں :

فان الاصح المختار عند المحققين ان الانبياء صلوة الله وسلامه عليهم  
اجمعين معصومون قبل النبوة وبعدها من كبائر الذنوب وصغائرهما  
عمدها وسهوها يعني محققين کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ عہد یا بھول کر  
ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ (مرقاة ج ۵ ص ۲۴۰ طبع لبنان)

امام قاضی عیاض تصریح کر رہے ہیں کہ :

واعلم ان الامة مجتمعة على عصمة النبي من الشيطان الخ (شفاج ص ۱۱۷)  
جس سے واضح ہے کہ عصمت انبیاء کا عقیدہ ماہر بالضرورة سے ہے ، اس کا منکر مومن نہیں ۔  
عصمت کی مختلف تعریفوں میں سے بعد التی والتیاء اور جامع مانع تعریف یہ ہے :

العصمة ملكة نفسانية يخلقها الله سبحانه في العبد فتكون نسباً عادياً  
لعدم الخلق الذنب فيه (نیر اس ص ۵۳۲) عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے معصوم  
عبد کی ذات میں ہی ایک ایسی کچی قوت پیدا کر دیتا ہے کہ اس سبب عادی کی بنا پر  
اس معصوم میں گناہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا (نیر اس شرح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز

پڑاوی)

قرآن مجید میں واقع کثیر المعانی و تشابہ امتحانی الفاظ اور تحفظ عصمت انبیاء

یہ عالم رنگ و بو یا قبر یا حشر، ان ہر سہ امتحان گاہوں میں ہر امیدوار نجات کی کامیابی کا  
معیار للظہور علت فانی و مقصد للظہور مظاہر تمام اسماء الہیہ حضور تجلی اول ﷺ کی ہی ذات القدس  
ہے ، جس طرح قبر میں امتحان کے متعلق سوال اول من ربک و سوال ثانی ما دینک میں  
لفظ رب سے جواب ربی اللہ اور لفظ دین سے جواب سوال ثانی کو آسان کیا جا کر حضور  
اکرم ﷺ کے متعلق سوال ثالث میں هذا الرجل کا مبہم لفظ لا کر آپ کی ہی ذات گرامی  
کی معرفت کے معیار کامیابی ہونے کا واضح فیصلہ ہے۔ قرآن مجید میں بھی آپ کے متعلق  
لفظ ضال اور لفظ ذنب لا کر مومن و منافق کا امتحان لیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون  
ضال کا معنی گمراہ اور ذنب کا معنی آپ کے گناہ کر کے جہنم میں جاتا ہے اور کون ضال کا معنی  
خدا کی صحبت میں گم و خود رفتہ اور مغفرت ذنب سے است کی مغفرت مراد لے کر جنت میں

جاتا ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔  
راہنما اصول | آئندہ صفحات میں ہماری گفتگو مندرجہ ذیل نظریات و ضوابط پر شروع و ختم ہوگی:

- (۱) حکم قرآن مجید ”لاینال عہدی الظالمین“ ظالم نبی نہیں ہو سکتا۔ اور گناہ بھی ظلم ہے، لہذا گناہ عصمت کی ضد ہے یعنی نبوت و گناہ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ الضدان لا یجتمعان مسلم اصول ہے اور حضور مظهر حسن ذات حق ﷺ معصوم ہیں لہذا قرآن مجید کے کسی لفظ کے ترجمہ و معنی یا کسی محی گفتگو میں اپنی طرف سے آپ کے لئے گناہ یا گناہگار کا لفظ بولنا آپ کی نبوت کا انکار و کفر ہے۔
- (۲) آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے گناہ یا گناہگار کا لفظ بولنا آپ کے حق میں بدگویی و سب ہے اور نبی کو سب کرنے والا اجماعاً کافر ہے۔
- (۳) آپ کی عصمت پر اجماع امت دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے۔ اجماع قطعی کا منکر کافر ہے۔
- (۴) ہر مان الہی النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم اور ہر مان نبوی انا اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ۔ آپ ﷺ مطلقاً اولیٰ ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی

ہر مومن کا مسلم عقیدہ ہے۔ لہذا آپ ﷺ سے خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا ورنہ آپ اولیٰ نہ رہیں گے اور آپ کو اولیٰ نہ ماننا انکار نص قطعی و کفر ہے۔ واضح رہے کہ اولیٰ کا معنی ہے اچھے سے اچھا اور بہتر۔ آپ بہتر و گزینہ بہ (تام حق) مسلم ہیں۔

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

لہذا آپ کے لئے ترک اولیٰ یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ ماننا سلب الشیع عن نفسہ کہ اولیٰ سے خلاف اولیٰ ہو گیا لازم آئے گا جو کہ مستلزم کفر ہے کیونکہ خلاف اولیٰ بھی گناہ ہے جس کا حوالہ آگے آئے گا۔

(۵) گناہ کی طرح خلاف اولیٰ بھی ممنوع شرعی اور باعث غضب الہی خصوصاً نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مثل ترک واجب ہے اور یہ گناہ ہے۔

مطابق توجیہ احسن و انسب و محمد امام الملحت اعلیٰ حضرت بریلوی ارشاد ربانی فاو لیٰ لہم طاعة و قول معروف (پارہ ۲۶ سورۃ محمد) ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے۔ منافقین کے خلاف اولیٰ کام کرنے پر انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اولیٰ کام کرو، خلاف اولیٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اولیٰ کام پر ہی راضی ہے، خلاف اولیٰ پر ناراض و غضبناک ہے۔ اس کی مزید تشریح کے لئے آگے

”خلاف اولیٰ“ کے مستقل عنوان میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور ملا علی قاری سے اس کی تشریح بھی آ رہی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ خلاف اولیٰ منافقین کا فعل ہے اور باعث غضب الہی ہے۔ تو محبوب رب العالمین ﷺ کے لئے باعث ہراسنگی و غضب رب و فعل منافقین کی نسبت کرنا خواہ بظاہر ہی کیوں نہ ہو، سراسر جہالت و شقاوت و گستاخی ہے۔

(۶) فرمان نبوی انا سید المرسلین و فضلت علی الانبیاء (الحديث) آپ افضل الخلق ہیں۔ اگر آپ سے ترک افضل ہو تو آپ افضل نہیں رہیں گے۔ لہذا آپ سے ترک افضل کا وقوع ماننا سراسر شقاوت و جہالت ہے۔ دلائل و حوالہ جات آ رہے ہیں۔ (۷) حدیث نبوی ہے:

ادبہنی ربی فاحسن تادیبہ (جامع صغیر ج ۱ ص ۶۴) جس کا مطلب یہ ہے کہ رب کریم نے آپ کو باطناً و ظاہراً ہر فکر و عمل احسن کی تیاری کرا کر مبعوث فرمایا تاکہ اس کی تخلیق کے اس سب سے اعلیٰ شاہکار سے کوئی ظاہراً یا باطناً فکر و عمل خلاف احسیت و خلاف اولویت کام سرزد ہو کر اس کے خالق کی حسن تخلیق کو داغ نہ لگے۔ لہذا آپ سے گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ حسن تخلیق و تادیب الہی کی توہین ہے۔ اور مزید برآں فرمان نبوی ﷺ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق آپ کے تمام افعال و عادات کے کریم ہونے پر شاہد حائل ہے۔ اور بلاریب آپ کی حصمت و اولویت و افضلیت و حسن تادیب و مکرمت جمیع افعال مبارکہ کے تمام قضا یا بطور ایجاب کلی آپ کے لئے صادق ہیں تو چونکہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے لہذا آپ سے ذنوب تو کیا، صرف کوئی ایک گناہ یا خلاف اولیٰ یا ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ کے صدور کی صورت میں بھی ان قضا یا ایجابیہ کلیہ کا سلب جزئی ہو کر ان کی کلیہ کی نفی ہوتی ہے۔

لہذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کسی بھی صحابی یا ام المؤمنین، غوث، قطب، اہل ہدای، خواجہ، ولی اللہ، محدث، مجدد، پیشوا، استاذ الکمل یا امام العصر کی طرف سے قرآن و حدیث کے کسی لفظ کے ترجمہ یا کسی قبل و قال میں لفظ گناہ یا ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا خطا و لغزش و بظاہر خلاف اولیٰ یا ادنیٰ مصعبہ الجلیل یا حسنات الابرار سیات المقرنین یا ادنیٰ فی نظرہ العالی کے الفاظ پائے جائیں گے تو وہ اس بولنے لکھنے والے کی خطا و اجتہادی یا لغزش، غفلت، ضلالت، کفر یا محض نقل مراد قائل متصور ہوگی۔ کیونکہ لفظ گناہ اور اس کے تمام متبادلات و تاویلات منصب نبوت کی توہین و تنقیص ہے اور محض

نبوت کفر ہے۔ بخاری میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لفظ ذنبک کا بعض اولیاء اللہ مثلاً حضرت داتا گنج بخش و شاہ عبدالحق محدث سے دہلوی و دیگر بعض شارحین حدیث کا معنی گناہ کرنا بہ قرینہ سیاق و سباق کلام ام المؤمنین محض نقل مراد صدیقہ ہے نہ ان کا اجتہاد ہے نہ ان کا قول ہے۔ اور اس روایت کا حال آگے ذکر ہوگا۔  
لذا مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب کا اپنی تازہ تحریر (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں اسے حضرت داتا صاحب و حضرت شیخ دہلوی کا اجتہاد قرار دینا محض غلط فہمی ہے اور حضرت داتا صاحب کے بارے رعایت لفظی کا شاخسانہ کہہ کر ان کی بے اولیٰ کی گئی ہے۔ (ص ۱۳)

واللہ، باللہ، تاللہ، حضور مصدر عصمت ہر معصوم، حضور حسنت جمیع خصال کی عصمت اور احصیت جمیع افعال مبارکہ کو کسی بھی صحابی یا ولی یا عالم کے قول پر قرین نہیں کیا جاسکتا۔ فاعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال (تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۷۹) اکلہ و علما کو حق کے تابع ہونے سے پہچانو، حق کو علما کے تابع نہ کرو۔ کسی بھی ذہنی و فکری تصادم سے چنے اور حق و باطل کے تقابلی بحران سے نکلنے کے لئے ہمارے ذکر کردہ یہ چند اصول ذہن نشین رکھئے اور لب سنئے:

### لفظ ضال

یہ لفظ بھی تشبیہ اور کثیر المعانی ہے اور قرآن مجید میں تقریباً ۲۱۳ دفعہ وارد ہوا ہے، اکثر عام لوگوں کے لئے آیا ہے اور معصوم نبیوں کے لئے صرف ۳ جگہ۔  
حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے انک لفی ضلالک القدیم (سورۃ یوسف)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فعلتھا اذا وانا من الضالین (سورۃ شعرا)۔  
حضور اکرم ﷺ کے متعلق ووجدک ضالاً فہدیٰ (سورۃ النحل)۔ لغت عرب میں اس کے ۱۵ معانی لکھے ہیں جن میں سے یہ معانی بھی ہیں۔

(۱) گم۔ اس معنی کے کئی مرادی مفہوم ہوتے ہیں۔ کسی سے غائب ہو جانا۔ کسی کے تصور یا کسی کی محبت میں گم و محو ہو جانا۔

(۲) گمراہ۔ اس معنی کے بھی کئی مرادی مفہوم ہوتے ہیں۔ دین سے بھٹک جانا۔ راستہ سے بے خبر ہو جانا۔ قرآن کی تفسیر و ترجمہ کرنے والے علماء میں ربامین و دانا بھی ہیں اور شیاطین بے عقل بھی۔

ایک شیطان مفسر نے آپ ﷺ کے لئے لفظ ضال کا معنی کیا ہے ”کافر“ (تفسیر بکیر



رازی) یعنی (معاذ اللہ) آپ ۴۰ سال تک کافر رہے اور قرآن نازل ہونے کے بعد مومن ہوئے۔

قرآن مجید کافاری و اردو میں غلط ترجمہ کرنے والوں میں، اس سارے فساد کی جڑ مولوی شیخ احمد الملقب بہ شاہ ولی اللہ نے اس کا معنی گھڑا ”راہ گم کردہ یعنی شریعت نے دانستی۔“ اس کے بیٹے عبدالقادر اور محمود الحسن صدر دیوبند نے کہا ”بھٹیا“ یعنی دھکے کھاتا۔ گستاخ رسول تھانوی نے ”شریعت سے بے خبر“ بنایا۔ اس حکیم الامت بننے کے مدعی تھانوی کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ شریعت تو ایقائے حقوق اللہ و حقوق عباد اللہ کا ہی نام ہے۔ حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام بطون امہات میں ہی تھے کہ یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سجدہ تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ فکانتم ام یحییٰ بقول لمریم انی اجد مافی بطنی یسجد لما فی بطنک تحیة له (الشفاعاضی عیاض ج ۱ ص ۹۷ طبع مصر) یعنی حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم سے کہا کرتی تھی کہ میرے پیٹ والا چہ تیرے پیٹ والے بچے کو سجدہ سلام کرتا ہے۔

حضور سرور کونین ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ طیبہ فرماتی ہیں فنظرت الیہ فاذا هو ساجد (زر قانی ج ۱ ص ۱۱۲) میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ فرما رہے ہیں۔ اور جب حضرت حلیمہ نے گود میں لیا تو آپ نے اس کا دایاں دودھ پی لیا مگر جب بایاں پلانے لگیں تو فانی آپ نے انکار فرما دیا (زر قانی ج ۱ ص ۱۳۳)۔

پیدا ہوتے ہی خلاصہ حقوق اللہ عبادت الہیہ اور اپنے رضاعی بھائی حضرت عبداللہ کے حصہ دودھ سے انکار فرما کر حقوق العباد و حقوق اللہ کی مکمل شناسائی کے شہنشاہ کو راہ گم کردہ و شریعت سے بے خبر لکھنا، حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟

علمائے اہل سنت کے نزدیک اس کا معنی ہے ”محبت الہی میں گم، خود رفتہ“ اور محرر سطور کی زبان میں یہ معنی بھی ہے۔ اور پایا تمہیں اپنی ذات میں مستور تو (بھورت تجلی) عالم خارج کی طرف راہ دی۔ وهذا المعنی احلی عندی من العسل کما حققہ الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیة والشیخ السرهندی فی المکتوبات فی ذکر التجلیات یعنی عرفائے اہل سنت کے نزدیک چونکہ ذات ہمیشہ سے ہمیشہ تک باطن ہے تو اس کی شان ظاہر اس کی تجلیات سے صادر ہوئی ہے۔ ذات باطن کا اندرونی حسن مکمل طور تجلی اول نور و حقیقت محمدیہ سے باہر آیا ہے اور وجودک ضالا فہدیٰ کی یہ توجیہ احسن التوجیہات ہے۔

### لفظ ذنب

فسادِ حدۃ الامت مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کے رسالہ ”مفرت ذنب“ میں حضور  
مقدس ﷺ جمع المؤمنین کے لئے وارد لفظ ذنب کا غلط معنی ”گناہ“ خطا، لغزش یا  
بتاویل خلاف اولیٰ کے جواز یا عدم جواز کے متعلق آج کل قلمی جنگ اسی لفظ کے معنی و  
مفہوم کا تعین ہے۔ جس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں مگر پہلے ایک  
حدیث پڑھ لیجئے کہ سرور کون و مکان کے متعلق گناہ یا خلاف اولیٰ، لغزش، خطا اور اس کی  
حش و معافی کا ہونا اور آپ کے لئے یہ لفظ لکھنا بولنا تو درکنار، آپ کے بارے دل  
میں ایسا عن آنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد شریف نبوی میں احکاف پٹھے تھے  
کہ ام المؤمنین صفیہ کسی کام کے لئے آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہوئیں۔ جب واپس  
ہونے لگیں تو انہیں دروازے تک چھوڑنے کے لئے خود حضور ﷺ بھی ساتھ ہو  
لئے۔ مسجد کے دروازہ تک دونوں پہنچے ہی تھے کہ دو صحابی اسید بن خضیر اور عباد بن بشر  
آپ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے  
انہیں فرمایا کہ ذرا ٹھہرو۔ پھر انہیں فرمایا کہ میرے ساتھ یہ صفیہ بنت حنی ہے تو  
انہوں نے عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ (پاک ہے اللہ یا رسول اللہ) اور ان دونوں  
صحابیوں کو حضور ﷺ کا یہ تسلی دلانا کہ میرے ساتھ یہ کوئی غیر عورت نہیں میری  
بیوی صفیہ ہے۔ اپنے لئے خطرناک محسوس ہوا کہ ہم سچے مومن ہیں اور کوئی بھی  
مومن اپنے نبی کے بارے کسی سے نا مناسب کام کا تصور بھی نہیں کر سکتا تو سرور کونین  
ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے وانی خشیت ان یقذف  
فی قلوبہما شیئاً مجھے خطرہ ہوا کہ شیطان تمہارے دلوں میں میرے بارے کسی  
تمت کے کام کا وسوسہ نہ ڈال دے (بخاری ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الصوم باب  
الاحکاف) اس حدیث کی شرح میں امام بدر الدین عینی حنفی عمدة القاری میں لکھتے ہیں  
قال الشافعی معناه انه خاف علیہما الکفر لو ظننا به ظن التهمة فبا درالی  
اعلامها بمکانہما نصیحة لهما (حاشیہ بخاری ص ۷۰۷) امام شافعی کہتے ہیں کہ  
آپ نے انہیں روک کر یہ اس لئے فرمایا کہ اگر ان کے دل میں میرے متعلق کوئی غلط  
ظن بھی ہو گیا تو یہ صحابی کافر ہو جائیں گے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ ان صحابہ کا حضور  
ﷺ کے ہر قسم کے گناہ سے پاک ہونے کا اعلان سبحان اللہ سے کرنا صاف بتا رہا ہے



کہ اللہ کا پاک ہونا حضور کا پاک ہونا اللہ کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت (پاک ہونے) کے منظر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا آپ کے پاک ہونے میں ظاہر ہے۔ لہذا جو شقی عالم ہو یا جاہل، محدث ہو یا استاذ، شاہ کہلائے یا شیخ اشیوخ، مفسر ہو یا علامہ، حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ بولے لکھے پھر اس کی کوئی بھی وجہ بتاتا پھرے وہ اللہ تعالیٰ کو گناہ کا الزام لگاتا ہے۔ کافر ہے، مرتد ہے اور ملعون ہے۔ کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی سبحان (پاک) نہیں مانتا اور جب حضور ﷺ کے متعلق گناہ یا نبوت کے لئے غلط کام یا خلاف اولیٰ کا ظن کرنے سے صحابہ کے کافر ہو جانے کا بھی امکان ہے تو یہ شقی علماء، ولی اللہ و تھانوی و محمود الحسن دیوبندی، محمد زہر بلہ رکنی اور فتح محمد جاندھری جو لفظ ذنب کے بیانے آپ کے لئے لفظ ”گناہ“ لکھ رہے ہیں اور وہ مفسرین جو حضور ﷺ کے لئے اس سب سے گندے لفظ کے جواز کی تاویلات و بیانے بنا رہے ہیں ان کے پاس کون سا کفر پروف جبہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہو سکتے۔

لفظ ذنب کے معانی اور لحاظ موقعہ ان کا تعین | قرآن مجید میں مادہ لفظ ذنب پنج زال و سکون و فتح نون مختلف صورتوں سے ۴۰ بار استعمال ہوا ہے اور کتب لغت میں تقریباً اس کے ۳۰ معانی لکھے گئے ہیں۔ یہ لفظ غیر انبیاء کے لئے ۳۶ جگہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک جگہ اور حضرت معدن تقویٰ ہر جگہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ معصیت اور معصیت کا ترجمہ فارسی اور اردو میں گناہ کا آیا ہے مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لہذا ان کی ذوات مقدسہ کے لئے وارد اس لفظ کا معنی گناہ کرنا بتاویل ہو یا بلا تاویل ہر صورت حرام اور انکار اجماع امت و کفر ہے، لفظ ذنب بفتح ذال و سکون نون اسم بھی ہے اور بروزن ضروب و ضرب و نصر ینصر مصدر بھی ہے۔ صورت اسم اس کا معنی معصیت، نافرمانی و گناہ کا آتا ہے مگر بصورت مصدر اس کا معنی تابعداری و فرمانبرداری کا آتا ہے۔ تمام کتب لغت میں ہے ذنبہ ذنباً بمعہ فلم یقاوی اثرہ۔ یعنی ذنب کا معنی ہے ایسی تابعداری کرنا کہ متبوع کا نقش قدم نہ چھوڑے (بخاری و ترمذی و تفسیر ابن العربی) اور صاحب تفسیر روح البیان کی غلط توجیہات کے آخر میں اس کی ہمارے نزدیک قدرے مناسب اس توجیہ کے بھی موافق ہے۔ فمن صحبتہ مطایعة النبی علیہ السلام اثناء اللہ مغانم کثیرہ و فتوحات فان حسن المتابعة لفیضان الانوار الالہیہ بواسطہ روحانیۃ النبی علیہ السلام (روح البیان)

ج ۹ ص ۱۰) یعنی آپ کی متابعت اور آپ کے سبب سے آپ کی تابعین پر غنائم و فتوحات (مغفرت و جنت) کے دروازے کھلتے ہیں اور کبھی اس لفظ ذنب بفتح ذال و سکون نون کو ذنب بفتح ذال و نون جس کا معنی دم اور پیچھے لگنے والی چیز ہے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی الزام کا بھی کیا جاتا ہے کیونکہ الزام بھی پیچھے لگا دیا جاتا ہے۔

بزرگوار علامہ عبدالنبی احمد گگری اپنی متداول و مستند بین العلماء کتاب ”دستور العلماء“ میں لکھتے ہیں۔ ان الاشتقاق علی ثلثة انواع۔ صغیر و کبیر و اکبر۔ اما الاشتقاق الصغیر فکون اللفظین المتناسبین فی احد المجلات الثلثة و مشترکین فی الحروف و الترتیب کضرب من الضرب و اما الاشتقاق الکبیر فهو ان تكون بینهما مناسبة و مشاركة فی الحروف دون الترتیب کجذب و جذب۔ و اما الاشتقاق الاکبر فهو ان تكون بینهما مناسبة و مشاركة فی اکثر الحروف مع تقارب ما بقی فی المخرج کتعلق من نهق (دستور العلماء ج ۱ ص ۱۱۹)۔

واضح رہے کہ اشتقاق کبیر کو اشتقاق اوسط بھی کہتے ہیں۔ (دیکھو ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸) تو ذنب اور ذنب کو بطور اشتقاق صغیر ایک دوسرے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی ذنب۔ پیچھے چمٹ جانے اور لازم ہو جانے والی چیز کا ملحوظ کر کے ذنب کا معنی لازم و الزام کا ہو سکتا ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ مصدر بہ معنی اسم فاعل جیسے عدل بہ معنی عادل اور واحد مثلاً عادل بول کر اس سے مراد جنس عادل یعنی عادلین بھی استعمال لغت عرب ہے۔ قرآن مجید میں الانسان واحد سے جنس انسان یعنی جمع انسان مراد ہونا اکثر و بیشتر مستعمل ہے۔ تو ذنب مصدر بہ معنی تابعداری کرنا سے ذائب تابعداری کرنے والا اور اس سے ذائبین مراد ہونا یہ کوئی بعید تاویل نہیں بلکہ عام استعمال لغت و مقتضائے لسان عرب ہے (دیکھو فقہ اللغۃ ثعالبی ص ۱۸۶ و ص ۲۰۱)۔

تو روز روشن کی طرح واضح و ثابت ہو گیا کہ ذنب کا معنی معصیت، گناہ بھی ہے اور تابعداری کرنے والے، پیروکار، نقش قدم پر چلنے والے تبعین بھی ہے اور الزام بھی ہے۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے وارد لفظ ذنب کا معنی عصمت انبیاء امت کا قطعی اجماع عقیدہ ہے اور جس طرح نص قطعی قرآن مجید کا منکر کافر ہے اور حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اسی طرح ضروریات دین عصمت انبیاء اور اجماع عقل قطعی بر عصمت انبیاء کا منکر بھی کافر ہے۔ عصمت انبیاء کے اجماع قطعی ہونے

کے متعلق تفسیر جلالین کی تصریح و عبارت گزر چکی ہے ، پرچہ لیں ! اور عصمت کا معنی  
ہی یہ ہے کہ معصوم سے گناہ ہر ذریعہ سے نہیں ہو سکتا تو عصمت و گناہ ضدین ہیں اور  
الضدان لا یجتمعان ضدین جمع نہیں ہو سکتیں تو نبوت و گناہ جمع نہیں ہو سکتے ۔ یعنی  
نبی گنہگار نہیں ہو سکتا اور گنہگار نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کسی مقدس نبی کو گنہگار سمجھتا ہے  
یا لکھتا ہے خواہ بتاویل گنہگار سمجھے ، لکھے یا بتائے وہ نبی کی نبوت کا منکر ہے ۔ تو نبی کی  
نسبت لفظ ذنب کا معنی باضافت حقیقۃ الی الہی گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے متبادل معانی  
بیروکاران ، متبعین یا الزام کے ہوں گے ۔ اور یہ امر قطعی ہے اور اس کا منکر شقی و  
جائل ہے ۔ اب دیکھئے یہ لفظ موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس طرح وارد ہے ۔ ولہم  
علی ذنب فاخاف ان یقتلون ( پارہ ۱۹ سورہ شعراء ) اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے  
تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہاں یہ صرف الزام کا معنی ہو سکتا ہے  
، گناہ اس لئے نہیں کہ آپ معصوم ہیں اور تاجداروں کے لئے اس لئے نہیں ہو سکتا  
کہ علی یہ معنی ” مجھ پر “ سے مطابقت نہیں رکھتا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات  
ولہم علی ذنب اللہ تعالیٰ سے اس وقت عرض کی تھی جب آپ ایک کافر کو جائز طور  
پر قتل کر کے مدین گئے اور مدین سے واپسی کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلان  
نبوت کا حکم فرمایا تھا تو یہاں ذنب کا ذنب سے اشتقاقی معنی الزام کا ہی متعین ہے ،  
گناہ و جرم نہیں ۔ کیوں کہ نبی کے لئے کافر کو قتل کرنا حلال تھا ، گناہ و جرم نہیں تھا  
۔ لہذا اصل قصہ شیخ احمد اور اس کے بیٹے رفیع الدین ایڈ عبدالستار دہلی کراچی کا یہ  
ترجمہ کہ ” ان کو اوپر میرے ایک گناہ ہے “ اور اشر فاعلی کا یہ ترجمہ کہ ” ان لوگوں کا  
میرے ذمہ ایک جرم ہے “ گستاخی نبوت بھی ہے اور انکار عصمت نبی بھی اور اللہ تعالیٰ  
کی تغلیط بھی کہ معاذ اللہ موسیٰ علیہ السلام اقراری مجرم بنے اور اللہ تعالیٰ نے ایک اقراری  
مجرم و گنہگار کو نبوت دے دی ۔

دارالعلوم دیوبند کے دارالاجل محمود الحسن کا یہ ترجمہ کہ ” ان کو مجھ پر گناہ کا دعویٰ  
ہے “ بھی غلط ہے ۔ کیونکہ قول دیوبند کے بانی بھائی قاضی محمد سلیمان منصور پوری  
مصنف ” رحمت اللعالمین “ ( ج ۳ ص ۸ ) الزام اور دعویٰ میں فرق ہے ۔ الزام بلا ثبوت  
بھی ہو سکتا ہے مگر دعویٰ بغیر سرسری ثبوت کے دعویٰ نہیں کلا سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام  
پر ناحق قتل کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا ۔ لہذا اسے الزام تو کہا جاسکتا ہے دعویٰ  
نہیں ۔ منصور پوری بھی جاہل ہے ، اسے اشتقاق کو سمجھتا ہے حالانکہ یہ اشتقاق صغیر  
ہے ، اوسط نہیں ۔ وجہیت کے یہی نتائج ہوتے ہیں ۔

(۲۲۸)

۲۰

حضور مظهر سبحانیت حق ﷺ حضور معدن عصمت ہر معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے برائے امتحان مومن و مناقق لفظ ذنب قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے۔

(۱) فاصبر ان وعد اللہ حق واستغفر لذنبک (پارہ ۲۴ سورۃ غافر۔ مومن) تو اے محبوب! صبر کرو یتھک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے متبعین کے گناہوں کی معافی مانگو۔ یہاں لذنبک والا لام مکسورہ تعدیت کیلئے ہے اور یا تو ذنب کا معنی ہے ”متبعین“ گناہ نہیں۔ دریں صورت اس آیت میں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں جس کا معنی گناہ ہو۔ ترجمہ میں ”گناہوں“ کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ استغفر جس کا معنی ہے معافی طلب کر۔ یہ لفظ خود مہمں ہے معنی گناہ کو، اس لئے کہ خشش و معافی ہوتی ہی گناہ و خطا کی ہے اور بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ ذنب کا معنی تو یہاں گناہ کا ہی ہے مگر ک سے حقیقت خطاب امت کو ہے۔ امام زر قانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں۔ فالمراد بخطابہ خطاب امت و اضافۃ الذنب لہ لادنی ملاستہ الخ (زر قانی ج ۶ ص ۲۶۱) تو یہ توجیہ بوجہ ملاستہ رحمت و شفاعت نبی ﷺ بہ امت بطور مجاز عقلی ہے۔ مجاز عقلی میں اسناد الی ملابس غیر ما وضع لہ کی طرف ہوتا ہے مگر مجاز عقلی میں مرادوی مفہوم حقیقت عقلیہ ہی ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے بھی حضور ﷺ کے متعلق لفظ ذنبک والی ہر دو آیات میں (۱) اور انہوں کے گناہوں الخ۔ (۲) اپنے خاصوں الخ۔ کا ترجمہ حقیقت عقلیہ کے مطابق کیا ہے یہ بھی درست ہے کہ مراد آپ کی امت کے گناہوں کی خشش ہے۔ ذنب کا معنی گناہ اور ک کے خطاب سے حقیقتاً مخاطب امت ہو یا ذنب کا معنی تابعین کا ہو، دونوں صورتوں میں مقصد حضور ﷺ کی امت کے گناہوں کی خشش ہے مگر تابعین والا معنی مع مطابقت مرادوی ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی موافق حقیقت عقلیہ دیکھ کر معافی لغوی لفظ ذنب بھی اقرب الی الفہم ہے۔ لہذا دہلی کے خارجیت زدہ ولی اللہ رفیع الدین و نجدیوں وہابیوں کا یہ ترجمہ کہ ”اور خشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے“ سراسر عصمت رسول سے بغاوت و جہالت و شقاوت ہے، نبی کی نبوت کا انکار اور کفر ہے۔ دیوبندی فرقہ کے محمود الحسن کا یہ ترجمہ کہ ”اور خششوا اپنے گناہ“ اس کی بے ایمانی و شیطیت ضمیری ہے۔ حضور مظهر حسن ذات حق نے واللہ باللہ تاللہ قطعاً کوئی گناہ نہیں کیا۔

حسنات جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

اور ان کے گستاخ نبوت اشرف علی تھانوی کا یہ ترجمہ کہ ”اور اپنے اس گناہ کی جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا معافی مانگئے“ اور بھی زیادہ خباثت ہے۔ کیونکہ اپنے پاک محبوب اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقتاً ناگناہ کو مجازاً گناہ بنا دینا ، کوئی دشمن تو اپنے دشمن کی عداوت میں "ایمان" ظالمانہ اقدام کر سکتا ہے ، اللہ تعالیٰ کی مقدس عادل ذات اپنی رحمت سے اپنے محبوب کی امت کی برائیوں کو ببذل اللہ منیائتھم حسنات کے مطابق نیکیوں میں تبدیل تو فرما دیتی ہے ، یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے محبوب کی نیکیوں کو گناہ قرار دے کر انہیں گناہ کہہ دے ۔ الا عند المفتري الكذاب التهانوي ، فتكفروا یا اولی الاباب۔

(۲) واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات (پارہ ۲۶ سورۃ محمد) اور اے محبوب ! اپنے خاص تبعین صحابہ کرام اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو ! یہاں بھی لذنبك میں لام تعدیت کے لئے ہے اور حسب صورت آیت سادہ ک سے مجازاً خطاب آپ کو مگر حقیقتاً خطاب بطور حقیقت علیہ امت کو ہے اور مراد حضور ﷺ کے خواص تبعین صحابہ و اہل بیت و دیگر تبعین عام مؤمنین و مؤمنات کے لئے طلب مغفرت ہے ۔ لہذا جن دہلوی شاہوں اور فکر ولی الہی کے گماشتوں دہلیوں دیوبندیوں نے ذنب کا ترجمہ "آپ کے گناہ" کیا ہے یہ ایسی سازش ہے اس گروہ کے تھانوی کا یہ ترجمہ کہ "اب اپنی خطا کی معافی مانگتے رہے" ملعون قول ہے ۔ پھر اس کا شیطانی چرند یوں گھومتا ہے کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ حضور کو فرما رہا ہے کہ "اگر احیاناً کوئی غلطی سرزد ہو جائے جو کمال دین میں قفل ہے۔ سو وہ آپ سے صادر ہونے کے وقت میں بوجہ معصوم ہونے کے واقع میں خطا نہ ہوگی ، بلکہ مباح ہوگی بلکہ بعض اوقات عبادت ہوگی" (بیان القرآن)۔

سمجھ گئے آپ یہ تھانوی دیوبندی حکمت ! کہ معصوم سے خطا تو سرزد ہوتی ہے مگر عبادت ہو جاتی ہے ۔ عصمت کی یہ تعریف دیوبند کی خار جیانہ فیکٹری کا جدید شاہکار ہے ۔ "احیاناً" حین کی جمع ہے جس کا معنی ہے کئی اوقات ۔ تھانوی یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ! حضور پاک ﷺ سے کسی ایک وقت نہیں بلکہ ہر اوقات خطائیں سرزد ہوتی رہتی تھیں ۔ پھر اسی پر شقی کے دل کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی اور کہتا ہے کہ "عمل افضل کا ترک آپ کی شان ارفع کے اعتبار سے صورت خطا ہے ، اس لئے آپ اپنی خطائے صوری کی معافی مانگئے (بیان القرآن)۔

عمل افضل کا ترک کس سے ؟ افضل الانبیاء سے ؟ شان ارفع کے اعتبار سے صورت خطا تو کسی مجبوری کی بنا پر اس سے ہو سکتی ہے جو اپنے منصب رفیع کی صورت حسنہ کے تحفظ کا اہل نہ ہو ۔ کیا اس تھانوی گستاخ نے میدان کرب و بلا میں جگر گوشہ رسول کو

اپنی شان کے تحفظ کی پاسبانی کرتے نہیں دیکھا کہ ”تاجدار لولاک“ کے لئے عمل افضل کا ترک کہہ رہا ہے؟ کیا یہ شقی کسی راجپال کے لئے عظمت رسول پر حملوں کے لئے تو میدان ہموار نہیں کر رہا؟ یا ذا الجلال! تیرے تقدس کے مظہر اتم ﷺ کے لئے تھانوی کے یہ شرمناک الفاظ! اللھم احفظ اهل الاسلام من مکر هذا الخداع لعبة الخوارج اللثام۔ اب اس تھانوی کے چیلے اور فرقہ دیویدیہ کے سب سے بڑے مفتی محمد شفیع کراچی کے ہدایات بھی پڑھ لیجئے۔ کتا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخیر میں ذنب بہ معنی خطا و لغزش ہے اور اس مغفرت سے مراد معاذ اللہ حضور ﷺ کی ”تمام اگلی پچھلی لغزشوں اور خطاؤں کی معافی ہے“ (الی قولہ) ”غیر افضل پر عمل کرنا بھی ایسی لغزش ہے جس کو قرآن نے بطور تہدید کے ذنب و گناہ سے تعبیر کیا ہے“ (الی قولہ) ”اور ما تقدم سے مراد وہ لغزشیں ہیں جو نبوت سے پہلے ہوئیں اور ما تاخیر سے مراد وہ لغزشیں ہیں جو نبوت کے بعد صادر ہوئیں“ (معارف القرآن ج ۴ ص ۶۶) مظہر ذات کے لئے عمر بھر لغزشوں پر لغزشیں۔ یہ معارف کوئی آریہ، سکھ، یودی جھاڑ رہا ہے یا امتی؟ بار بار غور کیجئے! کوئی مفتی نہ اگر اس پر بھی اسے مفتی نہیں مانتا تو واقعی اس کی حق تلفی ہوگی۔ ”تہدید“ کا معنی ہے ”ڈانٹنا“ یہ ڈانٹ کس کو دلائی جا رہی ہے؟ جسے علی الصراط المستقیم کا تاجدار بنایا گیا؟ غیر گناہ کو گناہ کس کے لئے گھڑا جا رہا ہے جو شفیع للذین ہیں؟ اور اب ان کے شیخ الاسلام کی شیخی بھی دیکھئے۔ یہ الطامہ الکبریٰ لکھتا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخیر میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک کی سب کوتاہیاں جو آپ کے مرتبہ رفیع کے اعتبار سے کوتاہی سمجھی جائیں بالکلیہ معاف ہیں (تفسیر عثمانی بر حاشیہ ترجمہ محمود الحسن صدر دیوبند) ”ہمیشہ سے ہمیشہ تک کوتاہیاں ہی کوتاہیاں۔ مرتبہ رفیع کے اعتبار سے۔ سمجھی جائیں“ ان کفر خیز الفاظ کو بار بار پڑھئے۔ سمجھی کس نے؟ خود مرتبہ رفیع دینے والے نے؟ یہ شیخ الاسلام ہے یا نذل الاسلام؟ جس کی نظر میں بالی اسلام اپنے مرتبہ رفیع میں کوتاہیاں کرتے رہے۔ کتنی کوتاہیاں؟ کتا ہے ”ہمیشہ سے“۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے تو کوتاہیاں کرنے والے کو یہ جانتے ہوئے کہ یہ کوتاہیاں کریں گے، سید الانبیاء مانے میں کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوتاہی ہو گئی تھی؟ واجیر تاہ۔

(۳) آدم بر سر مطلب | قرآن مجید میں حضور ﷺ کی طرف اضافت سے واقع لفظ ذنب کے غلط اور کفریہ معنی کرنے والے بعض شاہی و خارجی علما کی مختصر نشاندہی کے بعد اب ہم نے جس رسالہ ”مغفرت ذنب“ کے ابطال کے لئے قلم اٹھایا ہے اس میں موضوع بحث سورۃ فتح کی پہلی آیت انا فتحناک (الآیت) کے جملہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما



تاخر میں فقط لک اور فقط ذنبک کا غلط ترجمہ کرتے وقت یہ یاد رکھو اور اس سے بدنام نہ ہو  
سنی علماء اور ان کے غلط استدلالات کا جائزہ لیتے ہیں۔  
بظاہر یہ قلماء مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کے رسالہ "معقروت و تب" سے رونما ہوا ہے۔ مگر  
پوری تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا ہے کہ محمد زبیر نے یہ سارا مواد مولوی غلام رسول سعیدی کی  
شرح مسلم ج ۷ سے اٹھا لیا ہے اور اس سعیدی نے اپنے استاد جناب احمد سعید شاہ صاحب  
کا غلطی ملاتی کے ترجمہ قرآن "المہیان" میں حضور ﷺ کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ کو صحیح ثابت کرنے  
کے لئے یہ سب پاڑے دیے ہیں۔ اب پوری دنیا نے اسلام کا معتد علیہ اور ہر حصہ سے محفوظ و  
اول آخر پاک ترجمہ "کنز الایمان" پڑھے۔

انا فتحنالک فتحاً مبناً۔ لیغفرلک	بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔	اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے انگوں
(پارہ ۲۶ سورہ فتح)	کے اور تمہارے پچھلوں کے (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں لیغفرلک میں لک والا لام تغلیلیہ بہ معنی سبب ہے اور ذنبک  
میں ذنب سے مراد پیروکاران و متبعین کے لئے یہ ترجمہ کیا گیا ہے جن کی تعبیر انگوں  
پچھلوں سے کی گئی ہے لام کے تغلیل کے لئے ہونے اور ذنب بہ معنی تابعین کی مزید  
تشریح آگے آ رہی ہے۔

یہاں شرعاً و عقلاً فقط اور فقط یہی مفہوم متبعین ہے۔ اس صراط مستقیم کی پہلوی سے اگر  
کوئی بھی اردو ترجمہ خواہ وہ میڈن دہلی ہو یا دیوبند یا امرتسریا جالندھریا ملتان، لام تعدیت  
کا بنا کر اس کا ترجمہ "معاف کر دے۔ آپ کے یا آپ کے لئے" کرنا اور ذنب کا معنی "گناہ  
یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ" کرنا، پھر اسے حضور ﷺ کی طرف اضافت سے "آپ کے" کہنا  
غلط اور قطعاً غلط ہے۔ اب جناب احمد سعید شاہ صاحب کا غلطی ملاتی کا مجموعہ تضادات ترجمہ  
بھی پڑھ لیجئے۔

انا فتحنالک فتحاً مبناً۔ لیغفرلک	بیشک ہم نے آپ کو روشن فتح فرمادی تاکہ
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔	اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے۔ آپ کے گناہ
(پارہ ۲۶ سورہ فتح)	اور جسے بظاہر خلاف اولیٰ سب کام جو آپ کے کمال
	قریب کی وجہ سے بھی صورت ذنب ہیں حق تعالیٰ سے
	اللہ سے بھی افضل ہیں۔
	(الایمان)

یہ ترجمہ ہے یا کسی میلاد شریف کا وعظ؟ پوری جماعت اہل سنت کا متفق علیہ اور صحیح ترجمہ ”کنز الایمان“ چھوڑ کر اس قدر لمبی تقریر جھاڑنے کی آخر کیا مجبوری تھی؟ پہلی سے اترنے اور خطرات میں گھر جانے والوں کو آخر ادھر ادھر ہاتھ مارنے ہی پڑتے ہیں۔ کاظمی صاحب خلاف اولیٰ تو نہیں مانتے مگر اس کے ساتھ بظاہر کی پچر سے کام نہ لانا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خلاف اولیٰ تو نہیں، ہاں بظاہر خلاف اولیٰ کام کئے تھے جو قابل معافی تھے اور صلح حدیبیہ کے بعد بھارت فتح مکہ کے وقت آپ کی ۵۹ سال کی عمر شریف تک ہو چکنے والے وہ قابل معافی، اس کے بعد بھی جو خلاف اولیٰ کام آپ نے تا وفات مہدک کرنے تھے معاف کر دیئے گئے۔ تھانوی نے خطاء صوری کہا، کاظمی صاحب پہلے ایڈیشن میں صورۃ گناہ اور دوسرے میں صورۃ ذنب کہہ رہے ہیں۔ اس نے شان ارفع بولا، یہ کمال قرب بتا رہے ہیں۔ وہ عبادت کہہ رہا ہے، یہ حسنت بول رہے ہیں۔ وہ بھی معاف فرمادے کہتا ہے، یہ بھی معاف فرمادے لکھ رہے ہیں۔ حضور تاجدار مظهریت حسن ذات حق ﷺ سے قابل معافی کام سرزد ہونے پر دونوں متفق ہیں۔

کاظمی صاحب ہمارے محترم اکثر علوم میں ماہر ذکی الذہن بزرگ تھے۔ ان کی تقریری و تحریری ملی خدمات کے بھی ہم معترف ہیں مگر ان کے اس ترجمہ میں حضور ﷺ کے لئے لفظ ”معاف فرمادے“ اور آپ کے ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کے الفاظ سے ہمیں اختلاف ہے۔ اور شاید یہ الفاظ ان کے کسی معاون و کاتب مسودہ ترجمہ کی غلطی یا سو ہے۔ ان کے مریدین و تلامذہ ضد نہ کریں! جوش کی نہیں ہوش کی ضرورت ہے۔ تھانوی جیسے گستاخ نے تو لکھتا ہی تھا، کاتب ”البیان“ نے یہ لکھ کر پوری حسیت کے سینہ میں یہ خنجر پیوست کیوں کیا؟ اس کے ترجمہ کے پانچوں الفاظ معیار سے گرے ہوئے ہیں:

(۱) ”معاف فرمادے“ یہ الفاظ قطعاً شان نبوی کے خلاف ہیں۔ معافی جرم کی ہوتی ہے، حسنت کی نہیں۔ من جاء بالحسنت فله عشر امثالها نص قطعی اس پر شاید عادل ہے کہ نیکیاں بڑھائی جاتی ہیں، مثالی نہیں جاتیں۔

(۲) ”بظاہر خلاف اولیٰ“ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جس طرح محمد قاسم نانوتوی کی عبارت مندرجہ ”تخذیر الناس“ میں اس کے جملہ ”پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے“ کی تصریح سے پہلے اس کی عبارت کے ابتدائی حصہ میں اس کے الفاظ ”تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“ میں قید بالذات کچھ بھی مفید نہیں۔

کاظمی صاحب کے الفاظ ”معاف فرمادے“ کے بعد خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر



(۳۲)

کی قید میں عقائد عقیدہ نہیں۔ کیونکہ ہر حال میں جو یا چھوٹی یا بڑی عقلی کی بنی  
 ہوئی ہے۔ عقل کی نہیں۔ اور مفتی محمد اقبال صاحب اپنے حالیہ مکتوب میں ۳۲  
 پر حضور ﷺ کے لئے بغیر قید لفظ بظاہر کے فقط خلاف اولیٰ بھی لکھا اور تمام ۵۴  
 سعیدوں کا واجب مسلک لکھ چکے ہیں (مکتوب علمی کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس  
 محفوظ ہے)

حالانکہ صاحب شرح عقائد جن کے حوالے سے مفتی صاحب خلاف اولیٰ کو  
 واجب قرار دے رہے ہیں، کے کئی اقوال خود متنازعہ فیہا ہیں۔ دیکھو ”میرا اس شرح  
 شرح عقائد“ ایسے اقوال سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔ صاحب شرح عقائد کو  
 والا فمحمول علی ترک الاولیٰ کی جائے یوں کہنا چاہئے تھا والا فمحمول  
 المشائبات لا یعلم تأویلہ الا اللہ نیز صاحب شرح عقائد یہ اس وقت لکھ رہے  
 ہیں جب انبیاء کی طرف مضاف لفظ ذنب وغیرہ کی کوئی اور صحیح توجیہ نہ ہو سکے  
 حالانکہ اس کی کئی اور توجیہات سمجھ بھی ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی بھی ترجمہ میں ایک صحیح  
 تاویل کر چکے ہیں۔

(۳) لفظ کمال قرب کے بعد ”صورۃ ذنب“ کا لفظ بھی غلط ہے۔ بخاری کی مشہور حدیث  
 یتقرب الی العبد بالنوافل سے واضح ہے کہ کسی امتی کو قرب حاصل ہو جائے تو  
 اس کے سبب، پھر، پر اور رجل، اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ تو واسطہ، قرب الی  
 بلکہ تعین و مقرب الیہ قرب ذات حق ﷻ سے باوجود مصدر قرب الی ہونے کے بھی  
 اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد ہوتے رہیں تو آپ کی باطناً و ظاہراً مرکزیت کو کمال  
 قرب مان کر آپ کے افعال مبارکہ کو ظاہراً و صوراً ذنب بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ  
 کہنا بھی غلط ہے۔

(۴) ”حنات اللہ اراد سے بھی افضل ہیں“ کا جملہ بھی غلطی نظر ہے۔ اس لئے کہ یہ الفاظ  
 ابو سعید خدری کے مقولہ حنات اللہ ارادات المقرنین کی طرف مشیر ہیں اور یہ مقولہ امتی  
 کے ارادہ و مقرنین کے لئے ہے، حق کے لئے نہیں۔ اور اس مقولہ کی رو سے  
 مقرنین کا ارادہ ہلا ہے۔ مقرنین کے حنات اللہ اراد کے حنات سے فاضل  
 ہوتے ہیں (روح البانی سورۃ مطہین) تو کا مٹی صاحب کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ حنات  
 حنات المقرنین سے بھی افضل ہیں۔ کوئی راضی ہو یا بدامین ہم یہ کہتے ہیں کہ  
 اس ترجمہ کا یہ سب غلطی اور کہ خدا بارگاہ رسالت میں جو اولیٰ ہے۔

(۵) اگر ”ظاہر“ کا لفظ بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ ظاہر سے ان کی مراد اگر افعال مبارکہ نہیں

ظاہرہ ہیں تو آپ کی حقیقت محمدیہ کے متعلق یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر دینی اے ابو بکر میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں، فرمان نبوی (حوالہ الحدیث النذیہ، علامہ عبدالغنی نابلسی) کتب قوم میں موجود ہے تو امت کے لئے اسوۂ حسنہ آپ کے ظاہر افعال مبارکہ میں ہی ہے۔ امام قاضی عیاض نے ”شفاء“ میں اور امام قسطلانی نے ”مواہب اللدیہ“ میں تصریح کی ہے کہ وہو یتلمذ تجری احکامہ علی الظاہر یعنی حضور ﷺ کی شریعت ظاہر افعال پر ہی جاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو آپ کے افعال مبارکہ ظاہرہ کی اتباع اور انہیں میں اسوۂ حسنہ کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپ کی شریعت سب شرائع سے اولیٰ شریعت ہے اگر آپ خلاف اولیٰ کریں تو آپ کی شریعت اولیٰ از شرائع نہیں رہے گی۔ صحابہ کرام آپ کے ہر فعل ظاہری کی ہی اقتدا کرتے تھے، آپ نے انگوٹھی مبارک اتاری تو سب نے اتار دیں نیز خلعوا نعالہم حین خلع نعلہ (شفاء ج ۲ ص ۱۴۶) ان عمر کو فرمایا کہ رضا و غضب دونوں حالتوں میں میرا کلام لکھ لیا کرو (شفاء ج ۲ ص ۱۲۳) اگر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ افعال سرزد ہونے کا امکان ہوتا تو امت کو فرمایا جاتا کہ نبی کے ہر فعل کے بارے میں پہلے چیکنگ کر لینا کہ وہ اولیٰ کر رہے ہیں یا خلاف اولیٰ، پھر ان کی اتباع و اقتدا کرتا۔

ترجمہ منسوب بہ طرف کاظمی صاحب کے مجوزہ ”بظاہر خلاف اولیٰ کام“ ماقدم یعنی آپ کر چکے اگر مان لئے جائیں تو سارا نظام شریعت مشکوک و مفقوج ہوتا ہے اور امت کا نبی پر سے اعتماد متزلزل ہوتا ہے۔ لہذا بظاہر کی یہ توجیہ تو قطعاً باطل و مردود ہے اور اگر بظاہر سے کاظمی صاحب کی مراد یہ ہے۔ اور ان کا آخری فقرہ ”حقیقتاً حسنات الابرار سے بھی افضل ہیں“ اس پر قرینہ بھی ہے کہ کام تو حضور ﷺ کے سب اولیٰ ہی تھے مگر دیکھنے والوں کو خلاف اولیٰ نظر آتے تھے تو یہ غلطی حضور ﷺ کی نہ ہوئی بلکہ غلطی ان کج نظروں کی ہوئی تو معافی حضور ﷺ کو نہیں بلکہ ان غلط بیوں کو ہونی چاہئے تھی۔ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

کہاں وہ فلسفہ، عشق نبی، تکتہ فراوانی، عمر کے آخری پینے یہ آخر حادثہ کیا ہے کسی کی غلط پتی پر ملے معافی پیغمبر کو تہمد اعدل یہ ہے تو بتاؤ پھر جفا کیا ہے افسوس کہ یہ ترجمہ ”البدیان“ کاظمی صاحب کی وفات کے بعد ہماری نظر سے گزرا اور نہ شاید ہماری اپیل پر خود کاظمی صاحب ان الفاظ سے رجوع کر لیتے۔ اس

لئے کہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ ضدین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیٰ ہونا نص قطعی النسخی اولیٰ بالہوۃ من انفسہم (پارہ ۲۱، سورۃ احزاب رکوع ۱ آیت ۶) سے ثابت ہے قرآن مجید کے اس عام حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطن بھی اولیٰ ہیں اور بظاہر بھی اولیٰ ہیں اور آپ کا ہر ظاہر کام بھی اولیٰ ہے۔ لہذا آپ اولیٰ علیہ السلام سے باطن یا بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ الضدان لا یجتمعان۔ اولیٰ و خلاف اولیٰ جمع نہیں ہو سکتے ورنہ مطلب الشیخ عن نفسه لازم آئے گا کہ اولیٰ خلاف اولیٰ کر کے اولیٰ نہ رہے۔ باطن و بظاہر اولیٰ علیہ السلام کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ کا لفظ نص قطعی قرآن مجید و احادیث مرفوعہ نبویہ کے خلاف ہے۔ کاظمی شاہ صاحب جیسے مداح رسول اور تبحر عالم سے عمر کے اس آخری پیٹے میں حضور ﷺ کیلئے بظاہر خلاف اولیٰ اور معافی کے الفاظ ایک عظیم جوش اور قیامت سے کم نہیں شاید یہ الفاظ کاظمی صاحب کی طرف غلط منسوب ہیں جس کا ہم ابھی ذکر کرتے ہیں نیز یہ کہ کسی بھی لغت کی کتاب میں ذب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ نہیں لکھا گیا، یہ ایک غلط تاویل کی گئی ہے۔ تاویل ترجمہ نہیں بن سکتی مراد بن سکتی تھی مگر یہاں مراد بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ خلاف اولیٰ خود ممنوع شرعی و باعث غضب الہی کام ہیں جیسا کہ مفصلاً آئندہ صفحات میں آپ اپنی آنکھوں سے پڑھنے والے ہیں اور بظاہر کا ترجمہ بھی بے کار ہے کیونکہ کاظمی صاحب کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام معاف کئے گئے جو حقیقتاً تو اولیٰ (بہتر) تھے مگر بظاہر یعنی دیکھنے میں خلاف اولیٰ (نہ بہتر) نظر آتے تھے۔ تو یہ توجہ بھی غلط ہے کیونکہ لوگوں کے دیکھنے میں بھی نہ بہتر، محبوب و نا پسندیدہ کام کرنے سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔ امام قاضی عیاض کے قول والخساسة کی تشریح میں امام خوافی لکھتے ہیں خسیساً فی اعیین الناس یعنی جو لوگوں کی نظروں میں ہلکے کام ہوں، نبی ان سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ آگے امام قاضی عیاض کہتے ہیں وهذا ایضاً مما یعضم منه الانبیاء اجماعاً (تسمیہ الرباض ج ۳ ص ۱۳۰) یعنی منزل شہادت و مقام و وقار و مناسب کاموں سے نبیوں کے معصوم ہونے پر بھی اجماع است ہے۔ تو لوگوں کی نظروں میں ظاہر خلاف اولیٰ ممنوع شرعی و باعث غضب الہی کام کا حضور ﷺ کو مرتکب اور پھر اس کی معافی بارگاہ سید الانبیاء علیہ السلام میں بہت بڑی جسارت اور سنگین گستاخی ہے۔ الفاظ باللہ منہ۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ قرآن "الیمان" کے محقق محمد سطور کی رائے یہ ہے کہ "الیمان" میں سورۃ فتح کی پہلی آیت مذکورہ کا ترجمہ مذکورہ جو ہمارے نزدیک درست نہیں۔ ترجمہ

قرآن میں کاظمی صاحب کے مشیر و معاون و کاتب ترجمہ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی محمد اقبال صاحب کی غلط کارروائی کا شاخسانہ ہے۔ حضرت کاظمی صاحب مرحوم جیسا وسیع العلم علامہ زمان و عاشق رسول محدث اس سے بری الذمہ ہے کیونکہ مفتی صاحب مذکور اپنے حالیہ فیصلہ بابت تنازعہ علمائے اہل سنت و مولوی محمد زبیر حیدر آبادی (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں ”البیان“ میں اس ترجمہ کے درج ہونے کی ایک وجہ تو یہ لکھتے ہیں:

تفسیر رازی میں اس قول کے مختصر ہونے کو متعلقہ آیت سے آگے چل کر لکھا تو میری توجہ نہیں ہو سکی جب کہ حضرت کے بوجھاپے کے باعث حوالے نکالنا میری ذمہ داری تھی (فیصلہ قلمی ص ۳۵)

مفتی صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہاں یہ ترجمہ امام رازی کی تفسیر کبیر میں درج تمام توجیہات میں سے امام رازی کی مختصر و پسندیدہ توجیہ کے مطابق کرنا تھا اور رازی نے متعلقہ آیت لیغفر لک اللہ (الآیۃ) میں حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ کاموں کی حضور ﷺ کے لئے بخشش کی توجیہ تو آیت کے موقع پر لکھ دی جو میں نے دیکھ کر کاظمی صاحب کو سنا دی اور لکھ دی مگر رازی نے اپنی مختصر و پسندیدہ توجیہ کہ یہاں بخشش سے حضور کے سبب سے حضور کی امت کے مؤمنین کے بخشش ہی مراد ہے۔ اس مذکورہ آیت کی تفسیر سے آگے چل کر لکھی اور میں اس کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے رازی کی مختصر توجیہ کاظمی صاحب کو نہ سنا سکا تو ”البیان“ میں درج یہ ترجمہ میری عدم توجہ کی وجہ سے لکھ دیا گیا اور پسندیدہ و مختصر ترجمہ چھوٹ گیا۔ حالانکہ رازی نے آگے چل کر لیدخل المؤمنین والی آیت میں بھی یہ مختصر توجیہ بالفاظ علیٰ ما قلنا المراد ذنب المؤمنین کے لفظ قلنا سے اس متعلقہ آیت لیغفر کے ذکر میں ہی مذکور اول توجیہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہ ہے کہ یہاں بخشش سے حضور ﷺ کے ذنب کی بخشش مراد نہیں بلکہ آپ کی امت کے مؤمنین کے ذنب کی بخشش مراد ہے اور سورۃ محمد میں بھی پہلی توجیہ یہی ہے احدھما ان یکون الخطاب معہ والمراد المؤمنون اور سورۃ مومن میں بھی توجیہ ترک افضل کے بعد چوتھی سطر میں واستغفر لذنب استک موجود ہے اور پھر اب تو مدت سے مفتی صاحب کو رازی کی اس مختصر توجیہ کا علم ہو چکا ہے، اب وہ اسے کیوں صحیح نہیں کراتے؟ بلکہ اسے اپنا اور سب سعیدیوں کا واجب مسلک قرار دے رہے ہیں، وال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ دوسری وجہ مفتی صاحب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے ”البیان“ میں اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ”آپ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش“ چھوڑ کر

حضور کے لئے آپ کے خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش کا ترجمہ اس لئے لکھا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر خصوصاً اس آیت کے ترجمہ میں اعلیٰ حضرت کے الفاظ ”آپ کے سبب سے“ الخ کی وجہ سے سعودی عرب کے وہابیوں نے پابندی لگا دی تھی۔ اگر ہم بھی ایسا ترجمہ لکھ دیتے تو اس پر بھی پابندی لگ جاتی۔ بایں وجہ ہم نے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ چھوڑ کر یہ ترجمہ کر دیا (فیصلہ قلمی ص ۳۵)

واضح رہے کہ ”البیان“ میں درج یہ ترجمہ خوارج وہابیہ کے مرکزی مفسر محمد علی شوکانی کی تفسیر ”فتح القدیر“ میں پسندیدہ والمراد خلاف الاولیٰ (فتح القدیر ج ۵ ص ۳۴) کے عین مطابق کیا گیا ہے۔ اولیاء اللہ اور اعلیٰ حضرت کی پسندیدہ توجہ پر چھوڑ کر پابندی سے چنے کے یہاں اولیٰ ذات اقدس حضور ﷺ کو خلاف اولیٰ ماقدم۔ اگلے ہو چکے کہ گناہ کا مرتکب بنا کر مفتی صاحب نے وہابیہ کی ترجمانی کی ہے اور کاظمی صاحب کے عشق رسول کو داغدار کیا ہے۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ میں مفتی محمد اقبال صاحب کا اقبال جرم کاظمی صاحب کے ترجمہ قرآن ”البیان“ کے ۲ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ پہلے میں اسی آیت کے ترجمہ میں ”صورہ گناہ“ کا لفظ تھا۔ کاظمی صاحب کی وفات کے بعد دوسرے ایڈیشن میں ”صورہ ذنب“ کا لفظ آیا ہے۔ یہ تبدیلی کیوں کی گئی؟ اس کے متعلق حق نا حق جھگڑنے کے لئے انوار العلوم کے پالے ہوئے یہ رستم زماں مفتی محمد اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تبدیلی ”مقدمہ البیان“ میں آپ کی ہدایت کے مطابق کی گئی ہے اور وفات کے بعد حضرت کاظمی صاحب مجھے خواب میں ملے اور فرمایا کہ ”گناہ“ کا لفظ درست نہیں۔ اس لئے میں ذنب کا معنی گناہ سمجھنے سے باز آیا۔ جس سے واضح ہے کہ مفتی صاحب خواب سے پہلے حضور ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ صحیح سمجھتے تھے تو شاید پہلے ایڈیشن میں آپ کاتب نے ہی گناہ لکھا ہوگا۔

حالانکہ صورہ ذنب کا لفظ بھی آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کے مفہوم میں یہاں غلط ہے۔ علاوہ ازیں ترجمہ میں پہلے گناہ کا لفظ کس نے کھسکا؟ فرماتے ہیں کہ ”وہاں لفظ گناہ سو کاتب سے ہے“ (مکتوب قلمی ۶۰ صفحہ والا ص ۱۲۔ فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)

پہلے کاتب خود مفتی صاحب تھے جن سے کاظمی صاحب نے لکھوایا، دوسرا کاتب خوشنویس تھا جس نے اسے طباعت کے لئے تیار کیا۔ میرے خیال میں تو کوئی بھی خوشنویس لفظ بدلنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ یہ اول کاتب ترجمہ مفتی صاحب کی ہی یادگار ہے۔ مفتی صاحب نے اگر خود گناہ کا لفظ نہیں لکھا یا لکھوایا تھا تو وہ بتائیں کہ وہ لفظ کیا تھا جسے خوشنویس نے بدل کر ”گناہ“ لکھا۔ اور پھر وہ گناہ کا لفظ چھپا اور جگر گوشان کاظمی

صاحب اور مفتی صاحب نے وہ لفظ ”گناہ“ جس نے کوئی سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی تھی نظر نہ آیا۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کو فروخت کر کے حضور ﷺ کو اگلے ہو چکے کا ”صورنا گناہ“ پڑھایا اور مال منایا۔ بالآخر کاظمی صاحب کی نص یاد آئی نیز آپ جائے اپنے سجادہ نشین کے ملنے کے اپنے مرید برحق مفتی صاحب سے ملے کہ ”گناہ کا لفظ درست نہیں“۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جرم انہیں مفتی صاحب کا تھا جنہیں منہبہ کی گئی۔ بہر حال کاظمی صاحب کا ترجمہ جزوی طور پر ان کی وفات کے بعد بدلا جا چکا ہے کیونکہ وہ غلط تھا تو ”معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے“ کے الفاظ کے بعد یہ شک ترک کا تب لفظ صحابہؓ بسہو کاتب اگر صحابہؓ کا لفظ لکھ لیا جائے اور عبارت یوں ہو جائے کہ ”آپ کے صحابہ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ تو مفتی صاحب کے لئے اس کی جزوی اجازت ہو چکی ہے۔ ورنہ وہ اپنی عدم توجہ کی وجہ سے غلط ترجمہ کا اندراج مان چکے ہیں تو اس غلط کارروائی کے وہ ذمہ دار ہیں، جس کا ثبوت ہم دے آئے ہیں۔ محسن فن محرر سطور حضرت کاظمی صاحب جیسا عاشق رسول تبحر عالم دین بارگاہِ عصمت ﷺ میں ایسے نامناسب لفظ نہیں بول سکتا۔

باقی رہا حالیہ فیصلہ میں کسی کام کی حقیقت حسنہ اور صورنا خلاف اولیٰ کے جواز میں مفتی صاحب کی یہ مثال کہ ”میری صورت کا کوئی دوسرا آدمی میرے بیٹوں کا باپ نہیں ہو سکتا“۔ یہ مثال غلط اور قیاس مع الفارق ہے۔ مثال میں دو آدمی ہیں اور مثال میں ایک ہی ذات کا ایک ہی کام حقیقت میں حسنہ اور صورنا زنب کہا گیا ہے۔ فعل مخلوق ایک عرض حادث ہے اور اس کا متقاضی ہی اس کی حقیقت ہے۔ متقاضی اولیٰ ہو تو فعل صادر خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ سے خلاف اولیٰ متقاضی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ شیطان کی سازش سے پاک ہیں لہذا آپ کا کوئی فعل خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ مفتی صاحب ہوش کے ناخن لیں اور یہ کہہ کر کہ اس ترجمہ سے پہلے اس آیت کی توجیہ مغفرت گناہ امت کا کاظمی صاحب کو علم ہی نہ تھا (جب کہ تمام تفاسیر میں اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں تو خصوصاً حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش کی ظاہر توجیہ مذکور ہے) اور یہ کہہ کر کہ کاظمی صاحب نے سعودی عرب کے وہابیوں کی پابندی کے ڈر سے ایسا ترجمہ لکھوا دیا، اپنے استاذ اور مرشد برحق کی توہین نہ کریں۔

بالتفاق اہل حقائق و عارفین، گناہ و خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ صفات ممکنات و مظاہر و اطوار عالم خارج سے ہیں۔ مرتبہ وجود مطلق و مرتبہ حقائق و اعیان ثابۃ سے نہیں۔ وجود خارجی تجلی اسماء بر اعیان ثابۃ سے ہو یا اعدام پر بہر حال مرتبہ اسماء الہیہ کے بعد ہے اور اسماء و شیوۃ الہیہ مستفیض از حقیقت محمدیہ ہیں۔ حقیقت محمدیہ بالتفاق اہل وحدۃ وجود و اہل شہود



مرتبہ اول سے مقدم ہے۔ و تجلی ذات ہے۔ وجود محلی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اسی تجلی ذات یعنی الذات مع الوصف الاول اور التعین الاول للوجود المطلق کا طور خارجی و امکانی ہے۔ حقیقت محمدیہ کا مرتبہ اسمائے الہیہ سے مقدم ہے اور قرب ذات کے لئے عروجاً حد آخر ہے۔ اسی لئے قرب ذات اسی حقیقت محمدیہ سے قرب کا نام ہے ورنہ لائقین ذات مطلق کے لئے ظروف قرب و بعد کا اطلاق نہ متصور ہے۔

اسے بروں از وہم و تیل و قال من خاک بر فرق اسر و تمثیل من

لذا حقیقت محمدیہ کا مرتبہ حکم گناہ و خلاف اولیٰ وغیرہ سے مقدم ہونے کی وجہ سے باطن یا بظاہر خلاف اولیٰ کا حضور ﷺ کے کسی فعل مبارک پر حکم کرنا غلط ہے۔ آپ ﷺ مظہر ذات ہیں، آپ کی حقیقت تجلی ذات ہے، آپ کا ممکناتی بیرونی وجود مسعود اسی حقیقت کا طور ہے۔ باہر وہی آتا ہے جو اندر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ اندرو باطن تجلی ذات و اولیٰ ہیں تو دنیا میں بھی اولیٰ ہیں۔ آپ کا وجود مبارک، آپ کا کوئی فعل مبارک ظاہر میں بظاہر خلاف

اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ بلون و ظهور وجود کے مراتب سے (۱) احادیث (۲) وحدت (۳) و احدیت (۴) ارواح (۵) امثال (۶) اجساد میں سے اطلاق شرعاً مرتبہ رابعہ اولیٰ سے شروع ہوتا ہے مگر روح محمدی مرتبہ ثانیہ تعین و تجلی اول سے فیضان لیتی ہے، مرتبہ رابعہ ارواح سے نہیں۔ لہذا اس کی حقیقت بھی اولیٰ۔ حضرت و جدیت مقدسہ بھی اولیٰ اور حضرت مقدسہ کے تمام افعال مقدسہ بھی اولیٰ۔ صورہ حقیقہ بھی احسن، صورت عنصری انسانی بھی سبحان اللہ ما اجمعک ما احسنک اور افعال مبارکہ بھی۔

حسنت جمیع خصالہ صلوٰ علیہ وآلہ

لذا کاظمی صاحب کا ترجمہ مفتی محمد اقبال کی عدم توجہ کا شاخسانہ لازم التصحیح و بہ صورت موجودہ سوء اولیٰ ہے۔ کثرت ترجمہ کے وقت تو چلو مفتی صاحب کی توجہ اصل صحیح توجہ کی طرف نہ ہو سکی اور حضرت کاظمی صاحب کے ذہن میں بھی اس خلاف اولیٰ کی قباحت نہ آسکی مگر اب ہمارے مطالبہ و احتجاج کے بعد تو یہ قباحت عیاں ہو چکی ہے، اب کیوں غصہ کی جا رہی ہے اور کچھ کیوں نہیں کی جا رہی؟ انصاف باید۔ مفتی محمد اقبال صاحب خدا کا خوف کریں۔ اور اسے صحیح کرائیں اور ہر صورت کبیر الایمان کا ہی ترجمہ صحیح ہے جس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ۔ بھگ ہم نے تمہارے لئے روشن شیخ فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سب سے گناہ بخشے آپ کے نقص قدیم پر چلنے والے عبادت شیخ کہتے ہیں چلے صحابہ کے اور اس کے بعد چلے صحابہ کے۔ اسی پیش خاص سے عالم امت کا کوئی تعین نہیں۔ یہ ساری سورج حضرات صحابہ کرام کے شان میں نازل ہوئی ہے اور وہی ہی اس

مغفرت خاصہ و اجر عظیم سے مشرف ہوئے ہیں ہاں البتہ تمام امت کے لئے قرآن مجید کی متعدد دوسری آیات و احادیث مژدہ شش ساری ہیں۔

کاظمی صاحب کے الفاظ ”بظاہر خلاف اولیٰ“ اور ”صورت ذنب“ بتا رہے ہیں کہ ان کے نزدیک خلاف اولیٰ اور گناہ ایک ہی چیز ہیں کیونکہ خلاف اولیٰ پر لفظ ”بظاہر“ اور ذنب (گناہ) پر ”صورۃ“ کا ہم مفہوم لفظ برابر لایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ و صورۃ گناہ کی معافی ترجمہ میں ظاہر کی گئی ہے۔ مجھے رب العزت کی قسم! کسی گھپلا اور ڈنڈی مارے بغیر ہمارا فرض ہے کہ ہم پوچھ لیں اور شاہ صاحب کے اتباع کا فرض ہے کہ وہ بتائیں کہ حضور ﷺ سے بظاہر و صورۃ گناہ کام جن کی بموقعہ حدیبیہ بمقام کراع الغمیم اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کے لئے معافی کا اعلان کرنا پڑا۔ یہ کام آپ نے عدا کئے تھے یا نیانا یا سہوا ہو گئے تھے۔ نیانا تو ہو نہیں سکتے کیونکہ نیان دماغی عیب ہے اور غفلت سے ہوتا ہے اور آپ ﷺ اس سے پاک ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا لست انسی ولكن انسی لاسن (شفا، موطا امام مالک) یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ کوئی حکم شرعی بتانے کے لئے مجھ سے کوئی کام چھڑا دیا جاتا ہے۔ لہذا آپ کو اللہ تعالیٰ کے کوئی کام چھڑا دینے کی صورت میں پھر آپ کو مجرم قرار دے کر معافی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسے قابل معافی صورۃ گناہ کام آپ سے بقول مردود بعض علماء سہوا ہوئے تو سو کسی اور کام میں مشغولیت کی وجہ سے ہوتا ہے (شفا) تو وہ مشغل کسی بد کام کا تھا یا نیک کام کا؟ پہلی صورت کا قول تو کوئی بد انسان ہی کر سکتا ہے، مومن نہیں۔ اور اگر وہ مشغول فیہ کام نیک تھا اور کسی تشریحی ضرورت کی وجہ سے تھا تو نیک اور تشریح کی معافی ہونا، کوئی بھی عقل سلیم اسے قبول نہیں کر سکتی لانہ مشغل عن طاعة بطاعة (شفا) اگرچہ ہمارے نزدیک آپ سہو سے بھی پاک ہیں اور اگر وہ بظاہر خلاف اولیٰ کام آپ نے عدا کئے تو حدیث نبوی اذہنی ربی فاحسن تادیبی میری تمام سیرت و افعال کی تعلیم مجھے خود میرے رب نے سکھائی اور بہت خوب سکھایا، کا خلاف ہو گا کہ رب نے آپ کو اولیٰ بنا کر اولیٰ کام سکھائے مگر آپ خلاف اولیٰ کرتے رہے۔ نیز آپ کی اقتدا مشکوک ہو گئی کیونکہ خلاف اولیٰ شرعاً ممنوع و باعث غضب الہی ہے۔ امت کو کیا معلوم کہ کس کام میں اقتدا کرے اور کس میں اقتدا نہ کرے۔ بہر حال لام تعدیہ کا لے کر ذنب کا معنی گناہ بتاویل آہی بظاہر خلاف اولیٰ کر کے کاظمی صاحب کے کسی کاتب نے عظیم غلطی کی ہے، جس سے ہم برأت کا اظہار کرتے ہیں اور تمام سنی حضرات کو خبردار کرتے ہیں کہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے مفتی محمد اقبال صاحب اور مولوی غلام رسول سعیدی



و محمد زہیر حیدر آبادی کے ان گستاخانہ خیالات سے عجل اور ترجمہ ”البیان“ تا تصحیح نہ پڑھیں۔ کاظمی صاحب نے ”البیان“ کی ابتدا میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں کسی فروگزاشت پر اگر کوئی اہل علم مطلع ہو تو ہمیں مطلع کرے ہم اس کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دیں گے۔ محرر سطور کے مجبور دل نے ہی کاظمی صاحب کے جگر گوشوں سے بات چیت کے لئے مجھے کہا تو میں نے مورخہ ۷ مارچ ۱۹۹۹ء موضع کچی پکی برب سڑک لڈن (بورے والہ) حافظ خادم حسین کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جگر گوشہ غزالی زمان سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی سے اسی آیت مذکورہ کے اسی ترجمہ کی فروگزاشت پر گفتگو کی تھی۔ جو مایوس کن بات چیت ہوئی، سن لیجئے:

**محرر سطور** | شاہ صاحب! آپ کے والد کاظمی صاحب نے ”البیان“ میں آیت لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا ترجمہ کیا ہے ”تاکہ اللہ معاف فرما دے آپ کے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ کام۔ الخ“ حضور ﷺ کے لئے ”معاف فرما دے“ اور ”آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ یہ دونوں الفاظ سنگین اور کسی بھی حساس ذہن کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ کیونکہ معافی جرم کی ہوتی ہے اور بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی ظاہر و باطن اولیٰ ذات کے لئے کہنا سوء اولیٰ ہے اور حدیث ادینی ربی فاحسن تادیبی کے خلاف ہے۔ سیرت افعال کا نام ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ و افعال مبارکہ اللہ تعالیٰ نے سکھائے اور پھر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ بظاہر گناہ سرزد ہو، ایسا کہنا سکھانے والے اور سیکھنے والے پر سراسر ظلم ہے۔

**جگر گوشہ صاحب** | روح البیان والے نے ایسی توجیہ کی ہے۔ لہذا ابا جی کا ترجمہ درست ہے۔

**محرر سطور** | حضور ﷺ کی عصمت اجماع سے ثابت ہے۔ مگر مفسرین کے اقوال و توجیہات اصول شرع و اولہ اربعہ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔

میں سے کوئی بھی حجت نہیں کہ اجماع کو باطل کر سکے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں بعض مفسرین کا یہ قول بھی لکھا ہے کہ ووجدک ضالاً فہدیٰ کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ نزول قرآن تک یعنی ۴۰ سال کی عمر تک کافر رہے تھے۔ کیا مفسرین کی یہ توجیہ بھی مان لی جائے گی؟ تفسیر روح البیان و روح المعانی والے کی یہ توجیہات خود مردود ہیں، حجت نہیں۔

**جگر گوشہ صاحب** | تو اچھا پھر آپ با جی کو بھی مانیں میں شہر کر لیجئے (مسکرا کر)

(۲۴۲)

۳۴

محرر سطور | تو پھر آپ کا ظمی صاحبان کے نزدیک بھی حضور ﷺ سے ایسے کام ہو گئے تھے جو قابل معافی تھے۔

جگر گوشہ صاحب | ہاں ہوئے تھے۔

محرر سطور | کیا کوئی کام آپ دکھا سکتے ہیں؟ کہ حضور ﷺ سے بظاہر خلاف اولیٰ و نا مناسب کام ہوا جو جس کی معافی کی ضرورت ہو؟

جگر گوشہ صاحب | سورۃ عبس و تنوٰلیٰ سے ظاہر ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کی طرف آپ کا توجہ نہ فرمانا ایسا کام تھا۔

محرر سطور | عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی تھے، کوئی شی پوچھنا چاہتے تھے، وہ نہ دیکھ سکے کہ حضور ﷺ مسلسلہ دعوت ایمان کفار سے مصروف کلام ہیں۔ خلاف آداب گفتگو انہوں نے حضور کو مخاطب کیا تو آپ نے کفار سے فرمودات جاری رکھے۔ کیونکہ ایک مسلمان کو کوئی مسئلہ بتانے سے کفار کو دعوت اسلام کا معاملہ اہم تھا۔ سورۃ عبس نازل ہوئی اور اسی عبداللہ کو جسے حضور نے بصیر فرمایا تھا، بوجہ اس کی کلام نبوی میں خلاف آداب کلام مداخلت کے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر اعمیٰ اندھا فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ کا کام ہی خلاف اولیٰ تھا۔ آپ ﷺ کا فضل مبارک بر محل و اعلیٰ و اولیٰ تھا۔ اعمیٰ کہنے میں منہبہ عبداللہ کو ہوئی ہے، حضور ﷺ کو نہیں۔

اس پر جگر گوشہ صاحب یہ کہہ کر کہ ”نماز پڑھتے ہیں“ اٹھ کھڑے ہوئے اور بات مایوسیوں سے ہمکنار ہوتی ہوئی وہیں ختم ہو گئی۔ ان جگر گوشہ کا ظمی صاحب نے اپنے بابتی کے مذکورہ ترجمہ کی تائید میں روح البیان کی جس توجیہ کا حوالہ دیا تھا۔ ہم آئندہ مولوی محمد زہیر کی پسندیدہ توجیہات اور ان کے حشر کے ذکر میں دکھانے والے ہیں۔

### فیصلہ کن مرحلہ

(۱) کا ظمی صاحب کی طرف منسوب غلط ترجمہ میں خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر کی قید سے انہیں تسلیم ہے کہ یہ بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی چونکہ صورت ذنب ہیں لہذا آپ ﷺ کے مرتبہ کمال قرب کی وجہ سے یہ کام اچھے سے اچھے نہیں۔ اس لئے قابل معافی ہیں اور ان کا جملہ ”تا کہ معاف کر دے آپ کے لئے۔ آپ کے، اس پر شاہد ہے۔

(۲) حضور ﷺ حوالہ فرمان نبوی انا اولی الناس اور یشہادت عبارت نص قطعی النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم مطلقاً، باطناً و ظاہراً اولیٰ ہیں۔ لہذا آپ کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ

کی معافی کا تصور غلط ہے۔ آپ ﷺ نور ہیں۔ خلاف اولیٰ بھی اگر نور ہے تو معافی کیسی؟ اگر خلعت ہے تو نور سے خلعت کا صدور کیسے؟

(۳) فرمان نبوی ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام افعال زندگی کی خود تعلیم دی اور ساری مخلوق میں سے مجھے احسن سیرت و افعال و صورت والا پیدا فرمایا۔ اب بھی حضور ﷺ سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہوں اور اللہ تعالیٰ کو معافی دینی پڑے، تو یا تو معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو احسن افعال پیدا کرنے میں کمی رہ گئی اور یا معاذ اللہ آپ ﷺ میں کمزوری تھی کہ آپ حسن نہ بن سکے، یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ لہذا آپ کے لئے کاظمی صاحب کا جملہ ”معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ باطل و مردود ہے۔

(۴) مترجم ”البیان“ کے نزدیک بھی بظاہر خلاف اولیٰ کام قابل معافی تھے اور قابل معافی کام احسن نہیں ہو سکتے۔ حسان بن ثابت کا فیصلہ واحسن منک لم ترقط عینی (ظاری شریف) کہ میری آنکھ نے آپ سے احسن کبھی نہیں دیکھا۔ اور خود احسن اخلق زانا و افعالا ﷺ کا فرمان فاحسن تادیبی (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۲۔ صحیح) اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرا سب کچھ بہتر بنایا، صحیح حدیث ہے۔ مباہگ دلیل اعلان کر رہا ہے کہ کاظمی صاحب کا ترجمہ ”معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ غلط و مردود ہے۔ کیونکہ معافی احسن کی نہیں ہو سکتی، ظاہر ہو یا باطن فصیح امر کی ہوتی ہے۔

(۵) حضور ﷺ کے تمام ظاہر افعال بھی احسن ہیں۔ اگر کسی کو وہ احسن نظر نہیں آتے تو وہ صرف اس کج بین کی نظر کا دھوکہ ہے۔ پوری جماعت اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے الا التہانوی والمفتی (الاستثناء منقطع اولاً و متصل ثانیاً) حضرت کاظمی صاحب کے صاحبزادگان اپنی تقریروں میں ان کے حوالے سے کہا کرتے ہیں کہ بابا جی فرماتے تھے تو بابا جی نے مقدمہ ”البیان“ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ترجمہ البیان میں کوئی فروگزاشت ہو گئی ہو تو اسے صحیح کر دیا جائے۔ خود مفتی محمد اقبال صاحب کے بیان کے مطابق جو گذر چکا ہے۔ مفتی صاحب کی عدم توجہ کی وجہ سے یقیناً فروگزاشت ہوئی ہے۔ صاحبزادگان حضرت کاظمی صاحب کے عشق رسول کی لاج رکھتے ہوئے توجہ کریں اور ترجمہ ہماری تجویز کے مطابق جو گذر چکی ہے یا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے مطابق ترجمہ صحیح کرادیں۔ جب کہ دوسرے ایڈیشن میں کچھ بدلا بھی جا چکا ہے۔ صاحبزادگان و مفتی صاحب عزت رسول ﷺ کو معافی اور بظاہر خلاف اولیٰ سے متنازع فیہا نہ بنائیں۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ میں ”معاف فرما دے آپ کے لئے“ اور ”آپ کے بظاہر

(۲۴۴)

۳۶

خلاف اولیٰ کام“ کے الفاظ کی تمام ممکنہ توجیہات میں ہم نے بارہا غور کیا ہے، ہمارے ذہن میں اس کی کوئی بھی لائق شان نبوت توجیہ نہیں آسکی۔ اس سلسلہ میں مزید افہام و تفہیم کے لئے ہم نے مولانا سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی سے رجوع کیا تو انہوں نے تفسیر ”روح البیان“ و ”روح المعانی“ کے حوالہ سے ٹال دیا، جب کہ ان مفسرین کی توجیہات خود ہمارے نزدیک متنازع فیہا ہیں جیسا کہ آئندہ آپ پڑھ لیں گے۔

پھر حضرت مولانا سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی، انہوں نے اپنے مدرسہ کے مفتی محمد اقبال صاحب کے سپرد کر دیا، وہ ہمیں بہشرات سنا کر ہم پر لال پیلے ہونے لگے اور بجائے افہام و تفہیم کے اپنی پرانی پولیسمانہ پالیسی کے مطابق کہ آدمی کو پہلے یرکاو اور اگر وہ نہ یرکے تو خود یرک جاؤ۔ چنانچہ مفتی صاحب نے پہلے ۳۸ صفحات پر مشتمل مکتوب میں (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں مولوی محمد زہیر حیدر آبادی کو لفظ گناہ پر یرکایا اور جب اس نے ترجمہ ”البیان“ کاظمی صاحب میں آپ کے مجوزہ خلاف اولیٰ کا لٹھ اٹھا کر آپ کی مالش کر دی تو محمد زہیر کے سامنے خود یرک کر حالیہ اپنے فیصلہ آمدہ از حیدر آباد میں حضور ﷺ کے لئے گناہ لکھنے والوں کو ولی اللہ اور اہل سنت و جماعت قرار دے دیا اور محمد زہیر کے بقلم خود منکر اجماع ہونے کی نشاندہی کے باوجود اس کے پکے سنی ہونے کی ڈگری دے دی (فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)۔

مجھے بھی مجھ پر متعلقہ وغیرہ متعلقہ ۳۵ سوالات بنا کر اپنا علمی تجربہ جھاڑنے لگ گئے اس پر طرہ یہ کہ میرے خدشات کا جواب دیئے بغیر مجھ پر لٹے سیدھے سوالات کی علمی نمائش اور اپنے مرشد کا حق بیعت ادا کرنے کے لئے ان کے ترجمہ ”البیان“ میں اپنے مجوزہ و مقررہ ترجمہ حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ پر میرے خدشات کی نقول خود پورے ملک میں ارسال کر دیں تاکہ مفتی کے علامۃ الدہر ہونے اور مرشد کے ترجمہ کے متنازع فیہا ہونے کی وہ خود خدمت کر سکیں۔ لہذا جگر گوشگان کاظمی سے ۳ بد مایوس ہو کر اور مفتی صاحب کی جارحانہ حرکات سے مجبور ہو کر جواب النشر بالنشر کے لئے یہ چند سطور مجبوراً لکھ رہا ہوں۔

علاوہ ازیں مفتی صاحب رضوی بھی ہیں اس لئے مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کی مخالفت میں کسی بھی ترجمہ کی حمایت کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے۔ اور ایک دفعہ عزیز محترم حضرت مولانا سید احمد کمال شاہ صاحب مہتمم مدرسہ فیض العلوم فقیر والی کے ذریعہ مولانا سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی سے بات چلانے کی کوشش کی

تو ارشد صاحب نے احمد کمال شاہ صاحب سے یہ کہہ کر بات آئی گئی کردی کہ باجی کا ترجمہ کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے، رد کرتا ہے تو کرتا پھرے، ہماری صحت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

محرر سطور کے نزدیک چونکہ کاظمی شاہ صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ سے حضور سرور کونین ﷺ کی عصمت و عظمت پر اثر پڑتا ہے، لہذا ہم مولوی ولی اللہ و رفیع الدین و عبدالقادر دہلوی، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، فتح محمد جالندھری، ثناء اللہ امرتسری، مولوی مودودی، مولانا سید کرم شاہ صاحب ازہری کے غلط تراجم کی طرح مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی طرف غلط منسوب غلط ترجمہ ”ذنب بہ معنی بظاہر خلاف اولیٰ کی بھی تغلیط کرتے ہیں اور اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ تجلی ذات اور خلاف اولیٰ؟ نور اور قابل معافی ظلمت خلاف اولیٰ؟ ایں چہ بوالعجبی است؟

ایک ضروری سوال | آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے کاظمی ترجمہ میں ایک اور قباحت بھی قیامت خیز ہے کہ حضور اکرم ﷺ بہ نص قطعی یسین۔ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ ہمیشہ اور ہر حال ہی صراط مستقیم پر ہیں۔ اگر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ کا صدور اور اس کی معافی مان لی جائے (جیسا کہ کاظمی صاحب کے ترجمہ سے ظاہر ہے) تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جس وقت معاذ اللہ حضور سے بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد ہوا، اس وقت آپ صراط مستقیم پر رہے یا نہ۔ اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی علی الصراط المستقیم تھا تو اس کی معافی کا کیا مطلب؟ کیا صراط مستقیم کی بھی معافی ہوتی ہے اور اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام کرتے وقت آپ صراط مستقیم سے معاذ اللہ اتر گئے تھے تو قرآن مجید کا جملہ ”علی صراط مستقیم“ بھی غلط ہوتا ہے اور حدیث ادبنی ربی فاحسن تادیبی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قول و فعل احسن خود سکھایا۔ اور حدیث انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھے بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ میں بہترین کاموں کی تکمیل کروں۔ اور امت کو فرمان تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کی صفات و عادات کے مظاہر بن جاؤ، کے صریح خلاف ہوتا ہے۔

معاملہ کو ”ملاں آں باشد کہ چپ نہ کند“ میں الجھانے کی بجائے کوئی ہے مفتی یا ڈاکٹر جو ہمارے اس سیدھے سے سوال کا جواب دیدے؟ کہ آپ سے غیر احسن اور غیر بہتر کام بظاہر خلاف اولیٰ کیسے سرزد ہو گئے۔ ورنہ ”معاف کر دے آپ کے لئے“ اور ”آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ کے الفاظ واپس لیں۔ نور سے قابل معافی ظلمت خلاف اولیٰ کام صادر نہیں ہو سکتا۔

دعویٰ حصول تبرک نبوت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ”حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ سچا خواب نبوت کے ثمرات سے ایک ثمرہ ہے۔ جس سے کچھ امت کو بطور تبرک عطا ہوا ہے (مکتوب قلمی ص ۱۲ فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) اس کے بعد مفتی صاحب نے اپنے مرشد کریم کی خواب میں زیارت کا مفصل واقعہ بھی لکھا ہے۔ یعنی مفتی صاحب یہ تبرک حاصل بھی کر چکے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ حالانکہ اس خواب میں کاظمی صاحب نے مفتی صاحب کو منہبہ کی ہے کہ حضور ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ صحیح نہیں ہے۔ لہذا یہ روایا مفتی صاحب کے لئے مبشرہ نہیں بلکہ منذرہ ہے۔

حضرت کاظمی صاحب پر افتراء آپ پڑھ چکے ہیں کہ بھول خود مفتی محمد اقبال صاحب کاظمی کے ترجمہ میں آیت لیغفرلک اللہ (لا آیت) میں مغفرت ذنب سے حضور ﷺ کے بظاہر خلاف کاموں کی آپ کو معافی کی توجیہ حضرت کاظمی صاحب کو دوسری توجیہ امت کے گناہوں کی چشمش سے غافل رکھ کر انہیں مفتی صاحب کی عدم توجہ کا شاخسانہ ہے۔ اس کے باوجود ان مفتی صاحب کا یہ اعلان بھول ان کے واجب الاذعان کہ: ”غزالی زبان رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی (بظاہر) خلاف اولیٰ کا ہے“ (مکتوب قلمی ص ۳۲) اور مفتی صاحب کا یہ نادر شاہی حکم کہ ان کے تمام عقیدت مند اور مریدین و تلامذہ بھی اسی مسلک کے قرار پائے (مکتوب قلمی ص ۳۲) صریح طور پر حضرت کاظمی صاحب پر افتراء اور آپ کے معتقدین کو گمراہ کرنے کی خطرناک سازش ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی پر افتراء مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بھی خلاف اولیٰ کے قائل ہیں“ (مکتوب قلمی ص ۳۲) میرے خیال میں مفتی صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا سچ یہی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی آیت مذکورہ میں حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ کی مغفرت کے قائل ہیں یا حضور کے سبب سے آپ کے غلاموں کی چشمش کے قائل ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھ کر مدرسہ انوار العلوم کی مسند افتاء کے لئے دعا فرمائیے اور مفتی صاحب کے لئے بھی۔

ایک اور دھوکہ مفتی صاحب مذکور نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ”خلاف اولیٰ“ کے قائل ہونے کی دلیل یہ دی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ”المسعد المعتمد“ میں لکھا ہے کہ ”کئی توجہیں معلوم ہیں لیکن الاحب الینا ان نستغفر للذنوب ذویک فخصمہم ثم عم الامۃ الی آخرہ“ (مکتوب قلمی ص ۳۲) پھر مفتی صاحب اور کھلتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ کو زیادہ پیدا لکھ کر باقی تشریحات کے صحیح اور پیارے ہونے کو بیان فرما دیا (مکتوب قلمی ص ۳۲)

دیکھ رہے ہیں آپ کہ مفتی صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ زیادہ پیارا ہے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے متعلق ”مغفرت و ذنب“ کی باقی توجیہات جن میں ”خلافِ اولیٰ“ کی مغفرت بھی شامل ہے گو اعلیٰ حضرت کو زیادہ پیاری تو نہیں مگر صحیح اور پیاری ضرور ہیں۔ غالب گمان یہی ہے کہ مفتی صاحب سچ بولتے ہیں اور یہ ان کا گزشتہ سچ کی طرح دوسرا سچ ہے میں مفتی صاحب سے تو نہیں البتہ ان کے متولی حضرت مقرر سعید شاہ صاحب سے ضرور انصاف کی اپیل کروں گا کہ وہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت نے سب تاویلات کا لفظ بولا ہے کہ اس سے خلافِ اولیٰ کی توجیہ کا پیارا ہونا بھی ثابت ہو جائے یا آپ نے کئی توجیہات کا لفظ بولا ہے جس سے صرف ممکنہ توجیہات بھی مراد ہو سکتی ہیں اگر ہو سکتی ہیں تو گندی توجیہات ”ترکِ افضل، خلافِ اولیٰ، گناہ قبلِ نبوت، اولیٰ مصعب الجلیل، اولیٰ فی نظرہ العالی، خطا، کوتاہیاں جن کو محقق علما رد کر چکے ہیں اور محرر سطور بھی بعض کا رد کر چکا ہے اور بعض کی گندگی اگلے صفحات میں بیان ہونے والی ہے

کے علاوہ ایسی کئی ممکنہ توجیہات بھی ہیں مثلاً (۱) ذنب بطور اشتقاق، ذنب سے لے کر یہ معنی الزام جس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ ”تاکہ مٹا دے اللہ آپ پر سے کفار کے الزامات اور ذنبک میں ذنب اور ک کے درمیان لفظ امت مقدر مان کر آپ کی امت کے گناہوں کی بخشش کی توجیہات“ چنانچہ اعلیٰ حضرت خود واستغفر لذنبک میں لام تعدیت کا لے کر بطور مجاز عقلی توجیہ مذکور اور لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں لام تعلیل کا لے کر بطور معنی تاحین، اگلوں، پچھلوں کی بخشش کی توجیہ کے علاوہ توجیہات معلومہ میں سے تقدیر لفظ امت کا خصوصی ذکر کر کے انہیں غیر احب قرار دے رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے لفظ احب الینا سے اس مفتری صاحب کا اپنی مجوزہ توجیہ خلافِ اولیٰ کو اعلیٰ حضرت کے نزدیک صحیح و پیارا کہنا دیانت و انصاف کے صریح خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا مسلک | حضور کے کاموں کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی کا فیصلہ یہ ہے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کما تیری خلق کو حق نے جمیل کیا  
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شاتیر نے خالق حسن و ادا کی قسم

اور لکھتے ہیں۔ مصرعہ ۲

ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

خلق آپ کے عادات مبارکہ و افعال مقدسہ ہیں اور ادا بھی آپ کی حرکات طیبہ اور آپ کے مبارک کام ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی تو علی رغم انہف قائلین خلافِ اولیٰ، حضور ظاہراً

و باطناً احسن ذات اقدس ﷺ کے حسن صورت و سیرت و افعال کی احسنیہ پر قربان ہو کر ان کے خالق کی قسم اٹھا رہے ہیں اور رضوی کہلانے والے یہ مفتزی صاحب اعلیٰ حضرت پر حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ، نہ بہتر، کاموں کے صحیح و پیارے ہونے کا بہتان تراش رہے ہیں۔

**شرح عقائد** مفتی صاحب نے شرح عقائد سے علامہ تفتازانی کے قول ترک اولیٰ کا ذکر بھی کیا ہے حالانکہ اس علامہ صاحب کے کئی اقوال خود غیر اولیٰ ہیں بلکہ غلط ہیں چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ اولئک علیٰ ہدیٰ من ربہم میں استعارہ بمعنی و تشبیہ کی عث میں علامہ میرسید شریف کے ہاتھوں شکست کھا کر اسی غم میں وفات پا گئے تھے، خود شرح عقائد میں ان کے کئی اقوال پر جرح ہو چکی ہے۔ دیکھو نبراس ص ۱۱۲ و ص ۵۵۰ وغیرہ۔ تفتازانی کے ہر قول کی اتباع واجب نہیں۔ حضور ﷺ کو ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ اور ہر مکروہ ہر خلاف اولیٰ، نہ بہتر و نہ مناسب کام سے پاک ماننا بھی لازم اور عین ایمان ہے اور یہی مسلک اولیاء اللہ و عارفین و علمائے اہل سنت ہے۔ مفتی صاحب حضرت کاظمی صاحب کو آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں رازی کی بخار توجیہ سے غافل رکھ کر جیسا کہ ان کا اقرار ان کے قلم سے گذر چکا ہے، حضور ﷺ کے لئے لفظ ذنب کا ترجمہ (بظاہر) خلاف اولیٰ لکھوا کر اہل سنت میں انتشار کا باعث بنے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت دے۔

**خامہ انگشت بدنداں ہے، اسے کیا لکھئے** | صاحب شرح عقائد نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے لفظ ذنب بہ معنی گناہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ تواتر سے ثابت ہو تو بھی اسے ظاہر سے پھیر دینا چاہئے مگر افسوس کہ مفتی صاحب حضور ﷺ سے ظاہر پھیرنے کی جائے خود بظاہر لکھ کر ظاہر خلاف اولیٰ کو حضور ﷺ پر چسپاں کر رہے ہیں جب کہ ان کے ترجمہ میں ذنب اور (بظاہر) خلاف اولیٰ ایک دوسرے کی تشریح لاکر خلاف اولیٰ کو ذنب بہ معنی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ خلاف اولیٰ ذنب کا معنی ہے یا ترجمہ یا تاویل؟

ہمارے نزدیک تینوں صورتیں باطل ہیں۔ معنی اس لئے نہیں کہ کتب لغت میں ذنب کا مدلول یا المصیۃ ہے یا جعاً ہے اور ترجمہ اس لئے نہیں کہ ذنب اور خلاف اولیٰ دونوں عربی لفظ ہیں اور تاویل اس لئے باطل ہے کہ خلاف اولیٰ حضور ﷺ کے منصب نبوت کے لائق نہیں۔ اس پر ہمارے کچھ دلائل گذر چکے اور کچھ آرہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مظہر سعید شاہ صاحب کی خدمت میں میرے استفساری عریضہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ حضور ﷺ احسن ہیں۔ اس لئے آیت لیغفرلک اللہ میں واقع لفظ ذنب کا



ترجمہ بظاہر خلاف اولیٰ پر میرے خدشات ہیں کہ یہ خلاف اولیٰ حسین کام ہے تو ترجمہ میں ”آپ کے لئے معاف کروے آپ کے لئے“ کے الفاظ درست نہیں اور اگر حسین نہیں تو حسین ذات اقدس کی طرف غیر حسین چیز کی نسبت درست نہیں اور بظاہر کی قید بھی واضح قیادت نہیں۔ جس کا بیان ہو چکا ہے۔

یہی موضوع تھا جس پر افہام و تفہیم ہونا تھی مگر مفتی محمد اقبال صاحب اپنی عادت ثانیہ یا اولیٰ کے مطابق میرے ساتھ چار حلقہ رویہ پر اتر آئے اور بجائے میرے خدشات کا جواب دینے کے مجھ پر بعض متعلقہ موضوع اور بعض شخصیات کو الجھانے اور علمی دنگل رچانے کے لئے غیر متعلقہ ۳۵ سوالات جڑ دیئے۔ جن میں سے متعلقہ سوالات میں سے اکثر کے جوابات تو میرے اس مضمون کے ضمن میں آچکے ہیں اور علمی اکھاڑے والے سوالات کے جوابات اور ان پر میرے سوالات کا سالہا سال تک ختم نہ ہونے والا تہہ تیار ہے۔

مفتی صاحب نے مجھے ان سوالات میں دھمکی بھی دی ہے کہ میں آپ کو موضوع سے باہر نہیں جانے دوں گا، میں تو اب بھی موضوع پر قائم ہوں مگر مفتی صاحب موضوع پر بات کو بایں الفاظ کہ ”سمجھانے کی خدمت تو انشاء اللہ فقیر سرانجام دے گا“ (پرچہ سوالات ص ۱) ادھار رکھ کر مجھ پر اپنا تبحر علمی جھانڈنے لگ گئے۔

میرا دعویٰ ہے کہ مفتی صاحب انشاء اللہ زندگی تک کا علمی صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ پر میرے سوالات نہیں اٹھا سکتے۔ مفتی صاحب پہلے اس مسئلہ پر میرے خدشات دور کریں۔ پھر مجھ سے ان کے لازم للذہب اور قطعی ظنی اقتضاء نص، اجماع حقیقی اور راجح مرجوح وغیرہ پر علمی دنگل لگالیں اور ہم بھی مفتی صاحب کی طرح اپنے سوالات سارے ملک کے مشائخ و علماء کو بھیج کر ان سے انصاف مانگیں گے۔ ورنہ حضرت کا علمی صاحب کے علاوہ و مریدین پر رحم کریں، اپنے لکھوائے ہوئے غلط ترجمہ کے حوالے سے انہیں گمراہ نہ کریں۔

امام قاضی عیاض نے ”شفا“ میں اور قسطلانی نے ”مواعظ اللدنیہ“ میں امام خفا جی اور زرقانی نے ان کی شروح میں تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ صرف گناہ سے ہی معصوم نہیں، آپ ہر مکروہ و نا مناسب و نہ بہتر و قابل نفرت کام سے بھی پاک ہیں، ثبوت گذر چکا اور پھر آ رہا ہے۔

مفتی صاحب صرف علماء کے اقوال پر فیصلے نہ کریں، مشائخ و اولیاء اللہ کے ارشادات کی اتباع اور عام امت کے عقائد کا بھی خیال کریں۔ علماء میں گستاخ رسول ﷺ علماء بھی ہوتے ہیں، عامۃ الناس لوگ صحیح العقیدہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ اذاکان آخر

الزمان واختلفت الا هو فعليكم بدين اهل البادية والنساء (جامع صغير ج ۱ ص ۳۳)  
آخر زمانہ میں جب لوگوں میں نظریاتی اختلافات رونما ہو جائیں تو دیہاتی لوگوں اور عورتوں  
کے عقائد کا کاربند ہو جانا۔ اس لئے کہ غیر تعلیم یافتہ دیہاتی مرد اور عورتیں عموماً علما کی  
بد اعتقادانہ تخریب کاریوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

مفتی صاحب نے اصل صحیح تاویل سے عدم توجہ کی بنا پر حضرت کاظمی صاحب سے یہ  
ترجمہ لکھوایا ہے، اسے ”کنز الایمان“ کے مطابق صحیح کرائیں، وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔

مفتی صاحب نے محمد زبیر کے قلم میں ان سے پہلے ۳۸ صفحات پر مشتمل اور پھر ۶۰  
صفحات میں علمی و نگل رچایا، مگر مفتی صاحب کا ”البیان“ والا یہی ترجمہ خلاف اولیٰ مفتی صاحب  
کے جوڑوں میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ محمد زبیر و غلام رسول سعیدی اور یہ مفتی صاحب اس میں برابر  
کے شریک جرم ہیں بلکہ مفتی محمد اقبال صاحب مسلک اہل سنت شاہ احمد رضا کے سینہ  
میں خنجر پیوست کرنے کے اول مجرم ہیں۔ اس لئے یہ مفتی صاحب محمد زبیر کی طرف سے  
حضور ﷺ کی عصمت کی ضد لفظ ”گناہ“ کے ترجمہ کو صرف مرجوح قرطبہ دے کر ”کھلی ہار“  
مان گئے اور اہل سنت کے سر شرم سے جھکا دیئے۔

خود کردہ راجہ علاج

ایک اور آفت | ترجمہ ”البیان“ میں آیت واستغفر لذنبک کے ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا کہ آپ تعلیم امت کے لئے اپنے بظاہر خلاف اولیٰ (بظاہر  
نہ بہتر) کاموں کی معافی مانگیں۔ اس حیرت ناک ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر تعلیم امت  
کا مقصد نہ ہوتا تو آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر آیت لیغفرلک اللہ کے  
ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ فتح مبین آپ کو اس لئے ہی دی گئی کہ آپ کے بظاہر خلاف  
اولیٰ (نہ بہتر) کاموں کی معافی کر دی جائے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ جب ہر جگہ آپ کے خلاف اولیٰ جرموں کی معافی بھی  
مطلوب ہے تو بظاہر اور تعلیم امت کی چکر لگا کر ہر صورت بارگاہ نبوت میں گستاخی کی  
ضرورت ہی کیا تھی؟ جب کہ بطور مجاز عقلی مراد مغفرت امت و ذنب بہ مفتی بائعین امت  
کی مغفرت کی صحیح توجیہات موجود ہیں۔ ”البیان“ کے مقدمہ میں کاظمی صاحب کا خود لکھنا  
کہ ہم نے ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے، مفتی محمد اقبال کی عدم توجہ سے رازی کی  
مفید توجیہ مغفرت امت کی بجائے آپ کے خلاف اولیٰ کاموں کی توجیہ کے دل میں  
راخ ہونے کی بنا پر ہے اور جب وہ توجیہ ہی دھوکہ نگلی تو البیان کے مقدمہ والا قول از خود مرفوع  
ہو گیا اور سب کا سب جرم مفتی اقبال صاحب کے پڑے میں پڑ گیا۔ کاظمی صاحب صرف اس پر

اعتقاد کی وجہ سے یہ سب کچھ لکھ گئے ہیں، وہ خود اس سے بری الذمہ ہیں۔  
مولوی باز آ، مفتی باز آ، صاحبزادہ باز آ! مفتی محمد اقبال صاحب سعیدی ملتانی و مولوی غلام  
رسول صاحب سعیدی و مولوی محمد زبیر صاحب حیدر آبادی رکنی نے حضور مجلی ذات حق ﷺ کی  
طرف مضاف لفظ ذنب کا ترجمہ خلاف اولیٰ۔ بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے  
کہ ان کے نزدیک یہاں ذنب عین خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ عین ذنب ہے اور ہم  
ثابت کر آئے ہیں کہ حضور نور مجلی ذات حق ﷺ باجماع عقلی قطعی ذنب سے معصوم ہیں۔ تو آپ  
یہ کہ خلاف اولیٰ کے عین ذنب ہونے کے خلاف اولیٰ سے بھی باجماع قطعی معصوم ہیں تو پھر  
آپ کے لئے خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ کا اثبات اور پھر اس کی معافی سراسر حماقت  
و جہالت ہے اور انکار عصمت رسول و کفر ہے۔ حضور انور ﷺ کی عصمت کو ہر لازم للذہب  
ہمارا مذہب ہے۔ یجعل اللہ خاتمتنا علیہ۔ آمین۔

مفتی محمد اقبال صاحب کی ہو شر با تضاد بیانی آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک  
وما تأخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی  
عقل چھوڑ کر کاظمی صاحب کا ترجمہ حضور ﷺ کے ہی خلاف اولیٰ کاموں کی معافی کا کرنے  
کی مفتی صاحب نے دو وجہ بیان کی ہیں۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں، پہلی وجہ تو یہ کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی مؤید امام رازی  
کی بخیر توجیہ کی طرف مفتی صاحب کی توجہ نہ ہو سکی۔ دوسری وجہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے  
ترجمہ خصوصاً اسی آیت میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر سعودی وہابیوں کی پابندی کے خوف سے  
کہ کہیں کاظمی صاحب کے ترجمہ پر بھی پابندی نہ لگ جائے، کی وجہ سے وہابیوں کے مطابق  
بظاہر خلاف اولیٰ ترجمہ کر دیا گیا۔

مفتی صاحب اگر برا نہ نامیں تو ان کے اس عذر سے ظاہر ہے کہ پہلی وجہ کی رو سے  
تو کاظمی صاحب کا ترجمہ مفتی صاحب کی عدم توجہ و نادانسی میں ہو گیا اور دوسری وجہ کی  
رو سے یہ ترجمہ پابندی کے ڈر سے دیدہ دانستہ کیا گیا۔ ثالث جملہ یہ مفتی صاحب کہم چونکہ  
لازم السعیدیت و کاظمیت اور مدرسہ انوار العلوم کے لئے نص قطعی و اجماع حقیقی ہیں اس لئے  
ہم ان کا احترام کرتے ہوئے پورے ایشیا میں ان کے مثالی جدالی عالم صرف باقتضاء النص  
ہی نہیں بلکہ عبارات النص ہونے کی وجہ سے ان کو دروغ گو کہنے کی جسارت تو نہیں کر  
سکتے البتہ ہمارا غالب گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ مفتی صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کی  
عمر، عمر نوح بنائے) اگر کچھ عرصہ اور اسی طرح مستند افتاء انوار العلوم کے لئے وبال جان نہ  
رہتے ہیں اور اسی طرح مکتوبات شریفہ و ملفوظات طیبات برآمد فرماتے رہتے ہیں تو یہ مرید

برحق بلائک اپنے مرشد کریم کے مزار انور کے لئے سونے کا کلس اور کاظمیت و سعیدیت کے لئے چودھویں کا چاند ثابت ہو گا۔ حضرت مظہر سعید صاحب ان کے حق محنت میں اور اضافہ فرمادیں، تجربہ شرط ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن | اس تفسیر میں آیت واستغفر لذنبک (پارہ ۲۴ سورۃ مومن) کا ترجمہ کیا گیا ہے ”استغفار کرتے رہئے اپنی موہومہ کوتاہیوں پر“۔ اس ترجمہ میں ”موہومہ“ اور ”کوتاہیوں“ کے دونوں لفظ حضور ﷺ کے لئے نازیبا ہیں۔ ”موہومہ“ سے ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کو وہم ہوتا تھا۔ حالانکہ وہم کی دماغ میں خیرش ایک عیب ہے، آپ کا وہم کرنا تو کجا، وہم میں مبتلا کسی راوی کی روایت حدیث بھی نا قابل قبول ہوتی ہے۔

امام قاضی عیاض لکھتے ہیں وترک المحدثون والعلماء الحدیث عن عرف بالوہم (الفتاوح ۲ ص ۱۲۶) یعنی وہم میں مبتلا راوی کی روایت مجروح و متروک ہوتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں والطعن من جهة الوهم والنسيان (مشکوٰۃ ص ۶) یعنی جو راوی وہم میں مبتلا ہو وہ مجروح و مطعون ہو جاتا ہے۔

بحر العلوم عبدالباقی لکھتے ہیں الوہمیات قضایا کاذبہ یحکم بها الوہم (دستور العلما ص ۳ ص ۷۰) وہمیات جھوٹے خیالات ہوتے ہیں، جنہیں وہم گھڑتا ہے۔ بہر حال وہی آدمی کی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی اور اس کی ثابۃ مجروح ہو جاتی ہے۔ لہذا عیب وہم کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا سوء اولیٰ ہے۔

علاوہ ازیں محاذ اللہ اگر آپ کو اپنی کوتاہیوں کا وہم مان لیا جائے تو آپ کی دعا الحمد للہ علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۲۱۲) میں اپنی ہر حالت پر اللہ کی حمد کرتا ہوں، کا خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ حالت کوتاہی پر اللہ کا شکر نہیں، بلکہ افسوس کرنا چاہئے۔ لہذا یہ ترجمہ ”کنز الایمان“ کے مطابق صحت کا طالب ہے۔ نیز اسی طرح کی آیت واستغفر لذنبک پارہ ۲۶ سورۃ محمد میں ترجمہ کیا گیا ہے کہ ”اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے“۔ حضور ﷺ تجلی ذات حق ہیں۔ لہذا نہ تو تجلی کو اپنی تجلی ذات سے کسب گناہ کا خطرہ ہے اور نہ ہی تجلی ذات کو اپنے اندر اپنے تجلی سے خلق گناہ کا کوئی خوف ہے۔ لہذا یہاں ترجمہ بھی قابل اصلاح اور ”کنز الایمان“ کے مطابق نہ کئے بغیر مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

غلام رسول سعیدی | آپ یقین کریں یا نہ، محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کا رسالہ ”مغفرت ذنب“ اس محمد زبیر کی ایجاد نہیں بلکہ یہ رسالہ اول تا آخر غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم جلد ۷ کے صفحہ ۳۰۷ تا ۳۴۶ کا من و عن چرہ ہے۔ سعیدی نے یہ تقریباً ۴۰ صفحات

اپنے استاد کاظمی صاحب کے ترجمہ ”معاف کروے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام“ کی صحت کے لئے اس کی تقلید میں سیاہ کئے ہیں۔

ترجمہ البیان نے ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کی چنگاری پھینکی، سعیدی نے اسی خلاف اولیٰ کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے اختلاف کی نگڑیاں جوڑیں، محمدنیر رکنی نے ان پر حضور ﷺ کے لئے گناہ پر اجماع کا تیل چھڑک کر پوری دنیائے اہل سنت و جماعت کی وحدت ملی کو خاکستر کر دیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ رکنی کے رسالہ ”مغفرت ذنب“ کی بیخ کنی سے پہلے سعیدی کے ہدایات کی جڑ نکالی جائے، جس سے رکنی کے رکن الاسلام گناہ کی ساری عمارت خود بخود زمیں بوس ہو جائے گی۔

یہ سعیدی صاحب چودھویں صدی کے صرف محدث ہی نہیں، مجدد المسائل بھی بننا چاہتے ہیں۔ اس کی ایسی شراغیز حرکتوں سے پوری جماعت اہل سنت ٹالاں ہے۔ کسی پشامی کی دکان سے ہلدی کی گندھی کھسکا کر پشامی بننے والے چوہے کی طرح یہ فارغ از علم و عقل علامہ بھی نعمت اللہ فی دیار الهند، امام اہل سنت، بحر العلم والعرفان شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ قرآن مجید میں سے اسی آیت مذکورہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے بلا ریب ترجمہ صحیحہ پاسبان عظمت و عصمت معصوم رب رحمان ﷺ کہ ”تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ غلطے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے“ سے اختلاف کی حرکت کر کے معدن عصمت، ہر معصوم ﷺ کے لئے کبھی شرعاً ممنوع کام ”ترک اولیٰ“ اور کبھی اپنے استاد کی طرف منسوب ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کی خشش کا افترا گھڑ کر آداب نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ مشہور ہے کہ گرگٹ سات رنگ بدلتا ہے، مگر یہ علامہ صاحب اس سے بھی زیادہ رنگ بدلنے کے ماہر ہیں۔

شرح مسلم جلد اول میں کچھ اور رنگ تھا۔ سورۃ فتح کی اسی مذکورہ آیت میں ”ذنبک“ کی توجیہات میں سے سب سے پہلی توجیہ یہ لکھتے ہیں: ”اعلیٰ حضرت بریلوی نے فرمایا۔ اور بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ غلطے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے“ محی الدین ابن عربی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے (شرح مسلم سعیدی ج ۱ ص ۳۴۳) اور جب کراچی کا دانہ اس آگیا اور غنی کنج آئی تو اسی شرح کی آخری ساتویں جلد میں رنگ بدلتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں (شرح مسلم سعیدی ج ۱ ص ۳۲۰) کبھی کہتے ہیں ”آپ کے اعتبار سے وہ مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ نہیں“ (شرح مسلم سعیدی ج ۱ ص ۳۰۷) کہیں کہتے ہیں کہ یہاں ذنب کا معنی گناہ کرنا عصمت کے منافی ہے (ج ۱ ص ۳۲۵) کبھی کہتے ہیں ”علمائے اہل سنت نے بھی اس جگہ ذنب

(۲۵۴)

۳۶

کا معنی گناہ کیا ہے (ج ۷ ص ۳۱۹) یعنی نبی کی عصمت کے منافی معنی کرنے والا بھی اہل سنت ہے۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ ”حضور ﷺ سے خطا اجتہادی نہیں ہوتی“ (ج ۷ ص ۳۳۹) کبھی گرگٹ یوں رنگ بدلتا ہے ”مجازاً اجتہادی خطا۔ ترک اولیٰ یا کراہت تنزیہی کا ارتکاب مراد ہوتا ہے (ج ۷ ص ۳۱۹) اور کبھی ہوش ٹھکانے میں ہوتے ہیں تو استاذ کا فہمی کے اسی آیت کے ترجمہ میں ”محض صورت ذنب“ کا بھی یوں دیوالیہ نکال دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کا کوئی فعل مبارک ”حقیقتاً گناہ ہے نہ صورتاً“ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن حابط اور میر سید شریف بھی آج زندہ ہوتے تو اس علامہ سعیدی صاحب کے اقوال پڑھ کر ائمہ علم معقول کے اصول الضدان لا یجتمعان پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

بعض مسائل میں اختلاف کا سعیدی و رکنی یہانہ مولوی سعیدی و رکنی اپنے مقدر و مقوم سوء خاتمہ کی بنا پر آیت مذکورہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماعاً متفق علیہ معنی ”تا کہ معاف کر دے اللہ آپ کے سبب سے گناہ آپ کے اگلوں کے اور پچھلوں کے“ سے اختلاف کر کے خود

سبب ہر سبب مہمائے طلب

علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

(۱۶ دہلوی)

کے لئے۔ کوئی مجازی گناہ اور اس کی معافی کا قول سراسر ہول کر کے یہانہ یہ بنا رہے ہیں کہ کئی مسائل میں خود امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی نے اگلے علماء سے علمی اختلاف کیا اور کئی دوسرے سنی علما نے امام اہل سنت سے کئی مسائل میں اختلاف کیا۔

سعیدی و رکنی کا یہ عذر گناہ بھی بدتر از گناہ ہے۔ بالکل اسی شیطانی یہانے سے عصر حاضر کا کشتہ تدبیر غیر خطرہ ایمان و اکثر طاہر القادری، دیوبندیہ و ہابیہ کے گستاخ نبوت طواغیب اربعہ نانوتوی، گنگوہی، تھانوی و امیٹھوی کی کفریہ عبارات پر تمام اہل سنت کے فتوئے کفر سے اختلاف گھڑ کر کہا کرتا ہے کہ ان مرتدین پر اعلیٰ حضرت کے فتوئے کفر سے میرا اختلاف بھی ایسا ہے جیسا کہ بعض مسائل میں حضرت امام اعظم کے تلامذہ امام ابو یوسف و امام محمد نے اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ ائمہ کا بعض مسائل میں اختلاف بعض استنباطی و فروعی فقہی مسائل میں اختلاف ہے۔ ایمان و کفر کے کسی بھی اصولی مسئلہ میں اختلاف نہیں ہوا۔

ان دیوبندیوں کے کفر کے بارے اختلاف کسی فقہی مسئلہ کا اختلاف نہیں، تو بین رسول ہر صورت کفر ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں ”آپ کے سبب سے معاف کر دے“ اور ”معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے“ کا اختلاف کسی فقہی و فروعی مسئلہ کا اختلاف نہیں، یہ امت مسلمہ کے



اجماعی عقیدہ عصمت نبی میں اختلاف ہے، اعلیٰ حضرت بریلوی سے اختلاف کا یہاں ہے، خود محدث عصمت ﷺ کی عصمت سے اختلاف ہے۔ کیونکہ معافی جرم کی ہوتی ہے تقویٰ کی نہیں، خش جرم کی ہوتی ہے معصوم کی نہیں۔ مفتی محمد اقبال و سعیدی و رکنی اس جرم کو ”ترک اولیٰ“ کے شاہر میں بند کر کے حضور اکرم ﷺ کے لئے تجویز کریں یا ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کے خلاف میں لپیٹ کر اسے بارگاہ نبوت میں تحفہ قرار دیں، کسی بھی مفتی دوراں یا سعیدی و رکنی قنن کو اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ آپ کے لئے معافی کا لفظ بول کر آپ کو مجرم ظاہر کرے۔

اب سعیدی کے من گھڑت شیطانی دلائل پر آ رہ چلا ہے۔ پھر رکنی کی پسندیدہ اور شرمناک توجیہات بلدوز ہوں گی۔ دیکھئے یہ سومات کی طرح ریزہ ریزہ ہوتا ہے اور اس میں بچے ہوئے اوتھان علم سوہو بتان آذری کی کس طرح دھول اڑتی ہے؟  
سعیدی کے دلائل | علما کے میٹر بہت گھومتے ہیں۔ شیخ احمد معروف بقلم خود ولی اللہ دہلوی نے کسی زمانہ میں لکھا تھا کہ ”آزاد کہ شا محمد مے دانید نزد ما خدا است“ بتاویل درست ہے (انفاس العارفین ص ۱۰۷) یعنی عین القضاۃ کا یہ قول کہ محمد خدا ہے، تاویل درست ہے اور جب میٹر گھوما تو ”ہمارا زندگناہ تو“ کہہ کر اسی ذات اقدس ﷺ کو گنگار بنا ڈالا۔  
اشرف علی تھانوی کبھی خود محافل میلاد شریف میں شریک ہوتے، میٹر گھوما تو میلاد کے نام پر وظیفہ بدعت بدعت کی ہزار دانہ کی مالا جپ کر سانس لیتے۔

یہ سعیدی بھی جب لاہور میں مفتی محمد حسین نعیمی کے ”جامعہ نعیمیہ“ کے لنگر سے لیول پر تھے تو اسی آیت مذکورہ کے ترجمہ ”تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے“ سے نہ تو لغت مانع تھی، نہ اطلاقات قرآن کا خلاف ہوتا تھا، نہ ہی نظم و اضافت قرآن میں خلل پڑتا تھا (دیکھو اس کی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) مگر جب دارالعلوم نعیمیہ کراچی سے اوور ہوئے تو میٹر گھوم گیا، اب کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے اگلے پچھلے صحابہ کی خشش ہونا درست نہیں، خود ترک اولیٰ کرنے پر آپ ﷺ کی خشش ہوئی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ بھوک اور زوج کے راہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ کراچی کا پانی ٹھیک ہے، حالات بدلتے رہتے ہیں، بلکہ مذہب بدلتا رہتا ہے حالات کے ساتھ ساتھ۔ اس لئے اب ”آپ کے سبب سے“ کا معنی کرنے سے لغت، اضافت قرآن، اطلاقات قرآن اور نظم قرآن وغیرہ میں گڑبڑ ہوتی ہے۔

لغت کا یہاں | سعیدی صاحب نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ حضور ﷺ کی نسبت قرآن مجید میں واقع لیغفر لک اللہ کے بعد والا لام تعلیل اور سببیت کے لئے نہیں ہو سکتا۔

لغت کی چند کتب سے جو عبارات پیش کی ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) قال فغفره ای قال غفر الله واستغفر الله ذنبه علی حذف الحرف طلب منه غفره (لسان العرب)

(۲) غفر له ذنبه واغفر ذنبه مثله (صحاح جوہری)

(۳) غفره يغفره بستره الی قوله غفر الله له ذنبه غطی علیه وعفا عنه (قاموس)

(۴) غفر الشیخ غفراً بستره۔ الله ذنبه غطی علیه وعفا عنه (اقرّب الموارِد)

(۵) غفر له الذنب غطی علیه وعفا عنه و غفر الشیخ بستره (منجد) (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۶)

ان سب عبارات میں یہ تو ہے کہ غفر بغیر لام کے بھی متعدی ہوتا ہے اور لام کے ساتھ بھی متعدی ہوتا ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ مادہ غفر پر قانوناً پابندی ہے کہ اس کے بعد والا لام سبب کے لئے نہیں آسکتا؟ مارو گھٹنا، پھولے آنکھ اسے کہتے ہیں۔

ہم نے یا امام اہل سنت نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ غفر کے بعد والا لام تعدیت کے لئے آتا ہی نہیں یا ہر جگہ تعلیل کے لئے آتا ہے۔ ہم نے سچ کہا ہے کہ سعیدی کی آنکھوں پر اب چرخی چڑھ گئی ہے، اسے نظر نہیں آتا کہ استغفر اور يغفر میں فرق ہے۔ حضور ﷺ کے بارے استغفر میں لذنبک میں لام تعدیت کا ہوگا مگر يغفر میں لام سبب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ استغفر کے بعد لذنبک ہے اور يغفر کے بعد من ذنبک ہے۔

حضور ﷺ کے لئے الفاظ کے معانی کے احکام خاص ہیں۔ چونکہ آپ معصوم ہیں اور معصوم کے لئے ذنب بہ معنی ”گناہ“ یا ”ترکِ اولیٰ“ عصمت کے خلاف ہے۔ لہذا حضور ﷺ کی نسبت جہاں بھی لفظ مغفرت ذنب آئے گا، اس کا ترجمہ آپ کی امت کی مغفرت کے ہوں گے۔ لہذا ایسے موقع پر غفر کے بعد والا لام بھی تعلیل کے لئے بہ معنی ”آپ کے سبب“ سے ہو گا کہ آپ سبب مغفرت ہوں گے اور مغفرت آپ کے تابعین کی ہوگی۔

سعیدی کو قاموس، لسان العرب اور منجد میں غفر کا متعدی بہ لام یا بلا لام تو نظر آتا ہے مگر ”لسان العرب“ میں وذنہ یذنہ ویذنہ واستذنہ، تلاذنہ فلا یفارق اثرہ اور ”منجد“ میں ذنبہ ُ ذنباً تبعہ فلم یفارق اثرہ اور ”قاموس اللغات“ میں وذنہ یذنہ ویذنہ تلاہ فلم یفارق اثرہ کا مستند ہے۔ یعنی ذنب بہ معنی تابعداری کرنا اور مصدر بہ معنی ذائبین حضور ﷺ کے تابعدار خاص صحابہ کرام ہو سکتا ہے، کیوں نظر نہیں آتا؟

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ مظہر ذات حق ہیں اس لئے خطائے اجتہادی و

خلاف اولیٰ و مکروہ سے بھی پاک ہیں لہذا آپ کی نسبت سے ذکر عطاء مغفرت ربانی کے موقع پر اگر لک اور لفظ ذنب آجائے تو لک والا لام بہ معنی سبب اور ذنب بہ معنی تابعین ہوتا ہے۔ یا لفظ میں مجاز عقلی اور معنی میں حقیقت عقلیہ امت و تابعین مراد ہوں گے۔

باقی رہا یہ کہ ان لغت کی کتابوں میں غفر کے بعد والے لام کے سمیت کے لئے ہونے کا چونکہ ذکر نہیں، لہذا غفر کے بعد والا لام تعلیل و سمیت کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، تو یہی سعیدی کی جہالت کا بین ثبوت ہے کیونکہ سب علما کے نزدیک یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ وبالجملة عدم النقل لا يدل على عدم الوجود (فتح القدیر امام الاحناف لن ہام ج ۱ ص ۱۴ طبع مصر) یعنی کسی چیز کا کتب میں منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں نیز صاحب روح المعانی آلوسی بغدادی فیصلہ کر رہے ہیں کہ ”عدم الذکر لا يدل على عدم الوجود“ (تفسیر روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۳۵ طبع مصر) یعنی اگر کوئی چیز کتب فن میں موجود نہیں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کہ وہ چیز ہے ہی نہیں۔ لہذا غفر یغفر کے بعد لام کا تعلیل و سمیت کے لئے ہونا کتب لغت موجود نہ بھی ہو تو بھی چونکہ اس کی ایک قسم وللتعلیل بھی ہے یعنی لام تعلیل کے لئے آتا ہے، سب کتب نحو میں ثابت ہے۔

لہذا حضور ﷺ کی نسبت مغفرت کے بعد والے لام کے سمیت کے لئے ہونے کی قطعاً نفی نہیں ہو سکتی اور اگر سعیدی صاحب اب بھی بضد ہوں کہ کتب لغت میں ہر حرف یا ہر لفظ کا مراد معنی مذکور ہونا ضروری ہے تو لیجئے دنیائے علم کے امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی شارح مواہب اللدنیہ کا آخری فیصلہ سن لیجئے۔

لفظ ضال کے معنی الشجرة الفريدة فی الفلات کے متعلق لکھتے ہیں۔ ولم يذكر الجوهري واتباعه هذا وما قبله من معاني ضل ولكن اللغة واسعة (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۷) یعنی اگرچہ امام اللغت جوہری نے اپنی کتاب ”الصالح“ میں اور دوسرے اہل لغت نے ضال کا یہ اور اس سے پہلا معنی اپنی لغت کی کتابوں میں ذکر نہیں کیا مگر کوئی حرج نہیں کیونکہ لغت عرب وسیع ہے، کتب لغت میں مد نہیں ہے۔

اگر اب بھی سعیدی صاحب کتب لغت میں غفر کے بعد لام تعلیل و سمیت کے لئے مذکور نہ ہونے کی بنا پر لیغفر لک میں لام سمیت نہ سمجھیں تو پھر ان سے خدا سمجھے۔ سعیدی نے کتب لغت کے حوالوں سے پہلے مولانا غلام رسول لاکھپوری کی تفہیم البخاری سے جس حدیث کے ترجمہ کا حوالہ دیا ہے، اس کا جواب سعیدی کی پیش کردہ احادیث کی بحث میں آ رہا ہے۔

محرر سطور کے نزدیک تو ہر مغفرت جو کسی کی طرف بھی متعدی ہو بے سبب سے متعدی ہو سکتی نہیں ہو سکتی لہذا جہاں بھی مغفرت الہی کے بعد کاف خطاب نبوی سے پہلے لام ہو ، ضروری ہوگا کہ آپ کی سببیت کے لئے ہو ، کیونکہ آپ ہی ہیں :  
سبب ہر سبب قہر سبب طلب  
علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

اور نص قطعی وما ارسلناک الا رحمت للعالمین کے حوالے سے فیصلہ خداوندی ہے  
ولکن لا یسلمہ السعیدی فالمسئلة خلافیة بین اللہ و بین المولوی السعیدی۔ نیز  
ہمارے پاس نسخہ بخاری طبع قجائی دہلی ۱۳۳۳ھ میں حضور ﷺ کی دعا برائے صحابی عبید ابی  
عامر کے الفاظ یہ ہیں اللھم اغفر لی لعبید ابی عامر اے اللہ میرے سبب سے عبید ابی عامر  
کو بخش دے (بخاری ج ۲ ص ۶۱۹ باب غزوة اوطاس) اصل صفحہ کا فوٹو اگلے صفحہ پر دیکھئے۔

نوٹ: بخاری کا یہ طبع شدہ نسخہ ۱۲۷۰ھ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن  
پوری عشی بخاری کا تصحیح شدہ ہے۔ آج کل کے نسخوں میں اغفر لی لعبید کو  
بدل کر اغفر لعبید کر دیا گیا ہے۔ یہ نجدی عقیدہ کے طابعین کتب کی کارروائی  
معلوم ہوتی ہے۔ محرر سطور کے پاس نسخہ بخاری شریف کے الفاظ اللھم اغفر لی  
لعبید ابی عامر کی رو سے اغفر کے بعد لفظ لی کا معنی ”میرے سبب سے“  
متین ہے۔ فله الحمد۔ مزید آل کہ اس آیت لیغفرک اللہ ما تقدم  
(لآیت) میں مغفرت کی علت انا فتحنا لک فتحا مبینا ہے اور حضور ﷺ کو  
عطا فرمائی گئی ہے۔ لہذا صحابہ کرام کی مغفرت کا سبب ہر صورت حضور ﷺ کی  
ہی ذات گرامی ہے۔ لہذا لغت والا یہاں اپنے انجام کو پہنچا اور اب اضافت کی  
سعیدی دلیل کے متعلق سن لیجئے:

نسبت و اضافت ذنب | سعیدی کہتا ہے کہ آیت فتح میں اللہ تعالیٰ نے من ذنبک فرما کر  
ذنب کی نسبت حضور ﷺ سے کی ہے۔ اگر اگلوں پچھلوں کے گناہ کی بخشش مراد ہو  
تو ذنب کے بعد لفظ امت مقدر ماننا پڑے گا اور ظاہراً یہ نسبت ٹوٹ جائے گی۔ لہذا  
ذنبک سے حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کام کی معافی مراد لینے سے یہ نسبت  
قائم رکھنی ضروری ہے۔ ہم گذشتہ صفحات میں بھی بیان کر آئے ہیں اور آئندہ بھی بحث  
خلاف اولیٰ میں دلائل سے ثابت کر دیں گے کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع  
شرعی ہے ، حضور ﷺ سے سرزد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ حضور ﷺ کے لئے نالائق  
شان نبوت ہیں اور شان نبوی میں سوء اولیٰ ہے ( دیکھو نسیم الریاض شرح شفا امام خفاجی )



ج ۳ ص ۱۳۱ (۵ سطر) مگر اس سعیدی کی سکھا شاعری دیکھئے کہ کلام میں لفظ مقدر ماننے کے یہاں (جب کہ خود قرآن مجید میں متعدد جگہ الفاظ مقدر ہیں) حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ (جب کہ خلاف اولیٰ بارگاہ رسالت میں سوء ادبی ہے) اختیار کر کے اپنی شقاوت کا اظہار کر رہا ہے۔

ایک رات سکھوں نے گاؤں میں میٹنگ کی کہ اس سال زمین میں کماد کاشت کریں، تو ایک سکھ نے خدشہ ظاہر کیا کہ لوگ گئے توڑ کر چوس چلایا کریں گے، نقصان کا خطرہ ہے۔ اس کا کوئی حل سوچنا چاہئے تو اس سعیدی کے ذہن کا ایک سکھ بولا کہ اس کا حل میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ سردی کا موسم ہے اور سب لوگ سرکنڈوں کے چھپروں میں سوئے ہوئے ہیں، آگ لگا کر پہلے سب آبادی جلا دو، جب سب لوگ جل مر جائیں گے تو کماد کاشت کر لینا نہ کوئی ہوگا، نہ کماد توڑے گا۔

سعیدی بھی کہتا ہیں کہ حضور ﷺ کی گستاخی کر لو مگر لفظ مقدر نہ ماننا۔ حالانکہ بغیر لفظ مقدر ماننے بھی ذنب کی حضور ﷺ کی طرف اضافت کی صحیح توجہ نہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ ذنب بہ معنی گناہ ہو اور ک خطاب کی طرف اس کی اضافت بطور مجاز عقلی مجازی ہو اور ک کا مجاز اسناد حضور ﷺ کی طرف ہو اور مراد حقیقت عقلیہ آپ کی امت اور آپ کے تابعین ہوں۔ جیسا کہ ”زید شیر ہے“ کہ یہاں زید کے لئے لفظ مجاز بولا گیا ہے مگر مراد شیر جانور نہیں بلکہ مراد بہادری و دلیری ہے۔ اس کا کچھ بیان پہلے بھی کر آئے ہیں اور قرآن مجید میں بہت جگہ مجاز استعمال بھی ہوا ہے جیسے واخفض لهما جناح الذل اور تنجری من تحتها الانهار۔ دیکھو کتب علم بیان۔

(۲) یہ کہ ک کا حضور ﷺ سے خطاب حقیقی رہے مگر ذنب کا معنی تابعین کے لیا جائے جیسا کہ ہم کتب لغت سے ذنب کا یہ معنی بھی ثابت کر آئے ہیں اور ہم اسے اقرب الی الفہم بھی لکھ آئے ہیں۔ تو ان دونوں صورتوں میں ذنب کی حضور ﷺ کی طرف اضافت بھی قائم ہے اور حضور ﷺ کے لئے گناہ یا خلاف اولیٰ و مکروہ کی معافی کا اثبات بھی نہیں ہوتا۔

سعیدی و رکنی اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ کی بنیاد خواہ عطاء آدمی یا خراسانی کی توجیہ پر سمجھ کر اس کے خلاف بلا وجہ بدزبانی کئے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی بنیاد عطاء کی توجیہ پر کہ ما تقدم سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا گناہ ہے اور ما تأخر سے امت کے گناہوں کی بخشش مراد ہے، نہیں کیونکہ حضرت آدم نبی ہیں، ان کی طرف گناہ کی نسبت درست نہیں تو ک خطاب کی طرف اضافت مجازی مراد حقیقت عقلیہ



امت یا ذنب کا بہ معنی تائبین سے ذنب کی حضور کی طرف نسبت قرآنی بھی قائم ہے اور سعیدی اور رکنی کے دردمنوں کا کرب و الم کہ اگر ساری امت کی مغفرت ہو چکی تو قیامت کے دن شفاعت کس کی ہوگی اور یہ کہ آپ کی خصوصیت ختم ہوتی ہے۔ یہ دونوں تڑپتے ہوئے مریض ذنب بہ معنی تائبین جو ان کے نزدیک زہر ہلاہل ہے اور حقیقت میں تریاق ہے کا ایک گھونٹ بھر کر تجربہ کر لیں۔ انشاء اللہ سارے روگ دور ہو جائیں گے، تجربہ شرط ہے۔ طاب اللہ ثری السری والامام اعلیٰ الشاہ احمد رضا البریلوی قدس سرہ العزیز۔

نظم قرآن کا سعیدی خدشہ | آیت فتح میں آپ ﷺ کے بھارت فتح سے اگلے اور پچھلے صحابہ کی بخشش مراد لینے میں سعیدی اور اس کے ذنب رکنی کو چوتھا اشکال یہ ہے کہ نظم قرآن مجید میں خلل پڑتا ہے کہ اس آیت میں مذکور پانچ نعمتوں میں سے فتح اور اتمام نعمت و ہدایت صراط مستقیم و نصرت عزیز۔ تو حضور ﷺ کے لئے ہوتی ہیں مگر درمیان میں نعمت فتح کے بعد والی نعمت مغفرت ذنوب صحابہ کے لئے بنتی ہے۔ ان کا یہ اشکال بھی بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ مغفرت والی نعمت میں سبب مغفرت کی نعمت حضور ﷺ کے لئے ہی ثابت ہو رہی ہے۔ آپ کا اپنی مغفرت کی جائے صحابہ کی مغفرت کا سبب و وسیلہ ہونا ہی بڑی نعمت ہے۔ حدیث شفاعت میں حضور ﷺ کے سید الناس یوم القیامت ہونے کی وجہ یہی بیان ہوئی ہے کہ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام خود تو نجات یافتہ تو ہوں گے ہی مگر دوسرے لوگوں کا اول سبب مغفرت حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی ہوگی تو آیت مذکورہ میں بھی۔ (۱) فتح (۲) سبب مغفرت ہونا (۳) اتمام نعمت (۴) قبضہ صراط مستقیم (۵) نصرت عزیزہ۔ پانچوں نعمتیں آپ کے لئے ہی ہیں۔ سعیدی و رکنی کی عقل اگر کام نہیں کرتی تو خدا کی مرضی ہم کیا کر سکتے ہیں۔

(۲) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خطاباً حضور ﷺ کے لئے مگر استفادہ صحابہ کرام و امت کے لئے ہی ہے۔ فتح حضور ﷺ کے لئے مگر وراثت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا انعام مؤمنین کو ملا۔ سبب مغفرت کا تاج شفیع للذین کو پہنایا گیا مگر مغفرت صحابہ کرام کی ہوگئی۔ اتمام نعمت کی دولت آپ کو دی گئی مگر دین و دنیا کی نعمتوں فہدیٰ کم اللہ ہی اور فاغناکم اللہ ہی اور فجمعکم اللہ ہی (مسلم ج ۱ ص ۳۳۹ طبع کراچی) سے صحابہ مالا مال ہوئے۔ ہدایت کا خطاب آپ کو ہوا مگر فہدیٰ کم اللہ ہی کی جھولیاں صحابہ نے بھریں۔ نصرت عزیزا کی بھارت آپ کو ہوئی مگر یدخلون فی دین اللہ افواجا کے خزانے صحابہ نے لوٹے، نظم قرآن مجید میں خلل نہیں پڑتا۔ سعیدی و رکنی

کے نظم ایمان بھمت رسول میں آگ لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت برائے مغفرت اور صحابہ کی مغفرت کی رحمت مجھے چھ سکتی ہے ورنہ نہیں۔

**اطلاقات قرآن** | آیت لیغفرلک اللہ (الآیۃ) میں لک والے لام کے یہ معنی سبب ہونے پر مولوی سعیدی اور فساد ہذہ الامت محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی دوسری گیارہ آیتوں میں مادہ غفر کے بعد لام آیا ہے مگر خود امام اہل سنت نے وہاں ”آپ کے سبب سے“ کا معنی نہیں کیا۔ لہذا اس آیت فتح میں بھی یہ معنی نہیں ہو سکتا وہ آیات یہ ہیں۔

(۱) واستغفر لذنبک۔ اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔

(۲) واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات۔ اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔

سعیدی کہتا ہے کہ یہ دونوں آیتیں نبی ﷺ سے متعلق ہیں۔ استغفر کے بعد لام ہے اور اعلیٰ حضرت نے یہاں حرف لام کا ترجمہ سیرت کے اعتبار سے نہیں کیا۔ دیکھ رہے ہیں آپ خود معطیٰ سیرت اپنے واسطہ فیضان مغفرت کو اپنی عطائے شرف سیرت مغفرت سے مشرف کرنے کا عطیہ دے رہا ہے۔ مگر یہ اندھا کہہ رہا ہے کہ یہاں لام کا معنی سیرت کا کیوں نہیں کیا۔ خود سبب کس کو سبب بنائیں؟ کہاں استغفر امر استغفار اور کہاں بشارت لیغفرلک اللہ سے عطائے مغفرت! اسے کہتے ہیں دھکاشائی۔

(۳) قالاً ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

(۴) رب اغفرلی ولوالدی وللمن دخل بیتی

(۵) ربنا اغفرلی ولوالدی

(۶) والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی

(۷) واغفرلابی

(۸) قال رب اغفرلی ولاخی

(۹) فاغفرلی فغفرله

(۱۰) فغفرنا له ذلک

(۱۱) قال رب اغفرلی وهب لی ملکاً

ان آیات میں واقع تغفر، اغفر، یغفر کے بعد والے لام کے تعدیت کے لئے ہونے اور سیرت کا معنی نہ ہونے سے یہ دلیل پکڑنا کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک میں بھی لک والا لام یہ معنی سبب کے نہیں ہو سکتا، بہ چند وجوہ باطل ہے۔

(۱) ابتدائی دو آیات کے متعلق خدشات کے ہم جوابات دے چکے ہیں۔ آیت ۱۱ تا ۳ نو آیات میں حضور ﷺ کے متعلق مغفرت نہیں، دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ہے اور خود سعیدی نے حضور ﷺ کو دیگر انبیائے کرام کے درمیان فرق لکھا ہے کہ ”البتہ حضور ﷺ کے سوا باقی انبیائے کرام علیہم السلام سے وقتی طور پر اجتہادی خطا ہوئی“ (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹) تو پھر سعیدی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے مغفرت کے بعد لنا، لی، لایہی اور لہ والے لام کے سبب کے لئے نہ ہونے پر حضور ﷺ کے متعلق مغفرت کے بعد والے لام کو کیوں قیاس کرتا ہے؟ اس کا یہ قیاس مع الفدق ہے۔

(۲) ان تمام آیات میں طلب مغفرت ہے جو تواضع پر محمول ہے مگر آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں عطاے مغفرت ہے جو تواضع پر محمول نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی خود تواضع کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کے لئے تواضع نہیں کرتا بلکہ اس کی رفعت شان فرماتا ہے۔

(۳) سعیدی نے آیت ۵، ۶ اور ۷ کے متعلق خود لکھا ہے کہ ”حضرت ابراہیم کا میری خطائیں فرمانا تواضع و انکسار ہے“ (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) تو پھر وہ حضور ﷺ کے متعلق عطاے مغفرت کے بعد والے لام کو تواضع والی آیات میں طلب مغفرت کے بعد والے لام پر قیاس کیوں کرتا ہے؟

(۴) حضور ﷺ کی سبب برائے مغفرت خلق کل ہے جب کہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی سبب جزی ہے جیسا کہ احادیث شفاعت سے ظاہر ہے۔ لہذا لیغفرلک اللہ والے لام کا سبب کے لئے ہونا ضروری ہے، آیات مذکورہ کے لئے ضروری نہیں۔

(۵) آیت ۱۱ تا ۳ میں لفظ ذنب نہیں، آیت لیغفرلک اللہ میں لک کے بعد لفظ ذنب ہے اور ذنب کا معنی تابعین کا باستعمال مصدر بہ معنی اسم فاعل ثابت ہے کما مر مراراً لہذا ہر مترجم کا فرض ایمانی ہے کہ اس آیت میں حضور ﷺ کو سبب مغفرت یقین کرے اور مغفرت آپ کے تابعین اور آپ کی امت کی قرار دے ورنہ لام تعدیت کی صورت میں حضور ﷺ کی مغفرت اور ذنب سے مراد آپ کے گناہ یا خلاف اولیٰ کام ماننا پڑیں گے جب کہ گناہ عصمت کے خلاف ہے اور خلاف اولیٰ شرعاً ممنوع و باعث غضب الہی ہے، جیسا کہ آگے صراحتاً آ رہا ہے۔ تو حضور ﷺ کو گناہگار، غیر معصوم یا مرتکب امور ممنوعہ و مقصوب رب ماننا پڑے گا اور ایسا ماننا کفر ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔ الا السعیدی والرکنی واللہ یقول الحق وہو بہدی السبیل۔

مفسرین کا بیانہ | آیت مذکورہ میں جملہ لیغفرلک اللہ (لاآیت) میں لک والے لام کے

تعلیل نہ ہونے اور اس کا معنی ”آپ کے سبب سے“ نہ ہونے کے دلائل میں سے اس کی آخری دلیل یہ ہے کہ ”مفسرین میں سے کسی نے بھی اس لام کو تعلیل کے لئے قرار نہیں دیا“ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) سعیدی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی مفسر نے خلافت اولیٰ کے ساتھ بظاہر کی قید لگائی ہے؟ اگر نہیں تو سعیدی صاحب نے مفسرین کے خلاف یہ قید کیوں لگائی ہے نیز کتابوں کا تو یہ حال ہے کہ قرآن مجید کے بعد دنیا کی کوئی بھی ایسی کتاب بھی نہیں، جس میں غلطیاں نہ ہوں۔ جس کا ذکر ہم ”اغلاط العلماء“ میں کریں گے۔ فی الحال ہم اس سعیدی سے پوچھتے ہیں کہ ”مفسرین“ سے اس کی کیا مراد ہے؟ وہ مفسرین جن کو یہ مفسرین ہونے کا سرٹیفکیٹ دیدے اور ایسے مفسرین جو حضور اکرم ﷺ کے لئے ذنب بہ معنی گناہ مان کر آپ کے لئے ماہو ادنیٰ بمنصبہ الجلیل اور آپ کو سیات المقربین کا مصداق بنا کر آپ کو اپنے منصب سے گرے ہوئے کام اور منصب نبوت کے لحاظ سے برائیوں کا مرتکب قرار دیں تو یہی سعیدی کے ذہن کا اصل روگ ہے۔ قرآن مجید اور سید الکمل و کتاب لاریب فیہ حضرت محمد ﷺ تو نور واحد ہیں کیونکہ دونوں کی صفت مشترک ہے کان خلقہ القرآن اور وانک لعلی خلق عظیم اور ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ وحدت و جامعیت خلق و عظمت سے سب کچھ عیاں ہے۔ اسی لئے حضرت الشیخ الاکبر فرماتے ہیں۔ فلا فرق بین النظر الیہ (القرآن) و بین النظر الی رسول اللہ ﷺ یعنی قرآن کا دیکھنا رسول اللہ کا دیکھنا ہے اور رسول اللہ کا دیکھنا قرآن کا دیکھنا ہے۔ الخ (فتوحات) تو قرآن کیسے حضور ﷺ کو مرتکب گناہ و خلاف اولیٰ قرار دے سکتا ہے اور آپ کیسے قرآن کو خلاف اولیٰ کہہ سکتے ہیں۔ تو سعیدی کے نزدیک اگر حضور ﷺ کو خلاف اولیٰ کاموں کا معافی یافتہ کہنے والے یا اولیٰ امور و سیات کا مرتکب بنانے والے مفسرین ہی مفسرین ہیں تو ہم انہیں مفسر نہیں مقرر کرتے ہیں۔ ایسے ہی اشیاء مفسرین کے متعلق حضرت شیخ اکبر محی الدین لکن عری کہتے ہیں۔ تنزیہ الانبیاء مما نسب الیہ المفسرون من الطامات (الی قولہ) یزعمون انہم فسروا کلام اللہ (الی قولہ) فلقد جاؤا فی ذالک باکبر الکبائر (فتوحات مکیہ بقیہ جز ثالث ص ۵۶۳) انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے والے مفسرین سمجھتے ہیں کہ ہم کلام الہی کی تفسیر کر رہے ہیں حالانکہ یہ مفسرین سب سے بڑے مجرم ہیں۔ اور اگر محققین ائمہ تفسیر ملاحظین مقام رسول کو بھی یہ علامہ صاحب مفسرماننے کی زحمت گوارا کر لیں تو ہم انہیں بیسیوں مفسرین کرام و مؤیدین کے نام بنا سکتے ہیں جنہوں نے آیت لیغفر لک اللہ میں لک والا لام برائے تعلیل تسلیم کر کے حضور ﷺ کو سبب مغفرت قرار دیا ہے اور پسند کیا ہے۔

امام قسطلانی نے ”مواہب اللدنیہ“ میں اور قاضی عیاض نے ”الشفا“ میں اس آیت کی ایک یہ توجیہ بھی بیان کی ہے کہ مغفرت ما تقدم من ذنبک سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ما تأخر سے مراد امت کی بخشش ہے۔ امام شہاب الدین خفاجی ”نیم الریاض“ (شرح شفا قاضی عیاض) میں کہتے ہیں فاللام التعلیل ای غفر لاجلک ذنوب اییک آدم لما توسل بک الی اللہ۔ اس توجیہ کی صورت میں لک واللام سمیت کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے حضرت آدم کی مغفرت فرمائی۔ حکماء السمرقندی امام مفسر حسن بن احمد سمرقندی نے امام مفسر احمد بن عطا اوی سے یہی نقل کیا ہے وحکاء الثعلبی عن عطاء الخراسانی اور امام مفسر ثعلبی نے امام عطاء خراسانی سے بھی یہی بیان کیا ہے۔ اسی جگہ سمرقندی کے ساتھ ہی مذکور ہے والسلمی یعنی صاحب طبقات الصوفیہ امام ابو عبد الرحمن سلجی نے بھی یہی کہا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں ولک معناه لاجلک یعنی لک واللام یہاں تعلیلیہ ہے۔ دیکھو (نیم الریاض ج ۴ ص ۷۵ اور زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۶۱) امام شہاب الدین خفاجی اور امام محمد بن عبدالباقی زرقانی بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ امام زرقانی تو اس توجیہ پر امام سیوطی کے ایک خدشہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں لان اللام فی الآیۃ للتعلیل (زرقانی ج ۶ ص ۲۶۱) اور امام خفاجی لکھ رہے ہیں وهو مما لا یقال بالرئی (نیم الریاض ج ۴ ص ۱۷۵) یعنی یہاں لام کا سمیت کے لئے و مغفرت آدم و امت کا ہونا قیاساً ہی نہیں، یہ امر قانوناً ولفظاً وحقاً بھی مسلم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ لیا تھا اور لک واللام تعلیلیہ ہے۔ سعیدی بتائے کہ امام خفاجی، امام زرقانی، ملا علی قاری، کیا یہ سب لغت سے جا مل تھے؟ یہ ۹ اجلہ مفسرین حضور ﷺ کے قبیحین و امت کی مغفرت مراد لے رہے ہیں۔

اگر سعیدی صاحب کو آپ ﷺ کی سمیت کی ابھی بھی کچھ تکلیف باقی ہے تو اسے ۱۱ کے انجکشن سے ۹ اور ۲ گیارہ کر دیتے ہیں۔ خود سعیدی نے لکھا ہے کہ امام الاجلہ المفسرین نعمت اللہ فی دیار الهند اذکی العلماء الامت الحمدیہ الامام احمد رضا البریلوی اور اکبر العلماء العارفین غواص بحر التحقیق امام الکاشفین الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی نے بھی من ذنبک سے امت کے گناہوں کی بخشش لکھی ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا (الی قول) تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے، اے۔ پھر سعیدی خود اقرار کرتا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) واضح رہے کہ امام سیوطی نے بھی اس توجیہ یعنی حضور ﷺ کے سبب سے مغفرت آدم و امت کی صورت میں لام کے سمیت کے لئے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں اس

صورت میں لفظ ذنب کی مغفرت آدم کی طرف نسبت ہونے کو نامناسب کہا ہے جس کا جواب امام زر قانی نے واللام للتعلیل سے دیا ہے، جس کا ہم بھی پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ امام سیوطی کے اس اعتراض سے ہمارا موقف اور بھی مضبوط ہو گیا کہ جب حضرت آدم کی طرف نسبت ذنب بہ معنی گناہ و خلاف اولیٰ محل نظر ہے کہ وہ معصوم ہیں تو سید المصومین علیہ السلام کی طرف ذنب کی نسبت قطعاً درست نہیں اور سعیدی نے جو یہ کہا تھا کہ مفسرین میں سے کسی مفسر نے یہاں لام لتعلیل کے لئے نہیں لیا، اس ثبوت کے بعد کہ اعظم مفسرین (۱) حسن بن احمد سمرقندی (۲) احمد بن عطا اوی (۳) امام ثعلبی (۴) امام عطا خراسانی (۵) امام سلمیٰ (۶) ملا علی قاری (۷) امام شہاب الدین خفاجی (۸) امام زر قانی (۹) امام سیوطی (۱۰) امام بریلوی اور (۱۱) شیخ اکبر ابن عربی نے یہاں لام لتعلیل تسلیم کیا ہے، سعیدی کے جھوٹ کی ساری عمارت زمین بوس ہو گئی اور امام اہل سنت کے ترجمہ کو غلط کہنے کی سزائے رو سیاحی اسے اسی دنیا میں مل گئی۔ آخرت کی سزا بھی قرض ہے۔

لغت میں قیاس نہیں ہوتا سعیدی نے آیت لیغفر لک اللہ میں لک واللام لتعلیل کے لئے لے کر حضور ﷺ کو سبب تشبہ کے انکار اور خود سرور کو نمین علیہ السلام کے گناہ بہ معنی تشبہ خلاف اولیٰ معاف ہونے کے اصرار پر ایک نیا مداریانہ کرتب دکھایا ہے کہ لام غفر کے بعد تعلیلہ بنانا ایک قیاس ہے کہ حضور ﷺ چونکہ معصوم ہیں، لہذا معافی اور ذنب گناہ کی آپ کی طرف نسبت نہیں ہو سکتی لہذا لیغفر کے بعد لام لتعلیل کے لئے لے کر آپ کو سبب اور تشبہ گناہ صحابہ کی قیاساً مراد لے لی گئی ہے۔ سعیدی کتا ہے کہ یہ محض قیاس ہے اور لغت میں قیاس نہیں ہوتا۔ اب ہم سعیدی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر لام سبت کا لینا خلاف لغت ہے تو آپ نے شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۴۳ پر لام کے تعلیلہ ہونے کی بنا پر کئے گئے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو بغیر تردید کے توجیہ نمبر ۱ میں کیوں ذکر کیا۔ پھر اس کی تائید شیخ اکبر سے کیوں کرائی؟ صرف دس سال بعد اس کے قیاسی ہونے کا قانون بن گیا۔ قیامت میں ابھی کافی عرصہ معلوم ہوتا ہے مگر قبر قریب ہے اس کا خلاف قیاس ابھی تیار کر لیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر لغت میں قیاس نہیں تو یہ اوزان افعال و ابواب اور یہ سماعی و قیاسی کیا بلا ہے؟ ”مجد“ کی ابتدا میں عنوان ہے ”مختصر احکام قیاسیہ“ پھر اس کے الفاظ ”نورد بعض تلك الاحکام القیاسیة“ کا لغت میں ذکر کیوں؟ اور اگر ابھی سمجھ نہیں آئی تو بتائیے کہ ”ذنب“ کا معنی ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کس لغت کی کتاب میں لکھا ہے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ولہم علی ذنلہ میں آپ نے ذنب کا معنی الزام کا کیا ہے۔ یہ کس لغت کی کتاب میں درج ہے۔ ہم نے اس

لک کے تعلیلہ ہونے کے متعلق امام خفاجی کا قول کہ وہومما لا یقال بالرائی یعنی ان گیارہ مفسرین کا مادہ غفر کے بعد لام تعلیلہ ماننا کسی مفسر کی رائے یا قیاس نہیں از روئے لغت بھی صحیح ہے کیونکہ لغوی وسعت بقول امام زرکانی مذکور متحمل جمع معانی ممکنہ ہے۔ ہم مادہ غفر کے بعد لام تعلیلہ ہونے کے ثبوت میں گذشتہ صفحات میں دلائل دینے کے ساتھ خود حدیث میں مادہ غفر کے بعد لام تعلیلہ ہونے کا غزوہ لوطاس میں حضور ﷺ کی دعا ہے ثابت کر آئے ہیں۔ فلینظرثمہ تو یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح اور بے غبار ہے اور اب ہم اس آیت کے سعیدی و رکنی کے پسندیدہ و شرمناک ایمان سوز ترجمہ پر گفتگو کرتے ہیں۔

سعیدی و رکنی کا ترک اولیٰ، ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ و سیات | ان دونوں شقیوں نے امام اہل سنت کے ترجمہ کو نہ درست سمجھ کر مختلف نامراد مفسرین کے نامراد اقوال کی موافقت میں حضور سرور کونین ﷺ کی شان میں ایسی گستاخیاں کی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ سعیدی کہتا ہے کہ ”علامہ اسماعیل حقی نے جو صحیح بات کہی وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اولیٰ کام کو جو ترک کر دیا یہاں اس کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے اور ترک اولیٰ کو آپ کے منصب جلیل کے اعتبار سے ذنب فرمایا گیا کیونکہ ارار کی نیکیاں بھی مقررین کی سیات ہیں۔ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۰)

محمد زہیر رکنی نے اسی کو ”خلاف اولیٰ“ اور ”ما هو ادنیٰ بمنصبہ الجلیل“ کہہ کر حضور ﷺ کے لئے معافی بتایا ہے۔ (معقروت ذنب ص ۱۵ و ۳۷) حامد سعید کاظمی نے بھی ان سے میری گفتگو کے دوران اپنے والد کاظمی صاحب پر افتراء ان کے ترجمہ کی تائید میں اسی ”روح البیان“ کے حوالے کا تذکرہ کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تینوں کے نزدیک حضور ﷺ سے ایسے کام سرزد ہو گئے تھے جو آپ کے منصب سے گرے ہوئے تھے اور آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے آپ سے آپ کے منصب کے لحاظ سے سیات یعنی برائیاں سرزد ہوتی رہیں جو کہ حدیبیہ سے پہلے ہو چکے والیں اور جو حدیبیہ کے بعد ابھی ہونی تھیں، معاف کر دی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادنیٰ بمنصبہ الجلیل اور سیات المقربین کے ماعلیہ کے متعلق تو ہم مولوی رکنی کی پسندیدہ توجیہات کے ذکر میں آئندہ بیان کریں گے۔ فی الحال ان دونوں مولویوں کے حضور ﷺ کے لئے تجویز کردہ خلاف اولیٰ کے متعلق سن لیجئے۔

خلاف اولیٰ | ہم بتا آئے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ذنب ۱۱ دفعہ آیا ہے۔ ۷ دفعہ غیر معصوموں کے لئے آیا ہے اور ۴ بار معصوم ذوات مقدسہ کے لئے، یعنی ایک جگہ موسیٰ



۱۱۸  
۱۲  
علیہ السلام کے لئے اور تین جگہ مصدر معصومیت حضور ﷺ کے لئے بھی وارد ہوا ہے اور ان گیارہ جگہ کے علاوہ لفظ ذنوب کی صورت میں ۲۹ دفعہ ذکر ہوا ہے۔ ان ذنوب و ذنوب کی کل ۴۰ صورتوں میں سے ۲ جگہ ذنوب بفتح ذال ذول کے معنی میں اور ذنوب بضمہ ذال ۲ بار بہ معنی گناہ اور ذنب بھی ۷ دفعہ بہ معنی گناہ آیا ہے تو گویا یہ لفظ ۲ جگہ بہ معنی ذول کے علاوہ اکثر و بیشتر ۳۴ جگہ بہ معنی گناہ ہی آیا ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر علماء اکابر و اصاغر نے تفسیروں و ترجموں میں اس گناہ والے معنی کے مشہور ہونے کی وجہ سے معصوم نبیوں کی نسبت ۴ جگہ وارد لفظ ذنب کا معنی بھی گناہ ہی کر دیا ہے اور یہ ان کی خطرناک غلطی بہت بڑے فساد و خطرات کا پیشہ خیمہ ثابت ہوئی۔

اس سلسلہ میں ۴ گروہ بن چکے ہیں۔ کیونکہ کتب لغت میں ذنب کا معنی تابعداری کرنا بھی ہے اور نافرمانی و گناہ بھی اور ذنب بفتح ذال و سکون نون کو ذنب بفتح ذال و نون سے مشتق قرار دے کر بہ معنی ”الزام“ بھی جیسا کہ ہم مفصل حوالہ کتب لغت ذکر کر آئے ہیں۔ ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے لفظ ذنب کا معنی ”الزام“ اور حضور ﷺ کے بارے ذنب کی ک کی طرف اضافت یا تو مجازی ہے یا ذنب کا معنی تابعین کا لے کر دونوں صورتوں میں ترجمہ اپنوں یا اپنے خاصوں یا اپنے تابعین کا لیتا ہے۔ یہی مسلک مشائخ و اولیائے و علمائے اہل سنت ہے اور یہی حق ہے۔ دوسرا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضور ﷺ کے متعلق وارد اس لفظ کا ہر جگہ ”گناہ“ ہی معنی کرتا ہے۔ تیسرا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضور ﷺ کے بارے ہر جگہ ”الزام“ کا معنی کرتا ہے اور چوتھا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے اس لفظ کا معنی ”الزام“ اور حضور ﷺ کے بارے ”خلاف اولیٰ“ یا ”بظاہر خلاف اولیٰ“ کا معنی کرتا ہے۔ پھر خلاف اولیٰ و ترک افضل کا معنی کرنے والے (چونکہ ذنب کا معنی خلاف اولیٰ کسی لغت کی کتاب میں نہیں آیا) پریشان ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حقیقہً تو یہاں خلاف اولیٰ ہی ہے، قرآن نے خلاف اولیٰ کو مجازاً ذنب یعنی گناہ کہہ دیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقہً تو ذنب یعنی گناہ ہی ہیں مگر ہم اس سے مجازی معنی خلاف اولیٰ مراد لے رہے ہیں۔ یہ آخری گروہ منافقین اہل سنت کا ہے۔ اور اسی گروہ کے تازہ فساد کے آخری شر رسالہ ”مفرت ذنب“ و ”شرح مسلم جلد ۷“ میں درج بعض شعبدوں کا رد کرنا ہی اس وقت ہمارا موضوع بحث ہے۔

اول سواد اعظم۔ پوری دنیائے اسلام کے محقق علماء ربانین و اولیائے کالین از امام الکاشفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی تالعمہ اللہ فی دیار اہلند حضوری بارگاہ رسالت رأس القہماء مرجع العرفاء بحر العلوم التفسیر یہ والحدیثیہ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا البریلوی کا ہے۔

دوسرا گروہ نجدی و خارجی ولی الملوک، تھانویوں، دیوبندیوں و ہابیوں کا ہے۔ جس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

تیسرا گروہ چند خود ساختہ ڈاکٹروں کا ہے جن کا کوئی معیار نہیں۔

چوتھا گروہ ان منافق سنیوں کا ہے جو امام اہل سنت کے مسلک کے نام کا کھاتے بھی ہیں اور انہیں کو بھونکتے بھی ہیں بلکہ غلام رسول سعیدی تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے مسلک کے صدر الافاضل کے نام سے منسوب مدارس نعیمیوں کا اعلیٰ حضرت کے ہی خلاف منافرت پھیلانے کے لئے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اب اس سعیدی اور اس کے پٹھے محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کے خلاف اولیٰ کی سنئے۔

(۱) خلاف اولیٰ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے آپ اولیٰ کو سمجھیں کہ اولیٰ کیا ہوتا ہے پھر ”خلاف اولیٰ“ خود خود سمجھ آجائے گا۔

شریعت کی زبان میں امت کے لئے ”اولیٰ“ امر مستحب کو کہتے ہیں۔ ابن عابدین رد المحتار میں کہتے ہیں ولا شک ان ترک المندوب خلاف الاولیٰ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۷) یعنی یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ مستحب کا ترک کرنا خلاف اولیٰ ہوتا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ مستحب کام کرنا ”اولیٰ ہے“ اور نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اب یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ مستحب و اولیٰ کیا ہوتا ہے۔ اس اولیٰ و مستحب کی کتب فقہ میں دو تعریفیں کی گئی ہیں۔ امام حصکفی صاحب در مختار نے اس کی تعریف یہ کی ہے وهو ما فعله النبی ﷺ مرة و ترکہ اخری و ما احبہ السلف یعنی مستحب کام وہ ہے جسے حضور ﷺ نے بھی کیا اور بھی چھوڑ دیا، ترک فرما دیا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ تعریف سنت غیر مؤکدہ سے ملتی جلتی ہے لہذا مستحب کی سب سے اچھی اور جامع مانع تعریف امام ابن ہمام نے اپنی کتاب ”التحریر“ میں یہ کی ہے۔ فالاولیٰ ما فی التحریر ان ما واطلب علیہ مع ترک ما بلا عذر سنة و ما لم یواظب علیہ مندوب و مستحب و ان لم یفعله بعد ما رغب فیہ (رد المحتار ج ۱ ص ۸۷) یعنی آپ ﷺ جس کام کو کریں اور کسی عذر سے ترک فرما دیں آپ کا مستحب یعنی سنت مؤکدہ ہے اور بلا عذر ترک فرما دیں وہ سنت غیر مؤکدہ ہے اور جس کام کی امت کو ترغیب فرمادیں اور خود ہمیشہ ہی اس کو ترک بھی فرما دیں وہ امت کے لئے مستحب و اولیٰ ہے۔

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ امت کے لئے مستحب کی ان دونوں مذکورہ تعریفوں میں امت کے مستحب کے مستحب ہونے کے لئے نبی ﷺ کا اسے خود کرنا ضروری نہیں۔

ورنہ وہ کام مستحب نہیں رہے گا بلکہ سنت ہو جائے گا اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ دریں صورت کسی کام کا خلاف اولیٰ ہونا صرف امت کے لئے ہے کہ وہ اگر افضل و اولیٰ کام ترک کر دے تو اس کے لئے یہ ترک خلاف اولیٰ ہوگا۔

حضور ﷺ نے کبھی کر کے اسے ترک بھی فرما دیا تو یہ بھی آپ کے لئے اولیٰ ہے اور صرف زبان مبارک سے اس کی فضیلت بیان فرما دیں اور خود کبھی بھی نہ فرمائیں تو بھی آپ کے لئے اولیٰ ہی ہے کیونکہ یہ اولیٰ و مستحب بنتا ہی آپ سے ہے اور اس کے لئے اس کا کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ سے آپ کے خلاف اولیٰ یا ترک افضل کا صدور ہو ہی نہیں سکتا۔ حضور ﷺ کا امت کے لئے کبھی کر کے اور کبھی ترک فرما کر یا زبان اقدس سے اس کی ترغیب فرما کر اور خود ہمیشہ ترک فرما کر کسی کام کو مستحب بنا دینا ہوتا ہے مگر اس کا کرنا مستحب اور نہ کرنے کا خلاف اولیٰ ہونا صرف امت کے لئے ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ آپ کے لئے اپنا اولیٰ بمنزلہ واجب کے ہوتا ہے جیسا کہ آگے عبارت آرہی ہے۔ فاحفظ هذه النکة ترشدک فی مسئلة خلاف الاولیٰ۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ آیت لیغفرلک اللہ میں حضور ﷺ کے لئے جس طرح گناہ کی معافی کا قول گستاخی رسول ہے اسی طرح مفسرین یا دیگر علما کا حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ یا ترک افضل کی معافی کا قول بھی شقوت و جہالت ہے۔ لہذا آج تک ”آپ کے سبب سے آپ کے تبعین“ یعنی اگلے پچھلے صحابہ کی بخشش کے سوا مفسرین یا علما کی باقی توجیہات کے ساتھ ساتھ کاظمی صاحب کی طرف غلط منسوب و سعیدی و رکنی کی یہ توجیہ بھی باطل و مردود ہے۔

(۲) ترجمہ البیان و غلام رسول سعیدی کی خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر خلاف اولیٰ کی پچر لگانے سے عیاں ہو رہا ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی خلاف اولیٰ نبوت کے لئے مناسب کام نہیں مگر پھر بھی سعیدی اسی خلاف اولیٰ کو کبھی ترک افضل، کبھی ترک اولیٰ اور کبھی خطاء اجتہادی (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۱۹ و ۳۲۰) اور رکنی بار بار لفظ خلاف اولیٰ کی رٹ لگائے جا رہا ہے (دیکھو مغفرت ذنب ص ۲۴ و ۲۷) حالانکہ خلاف اولیٰ و ترک افضل شرعاً ممنوع کام ہیں۔ امام قاضی عیاض اپنی کتاب الشفا میں لکھتے ہیں۔ فلو جوزنا علیہم الصفائر لم یمكن الاقتداء بهم اذ ليس كل فعل من افعاله يتميز مقصده به من القرية او من الاباحة او الحظر۔ ارح (فصل ولما ما یعلق بالجوارح) یعنی اگر حضور ﷺ سے صغیرہ گناہوں کا

صدور ممکن مان لیا جائے تو ہمارے لئے آپ کی اقتداء ممکن نہ رہے گی۔ جب کہ ہمیں لقد کان لکم فی رسول للہ اسوۃ حسنۃ سے آپ کی اقتداء کا مطلقاً حکم دیا گیا ہے۔ لفظ او الحظر کی شرح میں امام شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں۔ ای المنع شرعاً لکونہ محرماً او مکروہاً او خلاف الاولیٰ (تیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۲) یعنی حرام اور مکروہ اور خلاف اولیٰ، یہ سب کام ممنوعات شرعیہ سے ہیں۔

سعیدی کا معتمد علیہ امام ملا علی بھی یہی کہہ رہا ہے او الحظر ای المنع حراماً او مکروہاً او خلاف الاولیٰ (شرح شفا ملا علی قاری صفحہ مذکورہ تیم الریاض) امام سطلانی نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں شفا کی یہی عبارت نقل کی تو امام زر قانی اسی لفظ او الحظر کی شرح میں لکھ رہے ہیں بالمشالۃ ای المنع شرعاً لکونہ محرماً او مکروہاً او خلاف الاولیٰ۔ لفظ حظر کے متعلق بالمشالۃ کہہ کر بتا رہے ہیں کہ یہ لفظ ض سے حضر میں بمعہ ض کے اوپر ذم لگا کر ظ سے ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ حظر بالطاء کا معنی ہے منع۔ اور شرعاً منع کام کون کون سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ وہ حرام اور مکروہ اور خلاف اولیٰ ہیں (زر قانی ج ۶ ص ۲۵۷)۔

مکروہ تنزیہی سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں | امام قاضی عیاض کی شفا میں عبارت وقد ذهب بعضهم الى عصمتهم من مواقعہ المکروہ قصداً کی شرح میں امام خفاجی لکھتے ہیں والمکروہ یکون کراہۃ تحریم وهو نوع من الحرام (الی قولہ) وکراہۃ تنزیہ کترک بعض المندوبات والمراد هذا لان الاول داخل فیما تقدم سماجزوا بامتناعہ علیہم والثانی شامل بخلاف الاولیٰ (تیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۱) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔ بمعہ امام قاضی عیاض نے تصریح کی ہے کہ خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی و تحریمی تو کیا جو چیز بھی او حبت الازراء والخساسة (الی قولہ) ویزری صاحبه ویفتر القلوب عنه یعنی ہر چیز جو متانت و سنجیدگی کے خلاف ہو اور نبی کے بارے نفرت خیز ہو اور نبی کا رعب کمزور کرے، نبی اس سے بھی معصوم ہوتے ہیں بمعہ ماکان من قبیل المباح فادی الیٰ مثلاً (تیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۰) یعنی مباح کام بھی جس سے نبی کے مقام و وقار میں فرق پڑے، اس سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔ امام خفاجی شفا کے لفظ الخساسة کے تحت لکھتے ہیں ای الدناء وکونہ منزوراً خسیساً فی اعین الناس یعنی ہر ایسا کام جو لوگوں کی نظروں میں خراب ظاہر ہو، اس سے بھی نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ اس مفتی محمد اقبال و سعیدی و رکنی کے بظاہر و صورت ذہب کی قید خود ان کے مخالف

ہو گیا کہ لوگوں پر ظاہر اور ہر بظاہر خلاف اولیٰ و بظاہر مکروہ و قبیح و بظاہر خسیس اور ہر بظاہر بیچ کام سے نبی معصوم ہوتے ہیں تو نبی کے لئے لوگوں کی نظروں میں ظاہر خلاف اولیٰ ثابت کرنے والا ان کی عیوب سے عصمت کا منکر شقی و مردود ہے اور ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ چونکہ معلم امور حسہ ہیں اس لئے آپ کو صرف گناہ کبیرہ سے پاک مان لینے سے نبی مومن کی دوزخ سے خلاصی نہیں ہو جاتی بلکہ انہیں ہر گناہ کبیرہ، صغیرہ، ظاہر خلاف اولیٰ، ظاہر مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی، بلکہ ہر ظاہر خسیس و معیوب و ہر باعث نفرت و مخالف متانت و وقار بلکہ ایسا جائز کام جس سے نبی کی سنجیدگی و عزت و حشمت کو دھچکا لگے، سے بھی نبی کو معصوم ماننا ضروری ہے۔ علامہ احناف میر سید شریف صاحب موافق کے قول والقبیح عندنا ما نہی عنہ شرعاً کی شرح میں لکھتے ہیں نہی تحریمہ او تنزیہ یعنی حرام اور مکروہ تنزیہی سب قبیح کام ہیں (شرح موافق ص ۶۴۲) اس سے ظاہر ہے کہ سعیدی کا یہ کہنا کہ خلاف اولیٰ سے مراد آپ کے مکروہ تنزیہی کاموں کی معافی ہے باطل و مردود ہو گیا۔

تو سعیدی کا یہ سارا پروگرام (کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے مغفرت ذنب کی انگلیوں پچھلوں کی طرف نسبت سے قرآن میں آپ کی طرف اضافت میں خلل پڑتا ہے لہذا ذنب بتاویل خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی آپ کی طرف اضافت رکھ کر اضافت بھی باقی رہتی ہے اور حضور ﷺ کی عصمت میں بھی فرق نہیں پڑتا) جھوٹا ہو گیا، ولعذاب الآخرة اکبر۔

یہ رکنی و سعیدی اور ان کے جائے پناہ حق و بغدادی خواہ صغیر باشد یا کبیر، مفتی شفیع باشد یا عثمانی و تھانوی باشد، کسے باشد، جس نے بھی حضور انور ﷺ کو مرتکب ترک افضل و خلاف اولیٰ قرار دے کر صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل آیت فتح میں آپ کے لئے خلاف اولیٰ کاموں کی معافی کا قول کیا ہے، انہوں نے معاذ اللہ آپ کو ممنوع کاموں کا مرتکب بنایا ہے ولا یقول بہ من فی قلبہ مستقال ذرة من الایمان۔ ابھی کیا؟ اور سنئے۔

خلاف اولیٰ باعث غضب الہی ہے | قاضی عیاض نے الشفا کی فصل واما الخصال المكتسبة میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت درج کی ہے جو کہ تفسیر روح المعانی وغیرہ میں بھی آیت وانک لعلیٰ خلق عظیم کی تفسیر میں درج کی ہے۔ قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان خلقہ القرآن یرضی برضاه ویسخط بسخطہ حضور ﷺ کا خلق قرآن تھا جس کام پر اللہ راضی ہوتا تھا آپ بھی راضی ہوتے تھے اور جس کام پر اللہ ناراض ہوتا تھا آپ بھی ناراض ہوتے تھے۔ اس حدیث کے الفاظ ویسخط بسخطہ کی شرح میں سعیدی کے مسلم امام ملا علی قاری لکھتے ہیں

ای ویغضب ویکره ما ینافیه من الحرام والمکروه وخلاف الاولی (شرح الشفا للقاری علی ہامش الجیم ج ۱ ص ۳۸۱) یعنی اللہ تعالیٰ بھی حرام و مکروه اور خلاف اولیٰ کام پر غضب کرتا ہے اور حضور ﷺ بھی حرام و مکروه و خلاف اولیٰ کام کرنے والے پر غضبناک ہوتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ سے ترک افضل و خلاف اولیٰ کا صدور ماننے والے حضور ﷺ پر قرآن کے منافی کام کرنے اور آپ کو معاذ اللہ خداوند کریم کا مغضوب علیہ بنا رہے ہیں۔ فیما حیرتہ۔ نیز مطابق توجیہ مختار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی، اللہ تعالیٰ اولیٰ پر ہی راضی ہے فالولیٰ لہم طاعة وقول معروف اللہ تعالیٰ اولیٰ کام کرنے کا حکم فرما رہا ہے تو یہ تشریح حدیث مذکور اللہ تعالیٰ خلاف اولیٰ پر راضی نہیں بلکہ غضب فرماتا ہے۔ ویطابقہ ما ذکرناہ من علی القاری۔ لہذا حضور ﷺ خلاف اولیٰ نہیں فرماتے۔

(۳) اکثر علما کے نزدیک خلاف اولیٰ و مکروه تنزیہی ایک ہی چیز ہیں۔ علامہ شامی (باوجودیکہ ان کی رائے اس کے خلاف ہے) لکھتے ہیں کہ والظاهر تساویہما کما اشار الیہ اللامشی (رد المحتار ج ۱ ص ۸۷) یعنی امام شمس الائمہ حلوانی کے استاذ ابوالقاسم حسین بن علی لامشی نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ مکروه اور خلاف اولیٰ (ترک افضل) ایک ہی شے ہیں (فرغانہ کے علاقہ میں ایک گاؤں کا نام لامش ہے) نیز یہ کہ مکروه کا مقابل بھی اولیٰ ہی ہے۔

علامہ عبدالنبی احمد گمری مکروه کے متعلق لکھتے ہیں وشرعا ماکان ترکہ اولیٰ، و هو علی نوعین، کراہۃ تحریم وکراہۃ تنزیہیہ (دستور العلماء ج ۲ ص ۱۱۹) مکروه اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ترک کر دینا اولیٰ ہوتا ہے اور خلاف اولیٰ کا مقابل بھی اولیٰ ہی ہے۔ علامہ ابن رشد قرطبی نے بھی اپنی کتاب بدلیۃ الجہد و نہایۃ المقصد میں مکروه کی تعریف یہ کی ہے وان فہم منہ الحث علی ترکہ من غیر تعلق عقاب بفعلہ سمي مکروہا (بدلیۃ الجہد ج ۱ ص ۵) اس کی مفصل عبارت ہماری کتاب ”تحفۃ المناظرین“ میں ہم دے چکے ہیں۔

مندوب کی تعریف مارغب فیہ اور اس کیے ترک کے خلاف اولیٰ ہونے اور مکروه کی تعریف الحث علی ترکہ وغیرہ سے خلاف اولیٰ اور مکروه ایک چیز معلوم ہوتے ہیں اور نبی ﷺ سے مکروه تنزیہی سرزد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نفرت والا کام ہوتا ہے اور نبی سے نفرت کرنا کفر ہے۔

اسی لئے علامہ عبدالنبی لکھتے ہیں کراهة الشئ كراهة وكراهية فهو مكروه اذالہ  
بیردہ ولم یرضہ (دستور العلماء ج ۱ ص ۱۱۹) تو جب مکروہ ہوتا ہی نا پسندیدہ کام ہے تو نبی  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نا پسندیدہ کام کر کے خود نا پسندیدہ کیسے بن سکتے ہیں؟ لہذا ثابت ہو گیا  
کہ حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ و ترک افضل کی معافی ہونے کا قول شرعاً و عقلاً غلط  
اور غلط ہے۔

(۴) عام امت اور معدن عصمت ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ کا حکم بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔  
عام امت کے لئے اولیٰ کام کرنا مستحب ہے اور نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے مگر نبی کے لئے  
اولیٰ کام کرنا ممنزلہ واجب کے ہے اور ترک اولیٰ و ترک افضل ممنزلہ ترک واجب  
کے ہے اور یہ گناہ ہے۔ شرح مواقف کی عبارت گزر چکی ہے کہ مکروہ تنزیہی بھی قبیح کام ہے اور  
حضور ﷺ ہر نا پسندیدہ و قبیح کام سے پاک ہیں۔

جن علما نے لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ گناہ نہیں، ان کی مراد شاید یہ ہے کہ یہ گناہ کبیرہ  
نہیں مگر امام لکن جگر کی کے قول کے مطابق جیسا کہ آگے آرہا ہے، خلاف اولیٰ بوجہ باعث  
غضب الہی ہونے کے گناہ کبیرہ ہے اور یا یہ کہ عوام کی نسبت یہ گناہ نہیں کیونکہ حضرات  
انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام خاص بھی ہیں۔

علامہ عبدالعزیز نبراس شرح عقائد میں لکھتے ہیں: لان ترک الافضل منہم  
کترک الواجب نبیوں کے لئے اولیٰ کام مثل واجب کے ہے اور ترک افضل و خلاف  
اولیٰ مثل ترک واجب کے ہے (نبراس ص ۴۵۴) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام معلم افضل و اولیٰ  
ہی ہوتے ہیں، غیر افضل و خلاف اولیٰ کی تعلیم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے۔ وہ اگر خود ہی  
خلاف اولیٰ کریں گے تو امت بد ظن ہو جائے گی اور دین کا سارا نظام مختل ہو جائے گا۔  
اس لئے حضور ﷺ کے لئے ترک افضل و خلاف اولیٰ کی معافی کی توجیہ کرنے  
والے تمام اکابر و اصاغر مفسرین اور ان کے لڑکے اب کی یہ توجیہ شرعاً و عقلاً سراسر باطل و  
مردود ہے۔

الآن یحییٰ الوطیس | خلاف اولیٰ و مکروہ کے بارے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور  
عام آدمی کے احکام میں فرق ہے۔ عام آدمی کے لئے اولیٰ کام کرنا مستحب ہوتا ہے مگر نبی  
کے لئے واجب ہوتا ہے جیسا کہ نبراس کی عبارت میں آپ پڑھ چکے ایسی مکروہ تنزیہی  
بھی عام آدمی کے لئے ممنزلہ ترک مستحب ہے مگر نبی کے لئے مثل ترک واجب ہے اور  
جن علما نے لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ گناہ نہیں، وہ عام آدمی کی نسبت سے لکھا ہے



حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خلاف اولیٰ مش ترک واجب اور گناہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔  
فاحفظ هذا الثلاثن فی دارلبوار۔

(۱) النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم (پارہ ۲۱ سورۃ احزاب) نبی مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ مالک ہے۔

(۲) ان اولیٰ الناس بابراہیم للذین اتبعوه و هذا النبی والذین آمنوا ولله ولی المؤمنین (پارہ ۳ سورۃ آل عمران) بے شک ابراہیم کے ساتھ اولیٰ وہ لوگ تھے جو ان کے تابعدار ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے۔

ان آیات میں النبی و هذا النبی سے حضور ﷺ کو مطلقاً اولیٰ فرمایا گیا ہے اور اولیٰ کے تمام معانی کے لحاظ سے آپ اولیٰ ہیں۔ متعدد احادیث میں حضور ﷺ نے خود اپنے آپ کو اولیٰ فرمایا ہے۔

(۱) انا اولیٰ کم بہ (جامع صغیر ج ۱ ص ۲۹)

(۲) انا اولیٰ الناس بعیسیٰ ابن مریم اور

(۳) انا اولیٰ الناس بالمؤمنین من انفسہم (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰۸)  
کے حوالوں سے آپ قطعاً خود لولیٰ ہیں اور لولیٰ کے تمام معانی الاجدر زیادہ لائق (منجد) احری زیادہ مناسب (صحاح جوہری) البقی زیادہ لائق (قاموس) زیادہ قریب، زیادہ مالک، زیادہ فضیلت والا، زیادہ مدد کرنے والا، زیادہ حقدار، زیادہ محبت کرنے والا کی رو سے اصل اولیٰ آپ ہی ہیں، دوسرا کوئی بھی آپ کے واسطے فیضان سے ہی لولیٰ ہو سکتا ہے بالذات نہیں۔ ولا ریب فی ان۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا  
اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی

تو آپ کی ذات اقدس بھی اولیٰ ہے اور آپ کی ذات مبارک کی لولویۃ اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کا ہر فعل مبارک بھی اولیٰ و افضل ہو ورنہ سلب الشیع عن نفسہ لازم آئے گا اور بھی بھی آپ سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہونے اور ترک افضل سے لازم ہوگا کہ آپ بوقت صدور خلاف اولیٰ و ترک افضل اولیٰ نہیں رہیں گے۔ فاذا بطل اللزام بطل الملزوم (روح المعانی ج ۲۵ ص ۸۰) اور یہ من بعض الوجوه نص قطعی کا انکار ہوگا جو کہ کفر ہے۔ کسی بھی لولیٰ فرد کے لئے اس کے کردار و افعال کا لولیٰ ہونا ضروری ہے۔ تو

غلام رسول سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی نے جن جن مفسرین کے حوالوں سے آپ کی طرف مضاف لفظ ذمک کا ترجمہ آپ کے گناہ بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ کیا ہے وہ سب مردود و باطل ہے۔ خلاف اولیٰ حسین کام نہیں ورنہ ”معاف کر دے“ کا جملہ غلط اور حضور کا ہر فعل حسین ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ان پر شاہد عادل ہے لہذا آپ کے خلاف اولیٰ کام ماننا شقاوت و جہالت ہے۔

خلاف اولیٰ و مکروہ کام کرنا گناہ ہے | ہم نے مستند دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ و ترک افضل و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع شرعی و باعث سخط و غضب الہی کام ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے باعث غضب الہی کام کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے چنانچہ وہ کبیرہ گناہوں کی حد میں لکھتے ہیں الکبیرۃ الثالثۃ والعشرون بعد الاربعمائۃ ارضاء القاضی وغیرہ الناس بما یسخط اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد متعدد احادیث ذکر کر کے امام حاکم کی یہ روایت بھی لکھتے ہیں من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج من دین اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سخط و غضب والا کام کر کے بادشاہ کو راضی کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والا بے دین ہے (الروا ج عن ارتکاب الکبائر ج ۲ ص ۱۶۲) اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ سے خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی کام بھی مثل ترک واجب ہے اور ترک واجب فسق و گناہ ہوتا ہے۔

اب مفتی اقبال صاحب سعیدی و غلام رسول صاحب سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی سوچ لیں کہ خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ و ترک افضل و مکروہ تنزیہی جو ہم قرآنی ما تقدم یعنی ہو چکے، اگلے صفیرہ ہوں یا کبیرہ، گناہوں کا مرتکب قرار دے کر کیا ہوئے؟ میں انہیں ان کے ایمان کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ فوراً توبہ کریں، ان سے یقیناً غلطی ہوئی ہے۔ کسی عالم یا امام یا مفسر نے اگر ایسا لکھا ہے تو اس کی غلطی ہے۔

لاکھ ٹھہریں مارو! اعلیٰ حضرت بریلوی کی توجیہ ترجمہ کے علاوہ کسی صورت بھی گستاخی سے نہیں چا جاسکتا۔ جگر گوشگان کاظمی صاحب سے خالصانہ گزارش ہے کہ وہ بھی توجہ فرمائیں، ضد بری چیز ہے۔ میں سب کا خیر خواہ ہوں ورنہ خدا کی مرضی۔ واضح رہے کہ ہماری کسی سے مخالفت صرف اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ کو غلط یا سو کہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اصل مخالفت حضور ﷺ کی طرف نالائق شان نبوت گناہ، خلاف اولیٰ (نہ بہتر)، ترک افضل، خطاء، بظاہر خلاف اولیٰ (بظاہر نہ بہتر)، کوتاہی، مکروہ، کام منسوب کر کے آپ ﷺ کے لئے معافی کہنے کی وجہ سے ہے اور پھر بایں وجہ ہی اعلیٰ حضرت بریلوی کے صحیح ترجمہ کا خلاف کرنے والوں سے ہے۔ لہذا جو شخص بھی

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو تو غلط نہ کہے مگر حضور ﷺ کے لئے مذکورہ امور میں سے کوئی امر لکھے یا بولے یا کہے کہ خلاف اولیٰ والے ترجمہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ میں معاذ اللہ کوئی فرق نہیں، وہ بھی برابر کا مجرم ہے۔ جیسے مفتی محمد اقبال سعیدی ملتانی وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت ذنب بہ معنی گناہ یا بتاویل خلاف اولیٰ وغیرہ باسناد حقیقی حضور ﷺ کی طرف منسوب ہی نہیں کرتے، امت کی طرف کرتے ہیں۔ مگر ان ترجموں میں گناہ بتاویل یا بتاویل آپ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ فالین هذا من ذالک الحق حق والباطل باطل۔

تمام دنیا کے خلاف اولوی علماء کو چیلنج اگر اہر فرقہ معزلہ حسن و فح اشیا کا عقلی ماننا ہے مگر تمام اہل سنت اشاعرہ و محققین ماتریدیہ، احناف، شوافع، حنابلہ، مالک، حکم نص و ساکنا معذبین حتی نبعت رسولاً۔ ہم کسی کو رسول بھی بغیر عذاب نہیں دیتے (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵) ہر شے کی اچھائی برائی بہ حیثیت استحقاق ثواب و عذاب شرعی ماننے ہیں، عقلی نہیں۔

علامہ احناف میر سید شریف تصریح کرتے ہیں القبیح عندنا ما نہی عنہ شرعاً فہی تحریم او تنزیہ والخسن بخلافہ (شرح موقف ص ۶۳۳) اس سے ایک تو یہ ثابت ہو گیا کہ مکروہ تنزیہی بھی فتیج کام ہے اور دوسرا یہ معلوم ہو گیا کہ مؤجب احکام اللہ تعالیٰ ہے اور معترف و رہنما بانی شریعت رسول ہی ہوتا ہے، اسی لئے کسی سابق رسول کی شریعت کے نشان مٹ جانے اور نئے رسول کے نہ آنے کے عرصہ کو زمانہ فترت کہتے ہیں دریں زمانہ اگر کوئی شخص وحدانیت اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے تو وہ معذور و غیر مکلف ہونے کی وجہ سے جنتی ہوگا، دوزخی نہ ہوگا۔

اس لئے بھی اہل سنت حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی مانتے ہیں تو جب مدار اجرائے شریعت و نفاذ احکام حسن و فح رسول کی ہی ذات اقدس ہے تو اگر معاذ اللہ خود خاتم النبیین اکمل معترف و رہنما حسن و فح اشیاء رسول اللہ ﷺ ہی گناہ، خلاف اولیٰ، ترک افضل، خطا، لغزش، بظاہر خلاف اولیٰ، صورۃ ذنب وغیرہ کسی صورت میں بھی فتیج کام کرنے لگ جائیں تو پھر معترف و رہنما حسن و فح کون ہوگا؟ کیونکہ آخری نبی تو آپ کی ہی ذات اقدس ہے۔

واضح رہے کہ خلاف اولیٰ و ظاہر خلاف اولیٰ وغیرہ کے قائلین علمائے سوء کو بھی یہ تسلیم ہے کہ آپ کی شریعت حسن ہے اور یہ کہ خلاف اولیٰ امور قبیحہ ہیں ورنہ ان کے الفاظ ”معاف کر دے آپ کے لئے“ کا کوئی مطلب ہی نہیں بن سکتا لہذا یہ توجیہ قطعاً باطل و مردود ہے۔

آپ ﷺ کے لئے ما تقدم ہو چلے و ما تأخر جو بعد میں ہو گئے خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف

اولیٰ کام ثابت کرنے والے علما جو ابھی زندہ ہیں وہ ملک کے کسی بھی مقام پر اور جو مردہ ہیں وہ عالم مثال (خواب میں) جس وقت چاہیں مجھ سے گفتگو کر لیں ورنہ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی معصوم رہنمائی و ظاہر و باطن احسن مَعْرِفَۃً و مُعَلِّیۃً پر اس الزام سے فوراً رجوع کریں بل نقدت بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق ولکم الویل مما تصفون۔

تاویل و مجاز | مثال مشہور ہے کہ جب کسی کا ایمان چلا جاتا ہے تو اس کی عقل بھی جواب دے جاتی ہے۔ سعیدی و رکنی اس بات پر تو متفق ہیں کہ خلاف اولیٰ و ترک افضل ذنب کی تاویل ہے یا مجاز ہے مگر اس میں مختلف ہیں کہ ذنب کا یہاں کیا معنی ہے۔ سعیدی تو کہتا ہے ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ ہے یا ہم معنی کرتے ہی نہیں مگر رکنی کہتا ہے کہ ذنب کا معنی تو گناہ ہے مگر اس کی تاویل خلاف اولیٰ ہے۔ امام و مقتدی بولی بھی ایک نہیں بولتے۔

جیسے کہ کسی جاٹ نے کسی بٹے کو مرے ہوئے بچے والی بھینس پچی اور رات کے وقت بھینس کے ساتھ گدھی کا کھوتہ بٹے کو بھینس کا چم کہہ کر بھینس اور کھوتہ بٹے کے گھر باندھ آیا۔ صبح بٹے نے جب کھوتہ بھینس کے نیچے چھوڑا تو بھینس اچھل کر اُدھر اور کھوتہ ڈر کر دوسری طرف، بھینس اپنے کینے کے لئے ریگ رہی ہے اور کھوتہ اپنی ماں کے لئے ہنگ رہا ہے۔ بٹے نے جاٹ سے شکایت کی کہ بھینس کا معاملہ گڑبڑ ہے۔ جاٹ نے کہا کہ جگہ نئی ہے، صبر کرو! سب معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ بٹے نے کہا کہ دودھ تو قسمت سے ملے گا مجھے تو یہ حیرانگی ہے کہ ماں اور چہ بولی تو ایک بولیں۔

سعیدی صاحب بولتے ہیں کہ ”ہم نے اس بحث میں ذنب کا ترجمہ بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے“ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۵) اس سے پہلے کہتے ہیں ”ذنب کے معنی میں تاویل کی جائے“ مگر رکنی کہتا ہے کہ اس کا ترجمہ یا تشریح لفظ گناہ، خطاء اور کوتاہی (الی قولہ) یہ امت کا اجماع ہے (مغفرت ذنب ص ۳۰) سعیدی صاحب ذنب سے مراد ترک اولیٰ کو مجاز کہتے ہیں (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۱۹) رکنی اس خلاف اولیٰ کو ہی کبھی تاویل مفہوم اور کبھی مجازی معنی کہتا ہے (رسالہ مغفرت ذنب ص ۷۷ سطر ۶ و ۲۲) علمائے فن کے نزدیک مجاز لفظ اور کلمہ میں ہوتا ہے، تاویل مفہوم میں ہوتی ہے کہ کسی مفہوم کی ادائیگی کے لئے بعلاقۃ تشبیہ کوئی لفظ اپنے غیر ماوضع لہ معانی میں استعمال کرنا مجاز ہوتا ہے اس کو مجاز مفرد کہتے ہیں جیسے زید، اسد اور مجاز مرسل و مستعار کے لئے عام علماء کے نزدیک ۲۵ علاقوں میں سے اور محرر سطور کے نزدیک ان ۲۵ کے ساتھ علاقہ ظاہریت و

مظہریت ملاکر ۲۶ علاقوں میں سے کوئی ایک علاقہ ہو تو کوئی لفظ اپنے معنی موضوع نہ کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں مجازاً استعمال ہو سکتا ہے۔ تو مجاز کا استعمال لفظ میں ہوتا ہے معنی میں نہیں۔ یہ کہتے ہیں معنی میں مجاز ہے۔

مفتی محمد شفیع نے ”معارف القرآن“ میں یہی گستاخی بایں الفاظ کی ہے کہ خلاف اولیٰ کے لئے بطور ڈانٹ کے لفظ ذنب مجازاً استعمال ہوا ہے (معاذ اللہ) سعیدی یہ گستاخی یوں کر رہا ہے کہ یہاں لفظ ذنب تو حقیقتاً گناہ کے معنی میں ہی مستعمل ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقیقی معنی گناہ میں استعمال کردہ کو اس کے مجازی معنی میں بدل رہا ہے۔ محمد شفیع نے سنگل گستاخی کی کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ (جو محمد شفیع کے نزدیک بھی معمولی بات ہے) کو گناہ کہہ دیا۔ محمد شفیع کی توجیہ کے خطرناک نتائج ہم بیان کر چکے ہیں ضرور دیکھیں۔

سعیدی و رکنی نے ڈبل گستاخی کی ہے، اول یہ کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ذنب یہ معنی موضوع نہ گناہ کی ہی معافی دی۔ دوم یہ کہ انہوں نے اس اللہ تعالیٰ والے معنی کو خلاف اولیٰ و ترک افضل سے بدل ڈالا، اس طرح قرآن کی معنوی تعریف کی۔ سعیدی و رکنی چونکہ چودھویں صدی کے تازہ ہتازہ علامہ و ڈاکٹر ہیں، اس لئے ہمیں ان کے ایسے شاہکاروں کے ایسے نتائج برداشت کر لینے کی پاور میں مداخلت کا تو کوئی حق نہیں مگر ان سے یہ پوچھ لینے کا ہمیں ضرور حق ہے کہ:

(۱) آپ نے ذنب کی تاویل کا لفظ بار بار بولا ہے اور تاویل کی تعریف یہ ہے انہ من الاول و هو الرجوع الی الاصل یعنی اصل مراد کی طرف لوٹنا علماً ہو یا عقلاً (روح المعانی) طلب مال الشی (دستور العلماء ج ۱ ص ۲۶۷) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ لفظ ذنب سے اللہ تعالیٰ کی مراد حضور کے گناہ نہیں خلاف اولیٰ کام ہیں اور سعیدی یہ بھی کہتا ہے کہ یہ ”کسی قسم کا گناہ نہیں“ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) تو سعیدی یہ بتائے کہ حضور ﷺ کے نہ گناہ کو اللہ نے ذنب گناہ کیوں بتایا؟ تمہارا اللہ تعالیٰ پر یہ افتراء ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً۔ تم ظالم ہو اپنا انجام سوچ لو اور حشر میں ان کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔

(۲) آیت لیغفر لک اللہ (الآیۃ) میں لک والالام یہ معنی سبب ہونے کا آپ نے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ کتب لغت میں مادہ غفر کے بعد والالام تغلیل کے لئے ذکر نہیں ہوا۔ ہمیں بھی آپ کے پاس لغت کی تینیں کتابوں میں سے کسی ایک میں ہی ذنب کا معنی ترک افضل، خلاف اولیٰ دکھا دیجئے!

آپ نے اپنے خود ساختہ ترجمہ کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبه وما تأخر تاکہ معاف کر دے آپ کے اگلے پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ کام کے شوق میں امام اہل سنت کا حرف آخر صحیح ترجمہ ”اللہ تمہارے سب سے گناہ غشتے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے“ کا انکار کر کے کئی مظالم کئے ہیں۔

(۱) شرعاً ممنوع و مکروہ کام خلاف اولیٰ کا الزام افضل الانبیاء پر لگایا۔ (۲) حضور ﷺ کو ترک افضل و خلاف اولیٰ کام جو کہ باعث غضب الہی ہے کا مرتکب گردان کر آپ کو مغضوب علیہ گردانا (۳) محبوب خدا ﷺ کے لئے نہ گناہ پر گناہ کا لفظ بولنے کا اس کے محب رب العالمین پر افتراء کیا۔

ان سب ہدیانات سے فوراً رجوع کر کے اسے شائع کیجئے! اور شرح مسلم سے یہ تقریباً ۴۰ صفحات نکلا کر ان کی جگہ امام اہل سنت کے ترجمہ باعث نجات دارین کی تائید میں ۴۰ صفحات لکھئے۔ حضور اکرم ﷺ کی عصمت از گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ کو اصل سمجھ کر اس میں غل ہمہ اخبار احاد و اقوال مفسرین و کتب لغت کو رد کر دیجئے ورنہ حشر میں لغت کی کتابیں اور تفسیر اسماعیل حقی و آلوسی و ابو سعود اور ابھی زیر بحث آنے والے اقوال صحابہ غفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر اپنے ساتھ رکھنا!

بارگاہ رسالت میں یہ کیس پیش ہونے والا ہے۔ حضور پر نور بول پاک سیدہ زہرا کا یہ خاکروب محرر سطور بھی انشاء اللہ آپ کے ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ پر جھاڑو پھیرنے کے لئے وہاں حاضر ہوگا۔ فاعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال یعنی امت کے مفسرین

ہوں یا محدثین، ان کے اقوال کو حق من الحق ﷺ کی عصمت کے حوالے سے قبول کرو ورنہ رد کر دو (روح المعانی ج ۶ ص ۷۹)

احادیث و اقوال صحابہ سعیدی اور اس کی پیروی میں رکنی حیدر آبادی نے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ آیت مذکورہ میں ذنبک سے مراد گناہ ہے معنی خلاف اولیٰ کام حضور ﷺ کے ہی معاف ہوئے ہیں، بطور مجاز عقلی امت کے گناہ یا ذنب ہے معنی تابعین لے کر آپ کے اگلے پچھلے صحابہ کی خش مراد نہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ۲ مرفوع حدیثیں اور ۵ روایات انار صحابہ بھی پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ نے خود فرمایا:

(۱) غفر لی ما تقدم من ذنبی و ما تأخر اور  
(۲) خود فرمایا کہ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام میرے متعلق کیس گے غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبه و ما تأخر۔

(۱) حضرت عائشہ نے حضور سے کہا غفر اللہ لک انج۔ اور

(۲) عمر بن ابی سلمہ نے بھی آپ سے یہی لفظ کہے۔ اور

(۳) تین اور صحابیوں نے بھی ذنب بہ معنی گناہ کی انہیں الفاظ غفر اللہ لہ سے آپ کی طرف نسبت دی۔

بس انہیں اخبار آحاد کی بنیاد پر سعیدی و رکنی نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے کہ ذنب سے مراد آپ ﷺ کے ہی گناہ یا خلاف لوٹی ہیں اور انہیں کی کھش ہوئی ہے، آپ کے اگلے پچھلوں کی نہیں۔ ان بعض ضعیف و بعض غلط روایات سے ان کے استدلال کا فراڈ دیکھئے!

غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۱ سے یہ روایات اس ترتیب سے درج ہیں:

سعیدی و رکنی کی دلیل حدیث اول عن انس بن مالک قال لما نزلت هذه الآية على النبی ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر مرجعه من الحدیثیہ و هم یخالطون الحزن والکابة وقد نحر الهدی بالحدیثیہ فقال لقد انزل علی آیه هی احب الی من الدنیا جمیعاً قالوا یا رسول اللہ قد علمنا ما یفعل بک فما یفعل بنا فانزلت لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فیها و یکفر عنهم سیئاتهم و کان ذالک عند اللہ فوزاً عظیماً۔ قال عبدالوہاب فی حدیثہ واصحابہ یخالطون ان الحزن والکابة وقال فیہ ہنیئاً مریثاً لک یا رسول اللہ قد بین اللہ عز وجل ماذا یفعل بک (مسند احمد) انس بن مالک سے روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں داخل ہو کر مناسک عمرہ ادا کئے بغیر صلح نامہ حدیبیہ مکمل فرما کر یہیں حدیبیہ میں ہی حضور ﷺ و صحابہ قربانیاں ذبح کر کے واپس مدینہ جا رہے تھے اور صحابہ سخت اندوہ و غم میں مبتلا تھے کہ مقام کراع نعیم آپ پر آیات سورۃ فتح انا فتحنا لک فتحا مبینا - لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر نازل ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے - صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں معلوم ہو گیا جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا تو ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تو یہ آیت نازل کی گئی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات (الآیۃ) تاکہ مؤمنین و مؤمنات کو بہشت میں داخل کر دے انج۔ عبدالوہاب نے کہا ہے کہ جب آیت انا فتحنا تا آخر اتزی تو صحابہ نے کہا ہنیئاً مریثاً یعنی آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ جو کرنا ہے، بیان فرما دیا ہے (شرح مسلم سعیدی ج ۷ ص ۳۳۱)



ترجمہ بالا مختصراً۔

رکئی نے بھی یہی روایت ”مغفرت ذنب“ کے صفحہ ۲ پر درج کی ہے۔ انس کی اس روایت کے بعد ۱۱ کتابوں میں بخاری و مسلم کا بھی حوالہ دینے کے بعد سعیدی لکھتا ہے کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ حدیبیہ سے لوٹتے وقت جب آپ نے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی تلاوت کی تو صحابہ کرام نے کہا یا نبی اللہ! آپ کو مبارک ہو، آپ کو بتا دیا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ تب آپ نے بعد والی آیت پڑھی، جس میں مؤمنین کی مغفرت کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں یہ صریح نص ہے کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں آپ کے ذنوب (بظاہر خلاف اولیٰ) کی مغفرت کا بیان ہے۔ اگلوں پچھلوں یا امت کے ذنوب کی مغفرت کا ذکر نہیں (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۲)۔

محرر سطور کہتا ہے کہ اس روایت سے سعیدی کا یہ استدلال چھوڑ دو جو صریح جھوٹ اور مردود و باطل ہے۔

(۱) عربی زبان میں ذنب کا معنی گناہ کا ہے یا تابعداری کا ہے، خلاف اولیٰ یا ترک افضل وغیرہ قطعاً نہیں۔ اگر تابعداری یعنی پیروی کر لیں تو امام اہل سنت کا ترجمہ ”آپ کے اگلوں پچھلوں کی بخشش“ والا صحیح ہے اور اگر گناہ کا معنی کرتے ہیں تو آپ (حضور ﷺ) کے گناہ کی بخشش کا معنی ہو گا جو کہ خود سعیدی کو بھی پسند نہیں۔ اسی لئے خلاف اولیٰ کی طرف پھر خلاف اولیٰ سے بظاہر خلاف اولیٰ کی طرف بھاگا اور یہ ”بظاہر خلاف اولیٰ“ بھی غلط ہے۔

ترجمہ ”البيان“ میں فرو گذاشت کے ذکر میں ہم مفصل دلائل سے اس کی تردید کر چکے ہیں، اس لئے اس مذکور روایت سے استدلال باطل ہے۔

(۲) مسند امام احمد کی انس بن مالک سے اس روایت میں ہے کہ آپ پر انا فتحنالک فتحاً مبیناً اور لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر دو آیتیں نازل ہوئیں۔ مگر سعیدی صرف لیغفر لک اللہ والی آیت ذکر کرتا ہے، یہ اس کا جھوٹ ہے اور اگر کہے کہ ترمذی کی روایت میں صرف لیغفر لک اللہ والی آیت مذکور ہے تو باوجودیکہ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے ”یہ روایت یا تو موضوع ہے یا کم از کم ضعیف ضرور ہے کیونکہ ترمذی کی اس روایت کے راوی یہ ہیں۔ حدثنا عبد بن حمید نا عبد الرزاق عن معمر عن قتادہ عن انس۔ عبد الرزاق کذاب راوی ہے وانه لکذاب یہ جھوٹا راوی ہے۔ (تمذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۴) پھر اوپر معمر عن قتادہ ہے،

معمرؓ کی قنودہ سے روایت مردود ہے بلکہ علامہ حلیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مردود ہے۔  
الرجال امام حسی بن معین کہتے ہیں اذا حدثک معمر عن العرقین فخالفه یعنی معمر  
کی روایات اہل عراق قنودہ وغیرہ سے قطعاً نہ مانو بلکہ اس کی مخالفت کرو کہ وہ غلط ہوتی ہیں  
یعنی جھوٹی ہوتی ہیں (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۳۵) یعنی ترمذی کی یہ روایت جس سے  
سعیدی و رکنی کذاہن حضور ﷺ کے گناہوں (بظاہر خلاف لوٹی) کی بخشش ثابت کرنا چاہتے  
تھے خود ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ خصوصاً عصمت رسول ﷺ کے اجماعی عقیدہ کے  
مقابلہ میں یہ روایت مردود ہے۔ معمر خود بھی ضعیف راوی ہے۔ کثیر الاوہام (تہذیب  
التہذیب ج ۱۰ ص ۲۳۹) لہذا سعیدی کی دلیل مردود ہے۔

(۳) انس بن مالک کی سند والی روایت کے مطابق کہ پہلے آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً  
اتری اور ساتھ ہی دوسری آیت لیفرلک اللہ بھی نازل ہوئی تو صحابہ نے جو سخت غم و  
اندوہ میں تھے حضور ﷺ کو مبارک دی اور کہا کہ آپ کے ساتھ جو ہوگا وہ معلوم ہو گیا،  
ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو آیت لیدخل المؤمنین نازل ہوئی سے ثابت ہے کہ آپ کے  
فرمان مبارک سے پہلے دو چیزیں مذکور ہوئیں (۱) بشارت فتح مکہ (۲) مغفرت ذنب۔  
سعیدی کہتا ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کو آپ کے گناہوں کی بخشش کی مبارک دی۔ محرر  
سطور کا دعویٰ ہے کہ صحابہ نے آپ ﷺ کو فتح مکہ کی مبارک دی۔ اب آپ اس آیت  
کے دو جملوں پر غور کریں۔ (۱) یدخلون الکتاب والحقن صحابہ سخت اندوہ و غم میں مبتلا  
تھے۔ (۲) ھنیئاً مریئاً آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ! اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ  
کرام جس وجہ سے غم و اندوہ میں تھے، ان آیات کے نزول سے ان کا وہ اندوہ و غم دور  
ہو گیا اور انہوں نے آپ ﷺ کو مبارکباد دی۔

اب علماء بتائیں کہ صحابہ کرام مدینہ طیبہ سے حضور ﷺ کے گناہ بخشوانے کے لئے  
آئے تھے یا طواف کعبہ کے لئے آئے تھے؟ نیز ان کو اندوہ و غم مکہ معظمہ میں داخل نہ  
ہونے و کعبہ معظمہ کے طواف نہ کرنے کا تھا یا حضور ﷺ کے گناہ معاف نہ ہونے کا تھا۔  
اگر تو صحابہ کرام کو اندوہ طواف کعبہ نہ کر سکنے کا تھا تو مبارک بھی فتح مکہ کی دینی،  
حضور ﷺ کے ذنب کی معافی کا ان کے نزدیک تصور بھی نہ تھا تو فیصلہ میرے حق میں  
ہو گیا اور سعیدی نے جھوٹ بولا ہے اور اگر صحابہ حضور کے گناہ کی بخشش نہ ہونے کی وجہ  
سے اندوہ میں تھے تو پھر سعیدی سچا ہے کہ حضور ﷺ کی بخشش کا سن کر انہوں نے اپنی  
بخشش کا سوال کیا۔ پھر یہ روایت دوسرے طریقے سے بھی ناقابل حجت ہے۔ کیونکہ ان

کثیر کی نقل کے مطابق یہ روایت معمر عن قتادہ عن انس ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۳) اور معمر کو حدیث میں وہم ہوتا ہے کثیر الا وہام (تہذیب التہذیب حوالہ مذکورہ) اور قتادہ بھی ضعیف راوی ہے وکان قتادہ معروفًا بالتدلیس (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۱ ص ۱۱۶) وقال جریر عن مغیرۃ عن الشعبي قتادہ حاطب اللیل (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳) قتادہ رات کے وقت لکڑیاں چٹنے والے کی طرح ہے کہ جس طرح اسے خشک وتر کا پتہ نہیں چل سکتا، قتادہ کو بھی صحیح و ضعیف حدیث کا کوئی پتہ نہیں۔ لہذا یہ اس مسئلہ ذنب میں صحابہ کے حضور کے گناہ سمجھنے کے ثبوت میں بمقابلہ عصمت نبی قطعاً ناقابل قبول ہے، ضعیف بھی ہے اور خبر واحد بھی، لہذا مردود ہے۔

(۴) سیدی نے اور اس کی سنت سیّد کے اتباع میں فساد ہذہ الامت رکنی نے مسند کی اس روایت کے حوالہ میں بخاری و مسلم کا نام لے کر اس لئے صریح جھوٹ بولا ہے کہ باوجودیکہ بخاری و مسلم میں بھی بعض احادیث ضعیف بلکہ بعض تو موضوع بھی ہیں اور ان کے راوی بھی بعض مجروح بلکہ کذاب بھی ہیں مگر ان کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ لہذا مسند احمد وغیرہ کتب جن میں صحت احادیث کا التزام نہیں، کے ساتھ صحیحین کا نام بھی چپ دیا گیا کہ صحابہ کے لیغفرلک اللہ والی آیت کے بعد حضور ﷺ کو مبارک اور اپنے بارے ما یفعل نبا والے سوال میں بخاری و مسلم بھی شامل ہیں۔

حالانکہ بخاری نے آیت لیغفرلک اللہ والی آیت کے بعد حدیث سے تورات قدماء بیان کی ہے۔ صحابہ کی مبارک ہنیشا مریثا اور ما یفعل نبا کا کوئی ذکر ہی نہیں (دیکھو بخاری ج ۲ ص ۷۱۶) بلکہ بخاری میں نزول انا فتحنا لک فتحا مبینا کے متعلق انہیں قتادہ و انس سے روایت یوں ہے عن انس بن مالک انا فتحنا لک فتحا مبینا قال الحدیبیہ قال اصحابہ ہنیشا مریثا فمالنا فانزل اللہ لیدخل المؤمنین و المؤمنات جنات (بخاری ج ۲ ص ۶۰۰)۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کو فتح مکہ کی مبارک دی تھی اور اسی فتح مکہ کی مبارک کے ساتھ ہی اپنے لئے انعام کا سوال بھی کیا تھا۔ اس میں لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا ذکر ہی نہیں تاکہ ما یفعل بک سے حضور ﷺ کے گناہوں کی معافی سمجھنے کا صحابہ پر الزام لگایا جاسکے۔ بخاری کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ اور آیت لیدخل المؤمنین یہ دونوں آیتیں صحابہ کے سوال فما یفعل نبا کے بعد صحابہ کی مغفرت اور دخول جنت کی نوید کے لئے نازل ہوئی ہیں اور آیت لیغفرلک اللہ کے صحابہ کے سوال سے پہلے ہونے کا معرک

وہم ہے یا قتادہ کی تدلیس و اختلاط ہے۔ یہ تو بخاری کے حوالہ کا سعیدی دروغ تھا، اب مسلم کی روایت دیکھئے! عن قتادہ ان انس بن مالک حدثہم قال لما نزلت انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ الی قولہ فوزاً عظیماً (الحديث) مسلم ج ۲ ص ۱۰۶ یعنی آیت انا فتحنا سے فوزاً عظیماً تک نازل ہوئی۔ دیکھئے اس میں لیغفرلک اللہ بھی داخل ہے اور لیدخل المؤمنین والمؤمنات بھی داخل ہے مگر صحابہ کی مبارک اور اپنے لئے فما یفعل نبا کا ذکر نہیں جب کہ مسند احمد والی روایت میں یہی سوال جو باعث سب توہمات ہے مذکور ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت کی عبارت کا مفاد اور ہے اور مسند احمد والی روایت کی عبارت کا مفاد اور ہے لہذا اس حوالہ میں بھی سعیدی نے جھوٹ بدلا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ سب روایات انس بن مالک سے قتادہ نے بیان کی ہیں، جس کے متعلق حاطب اللیل و مدلس ہونے کا آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کی روایت کا یہ حال ہے کہ اسی آیت لیغفرلک اللہ کے متعلق بخاری کی روایت مذکورہ میں اپنے شاگرد شعبہ کو صحابہ کا حضور ﷺ کو ہنینا مریثا کہہ کر مبارک دینا اور پھر اپنے متعلق فما یفعل نبا کا سوال آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا کے متصل لکھواتا ہے اور مسند احمد و ترمذی والی روایت میں اپنے شاگرد معمر جو اسکے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ ضعیف راوی ہے کو لیغفرلک اللہ کے بعد لکھواتا ہے۔ مگر مسلم والی روایت میں اپنے شاگرد ابن ابی عروبہ کو آیت لیغفرلک اللہ تو لکھواتا ہے مگر صحابہ کی مبارک اور ان کا اپنے متعلق سوال ذکر ہی نہیں کرتا۔ غرضیکہ کسی کو کچھ لکھوا دیتا ہے، کسی کو کچھ لکھواتا ہے۔ ایسے راوی کی ایسی مختلف الفاظ و باہم متضاد روایات کی بنیاد پر حضور ﷺ کی عصمت کو قربان کر کے اپنے گناہوں کی خوش مان لینا، سعیدی و روکنی کی سراسر حماقت اور بارگاہ نبوت میں صریح گستاخی ہے۔

باقی رہی یہ بات جو بعض مفسرین بلکہ خود سعیدی نے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۵) اور فساد ہذہ الامت رکئی نے ”مغفرت ذنب“ ص ۳۰ پر بار بار ذکر کی ہے کہ یہ آیت ما ادری ما یفعل نبی ولا یکم کی ناخ ہے۔ حالانکہ جب آیت ما ادری مکیہ ہے تو آیت لیغفرلک اللہ بھی مکیہ ہونی چاہئے۔ مفسرین کی یہ بات قرین قیاس نہیں کہ ما ادری تو مکہ میں نازل ہو اور مشرکین خوش ہوں کہ محمد ﷺ اور ہمارا حال یکساں ہے کہ آخرت کے حال کا نہ ہمیں پتہ ہے اور نہ آپ ﷺ کو ہے۔ اور حضور ﷺ کے مکہ سے ہجرت فرمانے کے ۶ سال بعد آپ کو بتایا جائے کہ آپ کے گناہ ہم نے چس دیئے ہیں۔ بلکہ اس آیت کو ناخ قرار دینے کی صورت میں آیت لیغفرلک اللہ کا اس سورۃ فتح میں نازل ہونا بے محل

(۲۸۲)

۷۸

ثابت ہوگا۔ لہذا یہ قول درست نہیں۔ یہ آیت صرف خاص تابعداران نبی ﷺ حضرات صحابہ کی مغفرت کے لئے نازل ہوئی ہے اور بس۔ حدیث مذکور پر ہماری اس گفتگو سے مولوی سعیدی درکنی کے سارے دروغ کی عمارت و حزام سے گر کر زمیں پر پڑ جائے گی۔

البتہ اس شیطانی دیوار کا ایک کونہ ابھی باقی ہے وہ یہ کہ اگر لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے آپ کے صحابہ کی بخشش ہو گئی ہو تو پھر یہ لیدخل المؤمنین کی آیت سے تکرار لازم آئے گا (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۱ و مغفرت ذنب ص ۳۳) تو اس کا چند یہ ہے کہ گناہ کی بخشش کے بعد دخول جنت کا دوبارہ ذکر خود قرآن مجید میں بار بار موجود ہے۔

دیکھئے: عسی ربکم ان یکفر عنکم سیأتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهار (پارہ ۲۸ سورۃ مریم) وغیرہ متعدد آیات ہیں۔ تکفیر سیأت سے مراد مغفرت ہے اور دوبارہ ذکر دخول جنت مذکور ہے اور ابھی بھی میسر درست نہ ہوا ہو تو صراحۃً لفظ یغفر کے بعد کمرآ ویدخلکم پڑھ لیجئے۔ یغفر لکم دنوئکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهار (پارہ ۲۸ سورۃ صف) اور اب یا تو چھوٹی میں پانی ڈال کر ناک ڈبو کر عداوت رسول میں مرجائیے اور یا پھر خود خدا تعالیٰ پر ۳۰۲ کی ایف آئی کر درج کرا لیجئے۔

بہر حال اس آیت میں حضور ﷺ کے گناہ اور ان کی معافی کا عقلاً و نقلاً و شرعاً قطعاً ذکر نہیں بلکہ یہاں ذنب بہ متقی اسم فاعل ذائب یعنی آپ ﷺ کی مکمل تابع داری کرنے والے صحابہ کی معافی ہوئی ہے اور آپ کے سبب سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔

(۵) تقدم و تاخر حالت عارضہ اور مقولہ ظرف سے ہے اس کے لئے حد فاصل کا تقرر ضروری ہے اور یہاں حد فاصل وقت بھارت فتح ہے، جس کا تعلق واقعہ حدیبیہ سے ہے۔ محرر سطور حلقاً کہتا ہے کہ اس واقعہ حدیبیہ میں بھارت فتح سے پہلے یا بعد حضور ﷺ سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوا نہ ترک افضل اور نہ ہی خلاف اولیٰ۔ اگر سعیدی و رکنی حضور ﷺ کا ایک گناہ یا ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ یعنی ظاہر شریعت کی رو سے نہ بہتر کام ثابت کر دیں تو محرر سطور اپنی جان کا جرمانہ دینے کا اعلان کرتا ہے ورنہ یہ دونوں شقی توبہ کر لیں۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام سے فروگزاشتیں ہوئیں۔ مثلاً آپ ﷺ کا فرمان کہ اٹھو خلق کرو اور اپنے ہدایا (قربانیاں) ذبح کرو! صحابہ کا نہ اٹھنا اور حضرت عمر کا غصے میں آنا اور نکادوا ان یھلکوا یعنی سب صحابہ

Call: +923067919528

Whatsapp: +923139319528

Islami Books Quran & Madni Ittar House Faisalabad

ہلاک ہونے کے قریب ہو گئے تھے (تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۷ تا ۲۰۰) تو آیت لیغفر لک اللہ میں مذکور ”ما تقدم من ذنبک“ سے انہیں فرو گزاشتوں کی معافی مراد ہے اور پھر حدیبیہ کے بعد غزوہ حنین میں تقسیم مال کے موقع پر انصار مدینہ کا یہ کہنا کہ ”سب مال غنیمت اہل مکہ کو مل رہا ہے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا جا رہا“ وغیرہ کی ”ماتأخر“ سے معافی کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔

غرضیکہ ماتقدم و ماتأخر سے صحابہ کی غلطیاں معاف ہوئی ہیں۔ حضور ﷺ ہمیشہ ہی معصوم ہیں، پوری حیات طیبہ جمع واقعہ حدیبیہ طیب و معصوم ہے۔ لہذا کسی بھی ایسی روایت سے آپ کے گناہ کی بخشش ثابت نہیں ہو سکتی اور اب سعیدی کی نقل کردہ اگلی روایت کا جائزہ لیتے ہیں۔

سعیدی در کئی کی دلیل حدیث دوم | عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بسبب لم یعظمہن احد قبلی۔ غفر لی ماتقدم من ذنبی وما تأخر (الحدیث) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے انبیاء پر ۶ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔

- (۱) میرے تمام اگلے پچھلے ذنوب (بظاہر خلاف اولیٰ کامنوں) کی مغفرت کر دی گئی ہے۔
- (۲) میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔
- (۳) میری امت کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔
- (۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور مطہر بنا دیا گیا ہے۔
- (۵) مجھے کوثر دیا گیا ہے اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے۔

(۶) اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہارا نبی قیامت کے دن لواء الحمد کا مالک ہوگا، آدم و من سواہ اس کے نیچے ہوں گے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۳ و رسالہ مغفرت ذنب ص ۲۴) مسند بزار کی اس روایت سے یہ ”لالاں دی جوڑی“ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں حضور ﷺ نے خود غفر لی اور ذنبی فرما کر بخشش اور ذنب کی اپنی طرف نسبت فرمائی ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ذنب فرمایا ہے جو کہ صیغہ واحد ہے مگر آپ کو گناہوں سے ملوث کرنے کے یہ شقی ترجمہ میں ذنوب یعنی بہت سے گناہ کہہ رہے ہیں اور ذنب کا معنی کتب لغت میں یا معصیت، گناہ ہے یا تابعداری کرنا ہے۔ تابعداروں کا معنی انہیں زہر ہلا لیں نظر آتا ہے اور ”گناہ“ معنی کرنے سے چندہ بند ہونے کا خطرہ ہے، اپنی طرف سے قیاسی معنی ”بظاہر خلاف اولیٰ“ گھڑ کر دل کی آگ بجھاتے ہیں حالانکہ سعیدی نے خود کہا تھا کہ لغت میں قیاس نہیں ہوتا (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) مگر

اس روایت سے بھی ان کا حضور ﷺ کے گناہ ثابت کرنا چند وجوہ باطل و مردود ہے۔  
(۱) اس لئے کہ یہ کتاب مسند بزار جس کا حوالہ دیا گیا ہے یہ ساری کتاب ہی معطل ہے۔  
امام ذہبی کہتے ہیں ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البصری صاحب  
المسند المعلن (الی قولہ) ذکرہ الدار قطنی فانثی علیہ وقال ثقہ یخطی و  
یتکل علی حفظہ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۴) معطل اس متن یا اسناد کو کہتے ہیں جس  
میں اسباب قاذوہ فی الصحت ہوں۔ (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۵) جس سے معلوم ہوا کہ اس کا یہ  
سارا مسند ہی مقدوح ہے حضور ﷺ کی عصمت اجماعیہ کے خلاف خصوصیت ”مغفرت  
ذنب“ دوسرے کسی ثقہ محدث نے ذکر نہیں کی۔ امام بخاری نے ۵ خصوصیات ذکر  
کی ہیں:

(۱) رعب۔

(۲) روئے زمین کا مسجد و پاک ہونا۔

(۳) عقیقہ حلال ہونا۔

(۴) شفاعت عامہ۔

(۵) بعثت برائے تمام خلق (بخاری ج ۱ ص ۶۸ کتاب التسمیٰ حدیث ۲) امام مسلم نے ۹  
خصوصیات بیان کی ہیں، ان میں بھی یہ خصوصیت و غفر لی ماتقدم من ذنبی و ما  
تأخر مذکور نہیں تو بزار کی روایت ثقہ محدثین کی روایات کے خلاف ہے۔

ثقہ محدثین کی روایات کے خلاف روایت حدیث معطل و شاذ ہوتی ہے جو خصوصاً  
حضور ﷺ کی عصمت کے خلاف آپ کے لئے ذنب، گناہ اور پھر اس کی معافی کے اثبات  
کے لئے قطعاً مردود ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس روایت پر قائم صاحب مواہب اللدنیہ کا  
عنوان و منها انہ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ الخ۔ خود خود ختم ہو گیا۔

(۲) پیشی کا اس کی سند کو جید کہنا بھی کچھ مفید نہیں جب کہ یہ بزار خود احادیث کے  
بارے میں خطا کار ہے جیسا کہ آپ ”تذکرۃ الحفاظ“ سے بیخطی خطا کرتا ہے پڑھ آئے ہیں۔  
پیشی تو کیا ہے امام ترمذی کے متعلق بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اس نے عبدالرزاق کذاب  
اور معمر کثیر الاوہام و قنادہ مدلس و حاطب البلیل کی روایت کو حسن صحیح لکھ دیا جو کہ ان  
راویوں کی وجہ سے حسن صحیح تو کیا ضعیف سے بھی اضعف ہے۔

(۳) یہ روایت ثقات کی روایات کے خلاف معطل و شاذ و نا قابل اعتبار ہونے کے ساتھ  
ساتھ اس میں سب سے بڑی علت قاذوہ یہ ہے کہ اگر اس کا یہ جملہ غفر لی صحیح مان لیا  
جائے تو لازم آتا ہے کہ چونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور گناہ گار نبی نہیں ہو سکتا تو



معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور سید المصومین علیہ السلام نے جو ہمیشہ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ واللہ انی لاتقاکم یعنی میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، گناہوں سے چھنے والا ہوں، نے اپنے گناہ گار ہونے کا اقرار فرما کر اپنی نبوت کا انکار کر لیا اور اپنی گناہوں کی تو معافی مگر دوسرے نبیوں کی معافی ابھی تک نہ ہونے کی وجہ سے سب نبیوں کی نبوت کا انکار اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اور باقی نبیوں کو قبور میں ایذا رسانی کی۔ اس لئے یقیناً یہ غفر لی والا اضافہ بزار کے کسی راوی اور بزار کی خطا ہے اور اس کا حوالہ سعیدی و رکنی کی جمالت و شقوت ہے۔

(۳) ”شرح عقائد“ میں فیصلہ کیا جا چکا ہے جیسا کہ ہم اس کی عبارت لکھ آئے ہیں کہ کوئی بھی خواہ صحیح ہی کیوں نہ ہو حدیث خبر واحد جو نبیوں کی عصمت قطعاً سے متصادم ہو مردود ہوتی ہے۔ گناہ عصمت کے خلاف ہے اور اس خلاف اولیٰ بھی ممنوع شرعی و باعث غضب الہی ہے۔ دلائل گزر چکے ہیں اور بظاہر خلاف اولیٰ بھی نالائق مقام نبوت ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔ اس لئے سعیدی و رکنی اپنی اخروی ہلاکت سے باز آجائیں۔

اس کے بعد سعیدی نے ص ۳۳۳ پر اور رکنی نے ص ۲۵ پر اسی مضمون کی ایک روایت مذہبی سے بایں الفاظ درج کی ہے۔ عن عکرمۃ قال سمعت ابن عباس یقول ان اللہ الخ۔ یہ روایت سراسر غلط ہے کیونکہ عکرمہ نے ابن عباس سے کوئی روایت سنی ہی نہیں۔ لم یسمع من ابن عباس (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۹) امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے (حوالہ مذکورہ) تو جب عکرمہ کا ابن عباس سے سنا ہی ثابت نہیں تو اس کا سماعت میں نے سنا ہے کہنا غلط ہوا، اس نے درمیان میں کوئی راوی چھوڑا ہے وہ راوی اگر مجہول ہے تب بھی یہ روایت نہ مقبول ہے اور اگر قتادہ ہے تو بوجہ قتادہ کے عراقی ہونے کے یہ روایت سرے سے ہی مردود ہے، اس کی توفیح ہم پہلے کر آئے ہیں۔ لہذا سعیدی کا سارا پروگرام مٹی میں مل گیا۔

اقوال صحابہ | احادیث سے سعیدی و رکنی کے استدلال کا ”ترہ“ اور اس کا حشر تو آپ دیکھ چکے، اب صحابہ کے اجتہاداً غلط اقوال سے بھی ان کی غلط کارروائی کا نتیجہ بھی دیکھ لیجئے۔

سعیدی و رکنی کی دلیل نمبر ۳۔ حدیث ثلث رہط | عن انس بن مالک یقول جاء ثلاثة رهط الى بيوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے گھر تین صحابی آئے اور انہوں نے ازواج مطہرات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ جب ان کو بتایا گیا تو کانہم تقالوہا یعنی ان صحابیوں نے اپنے غلط خیال کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم خیال کیا اور کہا۔ کہاں ہم اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ قد غفر له ما تقدم من ذنبه

وما تأخر آپ کے تو اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ تو ایک نے کہا اما انا فاصلى الليل ابدا میں تو ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا انا اصوم النهار ابدا ولا افطر میں تمام عمر روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا میں ہمیشہ عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا تو حضور ﷺ تشریف لائے۔ پس فرمایا۔ تم لوگوں نے ایسا ایسا کیا۔ اما۔ خبردار! واللہ انا اخشاكم لله واتقاكم له مجھے اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ گناہ سے چنے والا ہوں لیکن میں کبھی روزے رکھتا ہوں کبھی چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور رات کو آرام بھی کرتا ہوں اور شادیاں بھی کرتا ہوں۔ تو جو شخص میرے طریقہ (سنت) سے اعراض کرے گا وہ میری جماعت سے نہیں ہے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۶ حوالہ بخاری ج ۲ ص ۷۵۷ و مشکوٰۃ ص ۲۷ و مصنف عبدالرزاق)۔

اس روایت سے سعیدی یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ چونکہ ان تین صحابیوں نے ذنب کی مغفرت کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں آپ کے ہی گناہوں کی بخشش ہوئی ہے لہذا امام اہل سنت کا ”آپ کے اگلوں پچھلوں“ کی بخشش والا ترجمہ درست نہیں۔ مگر اس روایت سے اس کے استدلال کا اثبات نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی تائید ہو رہی ہے اور سعیدی کی دلیل کا رد ہو رہا ہے اور وہ اس طرح کہ ان صحابوں نے ۵ باتیں کہی ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کا عبادت تھوڑی کرنا۔

(۲) آپ کے گناہوں کی بخشش ہونا۔

(۳) صحابہ کا ساری رات عبادت کرنا اور آرام نہ کرنا۔

(۴) ہمیشہ صوم الدہر رکھنا۔

(۵) شادی نہ کرنا۔

ان کی ان پانچوں باتوں پر ناراض ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اما۔ خبردار اللہ کی قسم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ متقی گناہ سے چنے والا پرہیزگار ہوں۔

سب لوگ اہل علم شریعت کا یہ اصول جانتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کا ہر قول و فعل اس وقت حجت بنتا ہے جبکہ نبی ﷺ یا تو اس کی تکریر و تصدیق فرمادیں یا اس پر

خاموش رہیں۔ اگر نبی ﷺ اس کو رد فرما دیں تو وہ رد ہو جاتا ہے، حجت ہمیں بن سکتا ہے۔ اب محرر سطور ناظرین سے طالب انصاف ہے کہ وہ بتائیں کہ حضور ﷺ نے ان صحابیوں کی مذکورہ پانچوں باتیں سن کر یہ فرما کر کہ خبردار مجھے اللہ کی قسم! میں تم سب سے پرہیز گار ہوں میں ساری رات عبادت نہیں کرتا، آرام بھی کرتا ہوں الخ۔ ان صحابہ کے حضور ﷺ کی عبادت کو تھوڑا سمجھنا آپ کے ہی گناہ غلطی جانے۔ ساری رات نماز میں کھڑے رہنے اور آرام نہ کرنے۔ صوم الدہر رکھنے اور شادی نہ کرنے کی تائید فرمائی یا تردید؟

کوئی با حیا مسلمان تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ ﷺ نے ان صحابہ کی باتوں پر خوش ہو کر ان کی ان باتوں کی تائید فرمائی ہے اور اگر آپ نے ان صحابہ کے ان خیالات کی تائید نہیں بلکہ تردید فرمائی ہے تو پھر سعیدی سے جواب طلب کر لیں کہ پہلی بات اور تیسری و چوتھی و پانچویں بات کی تو تردید ہوگی درمیان میں صحابہ کے قول غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر کی تصدیق کیسے ہو گئی بلکہ آپ ﷺ کے فرمان اتقی یعنی سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں سے تو زیادہ تردید اسی غفر لہ الخ کی ہو رہی ہے۔ کیونکہ اتقی وہ نہیں ہوتا جو گناہ کر کے معاف کراتا پھرے، اتقی کا مطلب ہی یہ ہے کہ میں نے تو کبھی گناہ کیا ہی نہیں اس کی غفشت و معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ بعض صحابہ کے آپ کے لئے یہ جملہ کہنے پر آپ کا ان پر غضبناک ہونا تو صریح طور پر بھی احادیث میں موجود ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے لہذا امام اہل سنت کا ترجمہ صحیح اور سعیدی کی یہ دیدہ دانستہ فرار بازی داخل فی النار ہے۔

نوٹ: حضور ﷺ سے معاملات میں صحابہ کرام سے نادانستہ طور پر کئی غلطیاں ہوئیں۔ راجپالی مولوی و مفتی اس سے استدلال پکڑ کر حضور ﷺ کو گناہ گار نہ بتائیں۔

ایک اور دھوکہ سعیدی نے اسی روایت مذکورہ کے ساتھ ہی جس سے اس کے استدلال کا جنازہ نکلا ہوا آپ نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ لیا، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت سے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے جو کہ اسی مذکورہ روایت کے ترجمہ میں ”اشعة المعات“ سے نقل کی گئی ہے جس میں شیخ نے ان صحابہ کے قول غفر لہ الخ۔ کے ترجمہ ”و حال آنکہ بہ تحقیق امر زیدہ است از گناہاں او“ کے بعد یہ لکھ کر ”و ندانستہ آل عزیزاں و نیک ننگر محمد کہ اندک عبادت الخ۔“ صحابہ کے ان سارے اقوال کی جلی دغیم انت السعیدی تردید کردی ہے مگر سعیدی کا مقصد اس طویل عبارت کے آخر میں شیخ کے اس کلام سے دھوکہ دینا ہے۔ ”و در توجیہ غفران ذنوب آل حضرت ﷺ کہ قرآن مجید ہذاں ناطق است اقوال است۔ بہترین اقوال

آلت کہ این کلمہ تشریف است مرآں حضرت را از جانب مولیٰ تعالیٰ ہے آلتہ ذنب وجود داشتہ باشد الخ۔ مگر اس سے بھی سعیدی کا یہ استدلال کہ شیخ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گناہوں کی مغفرت مان لی ہے قطعاً باطل ہے۔ اس لئے کہ شیخ یہاں ذنب کا معنی گناہ کر کے حضور ﷺ کے گناہوں کی مغفرت کے قائلین کے اقوال میں سے بہترین قول بتا رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں شیخ کا اپنا فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے ”مارا نباید کہ دران دخل کھم و اشتراک جو نیم وانباط نما نیم بلکہ در حد اوب و سکوت و تحاشی توقف نما نیم خواجہ راے رسد کہ باندہ خود ہرچہ خواہ بخوید و بخورد و استیلا و استعلا نماید و بندہ نیز با خواجہ بندگی و فروتنی کند و دیگرے راچہ محال و یارائی آلتہ دریں مقام درآید و دخل کند و از حد اوب بیرون رود و ایں مقام پائے لغزش بسید از ضعیف و جلاء و تعزیر ایشاں است و من اللہ العصمت و العوان (مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۳ طبع نول کشور لکھنؤ) پھر اسی آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخرو دیگر چھٹیں آیات تشبیہات کے ذکر میں لکھتے ہیں ”و عجب از نادان کہ ایں آیت را بظاہر حمل کرده تو ہم نسبت نقص و صدور ذنوب بعلو جناب وے نمایند (مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۷) شیخ کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ وہ اس آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں نہ تو ذنب کا معنی گناہ کرتے ہیں نہ ہی خلاف لوٹی جیسا کہ رکنی و سعیدی نے کیا ہے۔ بلکہ آپ اوب و خاموشی کی ہدایت کر رہے ہیں اور سعیدی و رکنی جیسے بے باک گستاخوں کو جاہل و ضعیف العلم قرار دے کر ایسے اشتیاق کو تعزیر و سزا کا مستوجب قرار دے رہے ہیں۔ لہذا سعیدی کے اس مدایبہ کرب کا پول بھی ظاہر ہو گیا۔

اب ہم سعیدی و رکنی کی چھٹیں ۳ اور روایات و اقوال صحابہ سے ان کے استدلال کا حال آپ کو دکھاتے ہیں مگر پہلے ذہن نشین کر لیجئے کہ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخرو حدیبیہ کے موقع پر ۱۳۰۰ صحابی کے سامنے نازل ہوئی اور اس کے بعد ہزارہا صحابہ نے پڑھی اور سنی مگر سوائے ۵ صحابیوں کے جمہور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس میں حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ ذکر نہیں کیا صرف ۶ صحابہ نے اجتہادی فطری سے اس سے آپ ﷺ کے گناہوں کی معافی سمجھی اور انہوں نے اپنے اس غلط مفہوم کو کبھی غفرلہ سے کبھی غفرلک اللہ سے کبھی باہمی اور کبھی حضور ﷺ کے سامنے بھی ذکر کیا مگر آپ نے ناراض ہو کر ام المؤمنین صدیقہ کو بوجہ محبوبہ ہونے کے نرم جواب افلا آکون عبداً شکورا دیا مگر صدیقہ کے سوا سب کا سخت طور

پر رد فرمادیا۔ اللہ کی قسم اٹھائی اور فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں یعنی تمہارا یہ عندیہ غلط ہے کہ میں نے گناہ کئے تھے جو معاف ہوئے۔ میں تو اخشی و اتقی ہوں۔ گناہ بے خوف و بے تقویٰ سے سرزد ہوتے ہیں، اخشی و اتقی سے سرزد نہیں ہو سکتے۔ ۳ صحابوں کا قصہ اور حضور ﷺ کی زبان اقدس سے اس کا رد آپ پڑھ چکے اب باقی ۲ کے بارے روایات پڑھ لیجئے۔

سعیدی کی دلیل نمبر ۴۔ حدیث عائشہ و مغیرہ بن شعبہ | امام بخاری روایت کرتے ہیں عن عائشہ ان النبی ﷺ کان يقوم من اللیل ارج۔ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ رات کو کھڑا قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک پھٹ گئے تھے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا افلا آکون عبدا شکورا یعنی کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ رہوں (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۸ و رسالہ مغفرت ذنب بہ روایت مغیرہ بن شعبہ ص ۲۲ مغیرہ نے قبیلہ سے ام المؤمنین کے قول کا ہی بیان کیا ہے واقعہ ایک ہی ہے) سعیدی و رکنی کہتے ہیں کہ چونکہ ام المؤمنین نے آیت لیغفر لک اللہ سے حضور ﷺ کے گناہ کی بخشش سمجھ کر اپنے قول غفر اللہ لک میں گناہ کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی ہے اور حضور ﷺ نے بھی افلا آکون عبدا شکورا سے گناہ کی بخشش کا اقرار کیا ہے۔ لہذا آپ کے ہی گناہ بخش گئے ہیں آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہین کے نہیں۔ مگر سعیدی و رکنی کا یہ استدلال بھی چند وجوہ باطل ہے۔

(۱) ام المؤمنین نے حضور ﷺ کے لئے یہ جملہ قد غفر لک اللہ ارج۔ آیت لیغفر لک اللہ کے نزول کے بعد ہی کہا ہے۔ امام ابن حجر کہتے ہیں کہ ام المؤمنین کا یہ قول قد غفر اللہ لک مستعربان ذلک بعد الحدیثیہ (الیٰ قولہ) و اشعار الیٰ آية الفتح (فتح الباری ج ۴ ص ۱۴) اور ام المؤمنین نے کثرت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں ذنب کو بہ معنی گناہ لینے میں اس لفظ ذنب کے عام اور غیر معصوم لوگوں کے لئے بہ معنی گناہ ہونے پر قیاس کیا ہے اور قیاس کے لئے شرط ہے کہ وہ اصول شرع علیہ کتاب و سنت و اجماع سے مستطو ہو ان کے مخالف نہ ہو۔ حالانکہ ام المؤمنین اور جس صحابی نے بھی حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کیا ہے وہ اجماع امت بر عصمت نبی ﷺ کے خلاف ہے۔ آپ مجتہدہ تھیں، ہر مجتہد سے غلطی ہو سکتی ہے جیسے کہ خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ جمل میں آپ سے اجتہادی غلطی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے لہذا ام المؤمنین کے اس قیاسی قول سے سعیدی کا

استدلال مردود ہے۔

(۲) حضور ﷺ کے ام المؤمنین صدیقہ کو جواب افلا اکون عبدا شکورا سے سعیدی کا یہ سمجھنا کہ آپ ﷺ نے اپنے گناہ کی بخشش کا اقرار فرما لیا غلط ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد سے آپ کا مقصد ام المؤمنین کے ذہن میں راسخ اس خیال کا رد کرنا تھا کہ عبادت صرف گناہوں کی بخشش کے لئے کی جاتی ہے، گناہ نہ ہوں یا معاف ہو چکے ہوں تو پھر اتنی لمبی عبادت کی ضرورت نہیں۔ یہ افلا قرآن مجید میں متعدد بار مخاطب کے کسی نہ کسی قول یا فعل کے رد کے لئے آیا ہے، تصدیق کے لئے نہیں۔ آپ محبوبہ حبیب خدا تھیں اس لئے آپ ان سے درگزر فرماتے تھے۔ قصہ اٹک میں جب ام المؤمنین کے حق میں سورۃ نور نازل ہوئی تو حضور ﷺ آپ کو مہلک دینے حضرت صدیق اکبرؓ کے مگر تشریف لے گئے۔ ام المؤمنین والدہ کے مگر بیٹھی تھیں۔ آپ کی والدہ نے ان سے کہا کہ قومی الیہ کھڑی ہو کر حضور ﷺ کی تعظیم کر، تو ام المؤمنین نے کہا کہ واللہ لا اقوم الیہ مجھے اللہ کی قسم میں آپ کے لئے کھڑی نہیں ہوئی (حدیث ج ۲ ص ۶۹۸) یہ آپ کی محبوبیت کا ہی مقام تھا کہ تعظیم نبی کا انکار انہیں معاف فرما دیا گیا ورنہ اگر کوئی اور ایسی بات کہتا تو اس کی گردن مار دی جاتی۔ اس لئے حضرت صدیقہ کا حضور ﷺ کو غفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخیر کہہ دینا اور آپ کا انہیں کوئی سخت جواب نہ دینا مقام محبوبیت کے لئے رعایت تھی ورنہ دوسرے پانچ قائلین قد غفرلہ من ذنبہ وما تاخیر صحابہ پر آپ غضبناک بھی ہوئے اور قسم اٹھا کر اپنے اتنی ہونے اور ان کے آپ کے متعلق گناہ اور پھر بخشش کے خیال کا پر زور رد بھی فرمایا۔ اس لئے سعیدی و رکنی کا اس روایت سے یہ استدلال باطل و مردود ہے۔

(۲) یہ روایت گو حدیث و مسلم میں ہے مگر ضعیف ہے۔ اس لئے کہ ان تمام روایات میں رلوی مجروح، مجہول اور کچھ غیر معتبر ہیں۔ حدیث ج ۲ ص ۷۱۶ پر حضرت عائشہ والی روایت میں ایک رلوی عبداللہ بن یحییٰ ہے۔ ناقد الرجال امام ذہبی کہتے ہیں مجہول (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۳۴) یہ عبداللہ بن یحییٰ مجہول رلوی ہے اور مجہول کی روایت مردود ہوتی ہے۔ لہذا حضرت عائشہ والی روایت سرے سے ہی نا مقبول ہے اور ناقابل حجت روایت حدیث پر مردود ہے نیز اس عبداللہ کے متعلق یہ بھی ہے قال ابو زرعة وابو حاتم لا بأس بہ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۷۷) اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لا بأس بہ سے چو (مشکوٰۃ ص ۲۴۲) اور لا بأس بہ زیادہ تر ترک لوٹی کے مفہوم میں ہی استعمال ہوتا ہے (رد المحتار) یہی ام المؤمنین کی روایت مسلم ج ۲ ص ۷۷۷ پر بھی ہے۔

اس میں ایک راوی ابن قسیط ہے اس کا نام یزید بن علاقہ ہے۔ امام حبان کہتے ہیں یحطی۔ روایت میں غلطیاں کرتا ہے۔ امام مالک کہتے ہیں لیس ہناک حدیث کے لائق نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں لیس بالقوی (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۴۳) نیز اسی سند میں ایک راوی ابن وہب ہے وہ مجہول ہے (تقریب التہذیب ص ۶۳۲) یہی ام المؤمنین والی روایت بلطف قلیل مغیوہ بن شعبہ سے بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ و ج ۲ ص ۷۱۶ پر درج ہے۔ اس میں ایک راوی زیاد ہے جو بد مذہب و دشمن اہل بیت ہے۔ اور مغیرہ سے یہی روایت مسلم ج ۲ ص ۷۷۳ میں بھی درج ہے۔ اس میں بھی یہی زیاد بن علاقہ ہے قال الازدی سیئ المذہب کان متحرفا عن اهل بیت النبی ﷺ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۸۱) یہ زیاد بد مذہب ہے۔ اہل بیت رسول ﷺ کا دشمن ہے لہذا عصمت نبی کے اجماعی مسئلہ کے مقابل ام المؤمنین کی اجتہادی خطا پر مبنی ان کے ایسے روایات و درایات ضعیف قول سے استدلال قطعاً غلط ہے۔

امام بخاری و امام مسلم کی فطمی | پارلیمانی قانون کے مطابق بھی کسی بھی ممبر کے غلط الفاظ کا ردروائی سے حذف کر دیے جاتے ہیں۔ راجہائی و رشدی دشمنوں کو معصوم نبی پر گناہ کے الزامات کا موقع دینے کی بجائے صحابہ کی ایسی غلط باتیں کتابوں میں درج کرنے کی بجائے حذف کر دینی چاہئیں۔

حضور ﷺ کے جملہ افلا اکون عبداً شکوراً سے آپ کی مغفرت گناہ پر سعیدی و رکنی کا قلم استدلال

افلا کلمہ تو بخ و تقریب ہے (روح المعانی ج ۱ ص ۲۴۸) یعنی آپ نے آپ کے گناہ کی حشش کہنے پر صدیقہ کو جھڑکا اور ڈانٹا۔ سعیدی و رکنی کہتے ہیں کہ حضرت صدیقہ کے وقد غفر اللہ لک کے جواب میں حضور ﷺ نے چونکہ یہ نہیں فرمایا کہ اس سے میرے گناہوں کی مغفرت نہیں ہوئی بلکہ تمہارے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے بلکہ آپ نے فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے ذنب اور اپنی مغفرت ذنب پر شکر کا اقرار فرمایا۔ سعیدی و رکنی کا یہ نتیجہ نکالنا بہ چودہ سراسر جہالت ہے۔ (۱) مغفرت ذنب اور عبادت شکر میں نسبت مطابقت نہیں بلکہ عام و خاص من وجہ ہے آپ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اللہ کا شکر کر رہا ہوں۔ یہ کہاں فرمایا ہے کہ گناہوں کی معافی کا شکر کر رہا ہوں؟ اپنی طرف سے یہ شوشہ لگانا سخت خطرناک ہے۔ من کذب علی متعمداً کی فقد کفر مزا ہے۔ کیونکہ سورۃ مزمل جس میں قدم اللیل کا ارشاد ہے۔



کہ مغفہ میں نازل ہونے سے پہلے بھی آپ کا یہ طویل قیام اللیل و عبادت و شکر معمول تھا مگر آیت مغفرت ذنب لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر جس کے حوالہ سے حضرت صدیقہ نے اجتہادی فلفلی سے آپ ﷺ کے ذنب گناہ کی مغفرت سمجھ کر آپ کو قد غفرلک اللہ الخ کہا، ہجرت کے ۶ سال بعد حدیبیہ میں نازل ہوئی۔ اور جب ارشاد الہی قم اللیل کے وقت اس آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم (لآیہ) اور مغفرت ذنب کا نزول ہی نہ تھا اور آپ اس قدر عبادت فرمایا کرتے تھے تو آپ کے عبد شکور ہونے کو مغفرت لازم نہ رہی۔ لہذا سعیدی و رکنی و بیہوں ایساں ابلہ علامش نور عش توکل مصنف "سیرت رسول عربی" وغیرہ کا یہ ہدیان کہ آپ کا یہ شکر مغفرت ذنب کے لئے تھا، قطعاً باطل و مردود ہے، کیونکہ آپ بلا ریب معصوم عن المعصیہ (گناہ) ہیں، ایسا نتیجہ نکالنا سراسر باطل ہے۔

ہم بار بار بتا آئے ہیں کہ ان کا ذنب کو خلاف اولیٰ کہہ کر اس سے کام نکالنا بھی قطعاً بے سود ہے کہ خلاف اولیٰ بھی شرعاً ممنوع و مکروہ بلکہ باعث غضب الہی اور انبیائے کرام کے لئے خصوصاً مثل ترک واجب ہے، حوالہ جات گذر چکے ہیں۔ لہذا یہ سب تاویلات و نتائج مخترم سعیدی و رکنی باطل ہیں اور امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح ہے کہ گناہ حضور ﷺ کے نہیں بلکہ محابہ کرام کے معاف ہوئے ہیں، آپ ﷺ ہر طرح پاک ہیں۔

(۲) حضرت صدیقہ نے آپ ﷺ سے آپ کے ذنب کی مغفرت کے شکریہ کا طریقہ نہیں پوچھا تھا تا کہ افلا اکون عبداً شکورا سے آپ کا اقرار مغفرت ذنب اور اس کے شکر کا بیان طویل قیام برائے شکر قرار دے دیا جائے بلکہ حضرت صدیقہ نے لم تصنع هذا سے آپ کے طویل قیام کی لم (وجہ) دریافت کی تھی جس کو آپ ﷺ نے افلا اکون عبداً شکورا سے واضح فرمایا۔ درمیان میں وقد غفر اللہ لک الخ صدیقہ کا اپنا خیال تھا جسے آپ نے افلا اکون پر ہمزہ استفہام انکار لگا کر صدیقہ کے تصور ذنب گناہ کا رد و انکار فرما دیا۔ امام خفائی کہتے ہیں والاستفہام لانکار من ظن ان کثرة عبادتہ خوفا من الذنوب و طلباً لمغفرتھا (تیسرے الریاض ج ۴ ص ۲۱۸)

سعیدی حضرت صدیقہ کے الفاظ وقد غفرلک اللہ پر تو بھی کے چراغ جلا رہا ہے مگر عظمت رسول جو نہ گناہ کی عشش سے بچتی ہے، نہ خلاف اولیٰ سے، کو نظر انداز کر رہا ہے کیونکہ عشش گناہ، گناہ ہونے کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں۔

واضح رہے کہ حضور ﷺ کی کثرت عبادت کی یہ روایت عموماً اکثر مؤرخین و مصنفین کی

قلم زو چلی آڑی ہے مگر اس روایت کا متن اس کے راویوں کی دستبرد سے وضعی صورت اختیار کر چکا ہے۔ کوئی راوی کہتا ہے تو درست قدماء آپ کے پاؤں سوچ گئے تھے، کوئی کہتا ہے تفتقر قد ماہ آپ کے پاؤں پھٹ گئے تھے، بعض حضرت داتا صاحب کی ”کشف الجوب“ مترجم اردو میں تو معاذ اللہ یہ لکھا ہے کہ قدموں سے سفید پانی بھی بہتا تھا۔ کوئی راوی لکھواتا ہے افلا اکون عبدا شکورا، کوئی بیان کرتا ہے افلا احب ان اکون عبدا شکورا۔ لہذا اس روایت کے الفاظ یقینی نہیں رہے اور آثار الوضع علی بعض الفاظھا ظاہرہ کے علاوہ یہ روایت عقل و نقل کے بھی خلاف ہے۔

عقل کے اس لئے خلاف ہے کہ پاؤں کے اس قدر پھٹ جانے سے کہ ان سے پانی چل جائے، آدمی چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔ آپ کتنے دن مسجد تشریف نہیں لائے؟ پٹیاں کس نے باندھیں؟ یہ سب کسی راوی کا مبالغاتی کارنامہ ہے۔ اللہ اس لئے درست نہیں کہ اسی حدیث کی دوسری روایت جو گذر چکی ہے میں ہے کہ آپ ﷺ نے اتنے لمبے قیام کو رد فرما کر خود اصلی وارقد فرمایا ہے کہ میں رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں (حدیث ج ۲ ص ۷۵۷) ایسی صورت میں آپ کے پاؤں مہدک کی مذکورہ حالت در روایت عائنہ مبالغہ ہے اور کسی راوی نے ام المؤمنین پر یہ غلط الزام لگایا ہے۔

مزید مد آنکہ اس روایت کی متابع روایات کے راوی بھی ضعیف ہیں تو یہ روایت متواتر نہیں خبر واحد ہے اور ”شرح عقائد“ میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ کوئی حدیث یا روایت خبر واحد جو کہ نبی کے گناہ کی طرف مشیر ہو جیسے کہ یہ روایت گناہ اور پھر حبش کی طرف مشیر ہے، ایسی تمام روایات اخبار آحاد خواہ حدیث میں ہوں یا مسلم میں یا کسی بھی حدیث کی کتاب میں ہوں، صحیح ہوں یا ضعیف ہوں، ہر صورت مردود ہوتی ہیں۔ دیکھو بیان صحت انبیاء، شرح عقائد۔ لہذا سعیدی و رکنی کا اس سے استدلال مردود ہے۔

ام المؤمنین کی ذاتی اجتہادی آراء اور اقوال سے صحابہ و علماء کا اختلاف حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں، اور مجتہدہ تھیں بھی ہوتا ہے اور مصیب محمد حضرت صدیقہ کی کئی اجتہادی آراء و مسائل سے خود صحابہ کرام اور بعدہ علمائے امت نے اختلاف کیا ہے۔ معراج جسمانی ہوا، اس لئے حضرت صدیقہ کے قول ما فقد جسده یعنی آپ ﷺ کا جسد شریف آسمانوں پر نہیں گیا سے جو بعدہ علمائے امت نے اختلاف کیا اور معراج میں حضور ﷺ کا رب کو اپنے سر مہدک کی آنکھوں سے دیکھنے کے متعلق

حضرت صدیقہ کا انکار باوجود صدیقہ کے مرفوع حدیث سے اپنے دعویٰ ثابت کرنے کے خود صحابہ کرام اور علما و محدثین نے صدیقہ کے ان اقوال کی تاویلات کی ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت بوجہ جہالت راوی معتبر نہیں۔

اب حضور ﷺ کے لئے حش گناہ کے الفاظ پر حضور ﷺ کے ناراض ہونے پر خود صدیقہ کی دوسری روایت ملاحظہ ہو کہ بعض صحابہ نے حضور ﷺ سے کہا انا لسننا کھیثا تک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فی غضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا (حدیث ج ۱ ص ۷) یعنی بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ جیسے نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے تواقے پہلے گناہ حش دیئے ہیں، تو حضور غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ یشک میں تم سے زیادہ گناہوں سے چنے والا اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم نے مجھے گناہ حشا ہوا کیوں کہا؟ میں نے کبھی نہ گناہ کیا ہے اور نہ ہی اس کی حش ہوئی ہے، میں اتقی ہوں، گناہوں سے چا ہوا ہوں۔ تو حضرت صدیقہ کے اس علم کے باوجود کہ آپ ﷺ کی طرف گناہ کی نسبت سے آپ ناراض ہوتے ہیں، آپ کو گناہ حشا ہوا کیسے کہہ سکتی ہیں؟ لہذا وہ نورست قدماء والی روایت راوی مجہول مکی بن عبد اللہ کی وجہ سے غلط اور یہ روایت جس میں خود صدیقہ آپ ﷺ کے لئے گناہ کے لفظ پر آپ کی ناراضگی بتا رہی ہیں، والی روایت درست اور عصمت کے مطابق صحیح ہے۔ لہذا صدیقہ و غیرہ بن شعبہ کی یہ روایت صدیقہ کی ہی اس روایت کا رد ہوگئی اور مولوی سعیدی و رکنی کا اس استدلال باطل و مردود ہو گیا۔ ادھر تو یسود ہنود دشمنان اسلام حضور ﷺ پر گناہ و غلطیوں کے بیڑ توڑ چلے کر رہے ہیں، ادھر راجپال و رشدی کی معنوی لولاد یہ شقی علما و مفتی کتب حدیث میں بعض مجہول و کذاب راویوں کی غلط روایات سے حضور ﷺ کے لئے گناہ و خلاف لوئی کام ثابت کر رہے ہیں۔ لولہ تو محدثین کو ایسی مخالف عصمت رسول غلط حدیثیں درج ہی نہیں کرنی چاہئے تھیں اور اگر ان کی نا عاقبت اندیشی سے ایسا ہو ہی گیا تھا تو ان راجپالی نام نہاد محدثین و ڈاکٹروں کو انہیں اچھالنا نہیں چاہئے تھا۔ اعاذنا اللہ من شر العلماء المنافقین و المرتدین۔

**خبردار** | اہل ایمان المؤمنین و صحابہ کرام علیہم الرضوان اور غیر صحابہ و عام علمائے امت کے احکام میں فرق ہے، اہل ایمان المؤمنین و صحابہ کرام سے جو غلطیاں فہم قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں وہ حق اللہ اور حق رسول تھا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور رسول اکرم ﷺ نے بھی حیات طیبہ ظاہرہ میں معاف فرمادیا۔ لہذا اب انہیں کفر نہیں کہا جاسکتا مگر اب وحی بند اور تاجدار

سیادت انبیاء ﷺ قبر انور میں پردہ فرما ہیں۔ لہذا اب صرف حضرات صحابہ کے بارگاہ رسالت میں معاف شدہ الفاظ کا بوجہ مجبوری ترجمہ تو ہی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض بزرگان دین و علماء نے حدیث عائشہ قدومت قدماء درج کتب حدیث میں لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے، مگر ام المؤمنین و صحابہ کے ایسے قضا اور معاف شدہ اقوال سے اب یہ دلیل لینا کہ اب بھی آپ ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ بولا جا سکتا ہے جیسا کہ سعیدی و رکعی کر رہے ہیں، کفر و ارتداد ہے۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ ظاہرہ اور حیات طیبہ قبر انور میں فرق ہے، حیات ظاہرہ میں آپ ﷺ نے حق اللہ و حق نبی کے جرم کا قصاص لے کر جیسا کہ آخری علالت کے ایام میں امہات المؤمنین سے آپ ﷺ کو باوجود آپ کے منع فرمانے کے لدودا (دوا) دینے کے جرم کا انہیں دوائی دلا کر قصاص لے کر معاف فرما دیا اور اکثر صحابہ کو بلا سزا دیئے ہی درگزر فرما کر معاف فرما دیا مگر اب بوجہ پردہ پوشی قبر انور ایسا جرم کرنے والے کسی عالم کو معافی نہیں دی جاسکتی۔ خبردار! خبردار! ہماری صحت و تھیمیں میں یہ اصول ملحوظ رہے۔ سعیدی کی دلیل نمبر ۵۔ حدیث قبلۃ الصائم | امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے بتایا کہ آپ روزے میں اپنی ازواج کا بوسہ لیتے ہیں تو عمر بن ابی سلمیٰ نے کہا فقال یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فقال له رسول اللہ ﷺ اما واللہ انی لا تقاکم للہ و اخشاکم للہ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۷ و مغرت ذنب ص ۲۳ حوالہ مسلم ج ۱ ص ۳۵۳) مسلم کی یہ حدیث بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اسی مسئلہ اور اسی واقعہ کی یہ روایت مؤطا امام مالک میں امہات المؤمنین ام سلمہ کے حوالہ سے ماجاء فی الرخصة فی القبلة للمصائم میں بغیر ذکر عمر بن ابی سلمہ عن رجل قبل امراته کے الفاظ میں بڑے طویل واقعہ سے مفصلاً موجود ہے۔ اس میں اس جملہ قد غفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی بجائے لسننا مثل رسول اللہ ﷺ یحل اللہ لرسوله ما شاء فغضب رسول اللہ ﷺ وقال واللہ انی لا تقاکم للہ و اعلمکم بحدوده (مؤطا ص ۲۳۱ طبع کراچی) کے الفاظ ہیں۔ مؤطا کی سند مسلم کی سند سے مضبوط ہے اور ویسے بھی مؤطا کا درجہ بخاری و مسلم سے اعلیٰ ہے کیونکہ مؤطا اصل اول اور بخاری اصل ثانی ہے اور مسلم کا درجہ بخاری کے بھی بعد ہے۔

اب مؤطا کی سند دیکھئے: مالک عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار ان رجلاً ارخ۔ اور اب اسی روایت کے متعلق مسلم کی سند پڑھئے۔ امام مسلم کہتے ہیں: حدثنی ہارون بن اسماعیل الا یلی حدثنا ابن وهب أخبرنی عمرو و هو ابن العمار

عن عبد ربہ عن سعید عن عبد اللہ بن کعب الحمیری عن عمر بن ابی سلمہ  
ارح۔ امام مالک اور اس روایت کے راوی عطاء بن یداد کے درمیان صرف ایک مضبوط  
راوی زید بن اسلم کا واسطہ ہے اور مسلم اور عمر بن سلمہ کے درمیان ۵ راوی ہیں اور سند  
جس قدر مختصر ہو روایت مضبوط ہوتی ہے۔ چنانچہ بخاری کی ثلاثیات کی وجہ سے بخاری قد  
آور مانا جاتا ہے اور مسلم کی سند میں راوی ثن دہب مجرد ہے اور بدلس ہے۔ ثن سعد  
کہتے ہیں وکان یدلس (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۷۳) تدلیس کا معنی ہے روایت کا عیب  
ظاہر نہ کرنا، روایت کے الفاظ خلط ملط کرنا یا اپنے خیال و فہم کے مطابق روایت کے  
الفاظ بدل ڈالنا، ایسی روایت مضطرب کہلاتی ہے۔ ایسے راوی کی روایت اس کی تدلیس  
معلوم ہو جانے پر قبول نہیں ہوتی۔ اور یہاں مسلم والی یہ روایت بوجہ مخالفت متن مقابلہ  
موطا کے تفسیر شدہ ہے اور جملہ قد غفر اللہ لک ارح۔ اسی بدلس ثن دہب کی کارروائی  
معلوم ہوتی ہے جو کہ مردود و نامقبول ہے اور موطا کی روایت جس میں حضور ﷺ کے  
گناہوں کی بخشش والا جملہ سرے سے موجود ہی نہیں شرعاً و عقلاً صحیح ہے۔

لذا یہ دونوں علامے سعیدی و رکنی ایک دوسرے کے گلے لگ کر روئیں اور ثن  
دہب کی فائزہ دلائیں اور محرر سطور کے حق میں دعا کریں۔ اور ایسی مختلف الالفاظ کی روایت  
کے یہاں حضور ﷺ پر گناہ یا حیلہ ناجزہ خود خلاف اولیٰ کی معافی کا دعبہ نہ لگائیں کیونکہ  
معافی جرم کی ہوتی ہے نیکی کی نہیں ہوتی۔ ایک دو تین چار پانچ کیا ہزاروں ایسی احادیث  
احادیث تو مبداء عصمت و معدن عصمت ہر معصوم ﷺ کی عصمت پر قربان کی جاسکتی  
ہیں مگر مبتدأ عن صیت روایت شدہ ایسی حدیثوں پر آپ ﷺ کی تا لہد زندہ عصمت  
قربان نہیں کی جاسکتی۔

(۲) مسلم کی روایت کے مطابق بھی آپ ﷺ نے اما واللہ انی لا تقاکم للہ و  
اخشاکم لہ فرما کر عمر بن سلمہ کے فہم آپ کے غفران ذنب پہ متقی گناہ کا رد فرما دیا۔  
آپ کے خدا کی قسم اٹھا کر اس فرمان کا کہ میں سب سے زیادہ اللہ کی رضا کے لئے گناہ  
سے بچنے والا ہوں کا مطلب ہی یہ تھا کہ میں نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ اتنی وہ نہیں ہوتا  
جو گناہ کر کے معاف کرائے، اتنی وہ ہوتا ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ پر ہیروز  
گاری گناہ کر کے معاف ہونے کا نام نہیں۔

سعیدی و رکنی صحابی کا قد غفر اللہ ارح۔ کہتا تو دیکھ رہے ہیں مگر اس کے جواب  
میں حضور ﷺ کی قسم کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ورنہ آپ کی یہ قسم اسی طرح ہے  
جیسا کہ حضرت صدیقہ پر منافقین کے الزام کے جواب میں فواللہ ما علمت فی اہلی

الاخیر اللہ کی قسم امیری بیوی اس الزام سے پاک ہے (بخاری ج ۲ ص ۶۹۷) اور مذکورہ روایت میں بھی آپ کی قسم اما واللہ خبردار مجھے اللہ کی قسم کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں اتنی ہوں، گناہوں سے پاک ہوں۔ مسلم اور مؤطا کی روایات میں راویوں نے اس واقعہ کا ایسا تیا پانچا کر دیا ہے کہ کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ مسلم کی روایت کی رو سے عمر پہلے حضور ﷺ کے پاس گئے، آپ نے انہیں ام سلمہ کی طرف بھیجا پھر حضور کے پاس آئے اور قد غفر اللہ کہا۔ مؤطا کی روایت کی رو سے اس شخص نے اپنی بیوی کو ام سلمہ کے پاس بھیجا وہ آپ سے پوچھ کر آئی تو اس شخص کی تسلی نہ ہوئی پھر ام سلمہ کے پاس بھیجا تو حضور ﷺ بھی ام سلمہ کے پاس تشریف فرما تھے..... تو آپ نے اس شخص کا جملہ یحل اللہ الخ۔ اس کی بیوی سے سن کر فرمایا واللہ انی الخ۔ نیز یہ روایات ظنی ہیں۔ صحت نبی قطعی ہے، قطعی کو ظنی پر قربان کرنا شخص بھالت و جالت ہے۔

سعدی کی دلیل نمبر ۶۔ حدیث صوم جب | سعدی نے مسلم ج ۱ ص ۲۵۲ سے حضرت عائشہ سے ایک صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قد غفر اللہ الخ۔ کہنا نقل کر کے یہ حجت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس صحابی نے آپ ﷺ کو قد غفر اللہ لک کر دیا تو آپ کے ہی گناہ کی حجت حجت ہو گئی مگر یہی واقعہ مؤطا امام مالک میں یوں ہے کہ عن عائشہ ان رجلاً الخ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور ﷺ دروازے پر کھڑے تھے اور میں اندر سن رہی تھی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں بعض دفعہ جھٹی ہوتا ہوں اور روزہ کی نیت کر لیتا ہوں اور اسی حالت جنابت میں صبح ہو جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خود روزہ کی نیت کر لیتا ہوں اور اسی حالت جب میں صبح ہو جاتی ہے تو بعد صبح غسل کر لیتا ہوں اور روزہ رکھے رہتا ہوں تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں فغضب رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم وقال ولله انی لا رجوا ان اکون اخشابکم باللہ واعلمکم بما اتقوا (مؤطا ص ۲۲۸ طبع کراچی) تو حضور ﷺ غصہ میں آئے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں یقیناً تم سب سے خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ گناہ سے اپنی بچت کے طریقے جاننے والا ہوں۔

امام بخاری کہتے ہیں کہ مسلم کی روایت میں اس شخص کے آپ کو قد غفر اللہ

لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر کنے کے جواب میں حضور ﷺ کا صرف واللہ انی لا رجوا الخ۔ ہے مگر مؤطا والی روایت میں اس کے آپ کے لئے ایسا کہنے پر کہ ”آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں“ حضور ﷺ کا غضبناک ہونا اور پھر اللہ کی قسم اٹھا کر یہ فرمانا کہ گناہ سے چپنے کا سب سے زیادہ عالم میں ہوں، بتا رہا ہے کہ آپ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔

امام خفاجی کہتے ہیں ومن علم بما یبھی وجزاء و عظمة من یخشاہ کان ابعدا منه واحذر (تیسیم الریاض ج ۴ ص ۲۱۹) یعنی حضور سے گناہ ہو ہی نہیں سکتے۔ تو جن علماء و مفسرین اکابر و اصافریع مفتی و سعیدی و رکنی نے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا مفتی ”تاکہ قش دے آپ کے اگلے پچھلے گناہ“ یا ”خلاف لوی“ یا ”بظاہر خلاف لوی“ کیا ہے یہ سب حضور ﷺ کے مقضوب علیہم ہیں۔

دیکھ لیا آپ نے مولوی سعیدی نے مؤطا والی روایت کو نظر انداز کر کے کیوں کہ اس میں جملہ فغضب صریح اور ناقابل ہیر پھیر تھا صرف مسلم کی روایت ذکر کی اور اس میں بھی صحابی کے قول قد غفر اللہ کو اپنا مرکز استدلال بنا کر اس کے رد میں حضور اکرم ﷺ کی قسم کو غیر معتبر اور آپ کے فرمان ان آکون (الی) بما اتقی کو فضول قرار دے کر مداری والا کرتب ایک یا دو دکھانا چاہتا تھا مگر محرم طور نے اس کی ساری بازی الٹ دی کہ سعیدی تو غیر معصوم صحابی کے قول سے حضور ﷺ کے گناہ کی حش ثلاث کرنا چاہتا تھا مگر میں نے خود حضور اکرم محدث عصمت ہر معصوم ﷺ کے غضب سے سعیدی کا مقضوب علیہ ہونا ثابت کر دیا۔ کیونکہ صحابہ کو تو ایسے اقوال پر درگزر اور قسم کی تنبیہ فرما کر آپ نے معاف فرما دیا مگر بعد والے یہ سب علماء کسے باشند مجرم ہیں اور اب معافی نہیں ہو سکتی کیونکہ صاحب حق حضور ﷺ پردہ فرما چکے ہیں، مدح قبر اور دنیا کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام کی اجتہادی غلطیوں پر اپنے کو قیاس نہ کریں اور ہر صحابی کا ہر قول جو مخالف عصمت رسول ﷺ ہو حجت نہیں۔ صحابہ کرام کے کئی اقوال پر فغضب رسول اللہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ غیر صحابی کو صحابی پر قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور اب سعیدی و رکنی کا ان کے آخری فریب حدیث شفاعت سے استدلال کا حال بھی دیکھ لیجئے۔

سعیدی و رکنی کی دلیل نمبر ۷۔ حدیث شفاعت | فیاتونہ یعنی قیامت کے دن شفاعت کے لئے جب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں اس وقت تہمدی شفاعت نہیں کر سکتا تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ فقد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ



۳۴۲ و رسالہ مغفرت ذنب ص ۳۰ حوالہ بخاری ج ۲ ص ۹۷۱) یہ روایت اسی طرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ پر بھی موجود ہے اور اس طویل حدیث شفاعت سے اس حصہ کے ذکر کرنے سے ان دونوں معاندین عصمت نبوت کا مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی ذنب (گناہ) اور اس کی بخشش کی نسبت بھی حضور ﷺ کی طرف کر رہے ہیں۔ لہذا آیت لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا یہ ترجمہ صحیح نہیں کہ آپ کے سبب سے آپ کے انگوں پچھلوں کی بخشش ہوئی ہے بلکہ آپ کے ہی گناہوں کی معافی ہوئی ہے۔

فساد ہذا لامت رکنی نے تو اپنے رسالہ میں بار بار یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں، حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں، جیسے کہ کسی مرشد نے اسے یہ وعیفہ بتایا ہوا ہے مگر اس حدیث شفاعت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب اس حضور ﷺ کی طرف ذنب گناہ یا خلاف اولیٰ کی نسبت سے بھی غلام رسول سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی کا استدلال چند وجوہ سراسر باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ یہ روایت اس طرح کہ یہ جملہ فقد غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تأخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ بخاری ج ۲ ص ۹۷۱ و مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ بروایت قتادہ عن انس ہے اور یہی حدیث شفاعت اور اس کا یہ حصہ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگوں کے شفاعت کے لئے حاضر ہونے کا ذکر ہے، اسی بخاری ج ۲ ص ۶۸۵ اور اسی مسلم ج ۱ ص ۱۱۱ و سنن ترمذی ج ۲ ص ۶۶ میں بروایت ابو ہریرہ یوں ہے کہ لوگ جب باقی انبیائے کرام علیہم السلام سے پھرتے پھرتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ ان سے کہیں گے اذہبوا الیٰ غیری اذہبوا الیٰ محمد ﷺ فیأتون محمدا ﷺ فیقولون یا محمد انت رسول الله وخاتم الانبیاء وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک و ما تأخر اشفع لنا الی ربک (الحدیث) جب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ آج میرا رب بڑے غضب میں ہے میرے غیر کے پاس جاؤ، حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے یا محمد آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری پیغمبر ہیں اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہوئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت فرمائیے (الحدیث)۔

دیکھئے ابو ہریرہ کی اس روایت میں ہے کہ یہ جملہ وقد غفر الله لک۔ عیسیٰ علیہ السلام نہیں کہیں گے بلکہ یہ جملہ نبیوں کے پاس سے شفاعت مانگنے والے عام لوگ کہیں گے مگر قتادہ والی مذکورہ روایت میں تھا کہ یہ جملہ وقد غفر الله لک۔ عیسیٰ

(۳۰۴)

۹۶

علیہ السلام کہیں گے تو دونوں روایتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، دیدہ دانستہ مولوی سعیدی و رکنی نے بد دیانتی و عداوت عصمت رسول میں ابو ہریرہ کی روایت ذکر نہیں کی مگر قتادہ کی انس سے روایت اس لئے ذکر کر دی کہ محاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی حضور ﷺ کے گناہ ثابت کر سکیں۔

حالانکہ ابو ہریرہ کی نسبت قتادہ والی روایت نامعتبر و مردود ہے اس لئے کہ ابو ہریرہ بالاتفاق ثقہ و غیر مجروح رولوی ہے مگر انس کی روایت کا راوی قتادہ مجروح و حکلم فیہ ہے۔ گزشتہ صفحات میں بھی ہم اس پر آمنہ رجال کی جرح ذکر کر چکے ہیں پھر پڑھ لیجئے۔ کان طاؤس یفر من قتادہ طاؤس قتادہ سے بھاگ جاتے تھے کہ قتادہ کی حدیثیں غلط ہوتی ہیں و کان قتادہ یرضی بالقدیر قتادہ پر الزام تھا کہ وہ قدریہ عقیدہ رکھتا ہے۔ علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے جی بن سعید سے کہا کہ عبد الرحمن کہتا ہے کہ بدعت کے سرغنوں سے حدیث نہ لیا کرو تو جی نے کہا کہ پھر قتادہ وغیرہ کا کیا کرو گے (وہ بھی بدعتی ہے) جریر وغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ حاطب اللیل ہے یعنی سب خشک و تر صحیح و غیر صحیح حدیثیں جمع کرتا پھرتا ہے۔ وکان مدلسا علی قدر فیہ قتادہ حدیثوں میں تدلیس کرتا تھا یعنی عیب والی روایتیں بیان کر دیتا اور ان کے متن و سند میں اختلاط و تغیر و تبدل کر دیتا تھا۔ وقال ابو داؤد حدث قتادہ عن ثلاثین رجلا لم یسمع منهم قتادہ نے ۳۰ آدمیوں سے حدیث نہیں سنی مگر ان سے روایت کر دی (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳) لہذا ثابت ہو گیا کہ سعیدی و رکنی کی پیش کردہ روایت قتادہ ضعیف ہے اور ابو ہریرہ کی روایت کہ یہ کلمہ طالبین شفاعت عام لوگ کہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں کہیں گے صحیح ہے لہذا ان دونوں (اپنی محدثیت و ڈاکٹری میں بدست سعیدی و رکنی) مولویوں کو قبلہ گاہ عصمت سیادت پناہ جملہ معصومین ﷺ کے لئے مغفرت گناہ ثابت کرنے کے لئے ایسی ضعیف روایت کا سہارا لیتے ہوئے کچھ تو خوف خدا بھی کرنا چاہئے۔ (۲) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بھارت میں دیں و مبشرا بوسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے وقت زیارت کے لئے حاضر ہوئیں۔ شب معراج حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں آپ ﷺ کے مقتدی بنے اور سفر سخوت میں آپ کی درباری سے مشرف ہوئے۔ ایسا قدر شناس مصطفیٰ ﷺ پیغمبر آپ کو ”گناہ عشا ہوا“ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں وہ طالبین شفاعت کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری امت میں منافقین بھی شامل ہو گئے و تبقی ہذہ الامت و فیہا منافقوہا (بخاری ج ۲ ص ۹۷۲)

و مسلم ج ۱ ص ۱۰۰) یعنی طلبکاران شفاعت میں منافق بھی ہو گئے۔ تو قرین قیاس یہی ہے کہ دنیا میں حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا مطلب نبی کے گناہ خلاف اولیٰ لے کر ترجموں میں گناہ یا ترک اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ کرنے والے یہی:

یار بد، بدتر از مار بد

بظاہر علما و مفسرین ”حضرات“ ہی اپنی عادت بد کے مطابق قیامت کے دن بھی یہی منافق آپ کو قد غفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم نبی اپنے آقا و مولیٰ معصوم بلکہ امام المصومین ﷺ کو ”گناہ ظاہر ہوا“ نہیں کہہ سکتے غالباً قادم نے فیقولون یعنی وہ امت میں شامل منافقین کہیں گے کو فیقول سے بدل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس جملہ کی نسبت کر کے روایت میں تدلیس کی ہے اور اسی تغیر و اختلاط و تبدیلی متن کی وجہ سے اس روایت کو مضطرب بنایا ہے۔ لہذا مقابلہ روایت ابوہریرہ و عصمت نبی ﷺ سعیدی و رکنی کی پیش کردہ یہ مضطرب روایت ناقابل استدلال مردود ہے۔

ویسے سنا گیا ہے کہ خنزیر کی کھال پر ڈانگ دونا اثر نہیں کرتا تو اگر اب بھی یہ شائقین ”گناہ“ یہی کہیں کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور صحابہ کرام کے نزدیک بھی اس آیت میں مغفرت کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (معاذ اللہ) اور یہ کہ تمام مسالک کے علماء نے اس مغفرت کلی کو نبی ﷺ کی خصوصیت قرار دیا ہے اور فلاں مولانا نے یہ کہا ہے۔ وہ کہا ہے، تو ہم نے ان احادیث و آثار صحابہ کی حیثیت کے متعلق تفصیلاً واضح کر دیا ہے کہ یہ سب احادیث و آثار بوجہ علل مذکورہ عصمت نبی ﷺ کے مقابلہ میں ناقابل حجت ہیں اور سب اخبار آحاد ہیں تو سعیدی و رکنی کے مزاج کے مطابق اب آخری ضرب لگا دیتے ہیں کہ آپ کے نزدیک حرف آخر کتاب شرح عقائد کا فیصلہ ہے کہ فما نقل عن الانبياء عليه السلام مما يشعر بكذب و معصية فما كان مقولاً بطريق الآحاد فمردود (شرح عقائد) انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق کتب حدیث وغیرہ میں جو کچھ بھی احادیث اخبار آحاد کے طریق سے خلاف عصمت انبیاء یعنی ذنب باضافت حقیقی الی النبی بہ معنی معصیت گناہ منقول ہو وہ سب احادیث مردود ہیں اور جب احادیث صحیحہ اخبار آحاد موہمہ معصیت گناہ نبی بھی ناقابل قبول ہیں تو اقوال علماء کی تو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں ہے۔ بہدونوں ”فتنہ“ ان کو بطور ذخیرہ آخرت اپنے پاس محفوظ رکھیں ہم تو اس کے ناقابل ہیں کہ اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال لہذا جو علماء حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ یا خلاف اولیٰ یا آپ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ کر کے اس کی تاویلین

بناتے ہیں ہمارے نزدیک سب مردود ہیں ، رکنی ان کو اپنے رکن الاسلام میں داخل کرے انہیں اپنا رکن ایمان گناہ نبی سکھائیں اور اگر اس کا دل لرزتا ہے (مغفرت ذنب ص ۳۰) تو انتظار کرے ، ابھی پھٹے گا۔ راجپال نے بھی ”رنگیلا رسول“ میں اور سلمان رشدی نے ”شیطانی آیت“ میں حضور ﷺ پر گناہ کا ہی الزام لگایا۔ سعیدی و رکنی بھی گناہ کا لفظ ہی ثابت کر رہے ہیں۔ راجپالی و رشدی یہ دونوں مولوی مطابق ۔

وائے قوسے کشتہ تدبیر غیر کلا لو تخریب خود تعمیر غیر

غیر اقوام اور دشمنان رسول کے لئے پاک نبی پر حملوں کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

رکنی کی پسندیدہ توجیہات مفسرین ہم گزشتہ صفحات میں بتا آئے ہیں کہ لفظ ذنب کا عام مشہور اور قرآن و حدیث میں بھی اکثر جگہ مستعمل معنی معصیت (گناہ) ہے مگر لغت کے حوالے سے باب ضرب اور نصر کے وزن پر ذنب یذنب کی مصدر ذنب کا معنی تاجہداری کرنا بھی ہے اور اس ذنب مصدر سے مراد جنس اسم فاعل ذامین یعنی ”تبعین“ بھی درست ہے۔ اور ذنب کو ذنب سے بطور اشتقاق صغیر مشتق مان کر اس کا معنی ”الزام“ بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ لہذا عام لوگوں کے لئے تو وارد لفظ ذنب کا معنی گناہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہی لفظ قرآن مجید میں کسی جگہ اگر انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے آئے گا تو وہاں اس کا ترجمہ نبی کے (گناہ) کرنا کفر ہے۔ نبراس ص ۵۳۲ میں ہے کہ صدیق اکبر کو مذنب کہنا ان کو گالی ہے۔ تو حضور ﷺ کو مرتکب ذنب کہنا آپ کو سب کرنا ہے اور نبی کو سب کفر ہے۔ (دیکھو الشفا فی حقوق المصطلح ج ۲ ص ۱۱۹) لہذا ذنب کے عام مشہور معنی گناہ سے دھوکے میں آکر جن اکابر و اصاغر مفسرین و علماء نے حضور اکرم ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی تبعین مصطلح ﷺ کی جائے آپ کے گناہ یا خلاف لوٹی کیا ہے وہ سب مردود ہیں۔ کیونکہ آپ کی نسبت گناہ کا لفظ خلاف عصمت ہے اور اس کی کوئی بھی تاویل درست نہیں مگر مولوی رکنی حیدر آبادی نے بڑے فخر سے چند تاویلات ذکر کی ہیں اور لکھا ہے کہ ان تاویلات سے عصمت رسول میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان سے نبی کی شان دوبالا ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو اس کی ان ایمان سوز تاویلات کا جنازہ لکھتا ہوں دکھاتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں گے کہ غازی علم دین مرحوم کا شکار، طعون صرف راجپال و سلمان رشدی ہی پیغمبر پاک پر گناہ کا الزام نہیں لگا رہے ، خود امت کے مردود علماء ان سے بھی زیادہ اس جرم میں ماہر ہیں۔

تاویل اول | علامہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ الذنب بالنسبة الیہ علیہ الصلوۃ والسلام ما هو

الاذنی بمنصبیه الجلیل ورب ششی حسنة من شخص من سیئة من آخر كما قبل حسنات الابرار سیات المقربین۔ (علامہ سید آلوسی روح المعانی ج ۲۶ ص ۵۵ تفسیر ابو سعود ج ۷ ص ۷۳ و بلغه رسالہ مغفرت ذنب ص ۱۵) اس توجیہ کا حوالہ اسماعیل حتی صاحب روح البیان سے بھی رکنی نے ص ۱۴ پر دیا ہے اور حامد سعید کاظمی نے بھی مجھ سے گفتگو کے دوران اس کا حوالہ دیا تھا جو کہ گزر چکا ہے و احیر تاہ۔

ادنیٰ کا معنی ہے الساقط (منہج) یعنی گرے ہوئے کام۔ منصب کا معنی ہے وہ مرتبہ و مقام جس پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قائم و مبعوث فرمایا تھا۔ جلیل کا معنی ہے اعلیٰ مرتبہ و مقام اور سیئہ کا معنی ہے برائی، بدکاری۔ بھول مولوی محمد زبیر اس کے نزدیک یہ توجیہ پسندیدہ اور رائج و درست و صحیح ہے۔ اس ملعون توجیہ کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جس اعلیٰ مقام سیادت مرسلین پر قائم فرمایا تھا آپ ﷺ اس پر پورے نہیں اترے بلکہ اس سے گرے ہوئے کام کرتے رہے اور ایسے کام جو گو دوسرے لوگوں کی نسبت تو نیکی تھے مگر آپ ﷺ کے منصب کے لحاظ سے سیئہ برے کام تھے۔ وہ برے کام بھی آپ نے کئے۔ تو اگلے یعنی جو اونٹنی گرے ہوئے اور سیئہ برے کام آپ حدیبیہ سے پہلے کر چکے تھے اور پچھلے یعنی جو ابھی تا وفات کرنے تھے بعد از فتح کے وقت معاف کر دیے گئے۔

مسلمانو! میں تمہیں شاہ سوار عرش بریں۔ یکن گنبد خضرا اور پھر نور چشم رحمتہ العالمین بول زہرا کی چادر تطہیر کی عظمتوں کا واسطہ دے کرتم سے پوچھتا ہوں کہ شہنشاہ عصمت، صاحب لولاک مظہر حسن ازل ﷺ کے لئے منصب سے گرے ہوئے کام اور سیئہ برائی کے لفظ گھڑنے والا اور اس کو پسندیدہ و صحیح کہنے والا ملعون۔ اس میں اور راجہائی اور شاتم رسول سلمان رشدی ملعون میں کیا فرق ہے؟ جس فقر کو نین نبی ﷺ کی امت کے لئے فرشتے دعائیں کریں۔ وقہم السیئات اے اللہ! انہیں سیئات برائیوں سے چاہ۔ اس تاجدار ختم رسالت کے لئے خود ما تقدم یعنی ہو چکی سیئات کی تجویز۔ یا اللہ ایسے مرتدوں پر حجارة من سجيل کیوں نہیں برستے؟ ایسے دشمنان رسول اور منافقین کے لئے تیری زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی؟ اور یہ فرق کیوں نہیں ہو جاتے؟

شاید اس لئے کہ تو نے فرمایا ہے و امهلہم رویدا اے محبوب انہیں تھوڑی سی سہلت دیجئے۔ یہ ہیں اس مدرسہ رکن الاسلام کے مہتمم اور مجدد الف ثانی کے مقلد کے رحمت اللہ علیہ علامہ ابو سعود اور علامہ سید آلوسی بغدادی۔ اور یہ ہے تنظیم المدارس کی مجلس شوریٰ کا رکن۔ اس اہل سنت سے ہے کوئی پوچھنے والا کہ ابو سعید خراز کا موضوع یہ مقولہ

حسنات الابرار سیات المقربین امت کے لئے ہے یا حضور ﷺ کے لئے، جنہیں سورۃ مطہین میں مقربین کہا گیا ہے۔ ان کا مقرب الیہ کون ہے؟ ذات مطلق یا ذات مع الوصف؟ ذات مطلق تو مجرد عن الصفات و ماہیت وجود ہے اور وفی انفسکم و انہ الحق ہے۔ اس سے قرب و بعد کیا ہے؟ اور اگر مقرب الیہ ہے تو وجود و ذات مع الوصف و مصداق اطلاق قرب و بعد تعین وجود ہے تو ذات مع الوصف الاول و تجلی لول حقیقت محمدیہ ﷺ ہی ہے تو مصداق الی برائے یتغرب الی العبد (الحديث) اور مقرب الیہ برائے قرب حق حضور ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے تو مقرب امت ہے اور مقرب الیہ تجلی لول اسم ظاہر حضرت محمد حقیقت الحقائق و عین الاعیان ﷺ ہیں۔ آپ کی سیات برائے منفرت تابعین کے انکار میں رکنی کی یہ توجیہ شاید حضرت شیخ سرہندی کے ان الفاظ سے غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ وہ شاید آپ کو سبب نہیں مانتے۔

سالک را چوں وصول و محقق باصل خود کہ اسے است از اسمائے الہی جل شانہ و آل سالک ظل اوست حاصل گردد ہر آئینہ در میان او و در میان حضرت ذات تعالیٰ بیچ توسط و جیلوئے خواہد بود (مکتوب صدوست و حکیم ص ۱۱ حصہ نہم طبع امرتسر) گویم کہ ایں عدم توسط مستلزم کمال است علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نہ مستلزم قصور بلکہ قصور در وجود توسط است (الی قولہ) پس ارتفاع توسط و جیلوئے ثابت است (مکتوب مذکور ص ۱۲۳)

فقیر محرم سطور غلام مرعلی سے گوید کہ آزا کہ ناظرین مکتوبات حضرت ذات تعالیٰ انگاشتہ اند آل ذات مطلق نیست بلکہ ذات مع الصفات الاول نور الانوار حقیقت محمدیہ است کہ قرب و بعد بغیر تعین متصور نیست و آل اسم الاسماء و اسم اللہ الاعظم مہتہائے مراتب وصول و متقدم از اسمائے الہیہ محمد رسول اللہ ﷺ است و فوق ازاں بیچ نام و نشان وصول و قرب و بعد نیست بلکہ حیرت در حیرت است فوق ﷺ و اصل بالذات وصول التجلی بالتجلی و وصول الاثر بالوثر و وصول الوصف بالوصف و مقرب الیہ لکل مقرب۔ مگر کئی در لیاں موتی لے تریاں

و منهم من صدق۔

مصدر مظہریت پہ اظہر درود مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام اور اگر یہ بات سمجھ نہیں آتی تو یہ سنئے۔

سبب ہر سبب مہتہائے طلب علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام ہوش کیجئے! مہتہائے طلب و مقرب الیہ برائے قرب الہی کو مقربین کی صف میں کھڑا کر کے سیات المقربین کا مصداق نہ بنائیں۔ ابو سعود و آلوسی و اسماعیل حق کی منقولہ ایسی

گندی توجیہ تالاق مقام رسول ہے ﷺ اور رکنی کا اس کی تصدیق کرنا ضلال صراح  
بل کفر بواح ہے۔

محرر سطور کے خیال میں ابوسعید کا یہ مقولہ حسانات الابرار سیات المقرین جسے باضافت حقیق  
حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کر کے بعض مفسرین و علما بطور دھال  
استعمال کر رہے ہیں۔ یہ مقولہ ہی سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں لہار و مقرین کا  
ایک ہی مقام ذکر کیا گیا ہے کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادریک ما علیون  
کتاب مرقوم یشہدہ المقربون دیکھئے یہاں لہار و مقرین کا ایک ہی مقام طہین ہے۔  
آگے پڑھے ان الابرار لفی نعیم (تا) عینا یشرب بها المقربون۔ یہاں بھی تمام انعامات  
الہیہ میں لہار و مقرین کو ایک ہی درجہ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس رو سے لہار و مقرین کو  
دو درجے دے کر لہار کی حسانات کو مقرین کے لئے سیات بنانا درست نہ ہوگا۔ بر تقدیر  
تسلیم فرق مرتبہ لہار و مقرین بھی یہ مقولہ عمل نظر ہے۔

مولوی رکنی کے داتاے نعمت لکھتے ہیں: علیہ اذ عامل مقبول و محبوب یوقوع آید اجر آل  
اضاف مضاعف است لازل اجرے کہ مرتبہ بر عمل غیر آل عامل باشد (مکتوب ص ۳۰۵  
دار المعرفہ) تو جو عمل لہار نے کیا وہی عمل اگر مقرین کریں گے تو مقرین کا اجر بہ  
نسبت لہار کے اضاف مضاعف ہوگا کیونکہ قول قائلین فرق مراتب لہار و مقرین کے  
مقرین کا مرتبہ قبولیت بلند ہوتا ہے تو ان کے عمل کا اجر بھی دو گنے سے دو گنا ہوگا تو لہار  
کی ”حسنہ“ نیکی سے مقرین کی وہی نیکی زیادہ حسن ہوگی، سیئہ نہیں ہو سکتی۔ لہذا مولوی  
رکنی نے جس جیاد پر یہ ساری عمارت استوار کی تھی وہ ساری ہبنا منشورا ہو گئی۔ اور  
اب اس کی۔

تاول ثانی ایک اور حسین جواب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ محمد آکوسی فرماتے ہیں ان  
لنبینا ﷺ فی کل لحظۃ عروجا الی مقام اعلیٰ ما کان فیہ فیکون ما عرج منه فی نظره  
الشریف ذنبا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منه (روح المعانی ج ۹ ص ۸۲ و رسالہ  
مغفرت ذنب ص ۱۶)۔

رکنی نے یہ توجیہ حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب آیت واستغفر للذنبک کے  
مختلق کی ہے اور اسی کے ساتھ ہی اپنے رسالہ ”مغفرت ذنب“ کے اسی صفحہ ۱۶ پر اس  
توجیہ کی تائید میں اسی تفسیر روح المعانی سے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں المراد ما هو ذنب  
فی نظره العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عنده تعالیٰ کما یرمز الی  
ذلک الاضافۃ۔



ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہر لحظہ ایک مقام سے اس سے اعلیٰ مقام کی طرف ترقی و عروج رہتا تھا تو گو وہ مقام ماعرج منہ (جس سے آپ لوہر مقام ماعرج الیہ جس میں ترقی و عروج کیا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو نہ گناہ تھا نہ خلاف اولیٰ مگر آپ کی بلند نظر شریف مقام ماعرج منہ کو گناہ سمجھتی تھی لہذا آپ اپنی نظر میں اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تھے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ذنب بہ معنی گناہ کی یہ توجیہ بھی سب توجیہات سے فصیح بلکہ راجح ہے اور چند وجوہ سراسر باطل و مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ آپ ﷺ اپنے ہر حال پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے تھے۔ یعنی آپ کی دعایہ تھی الحمد لله علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۲۱۲) ہر حال پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر ہے۔ اور مقام ماعرج منہ بھی آپ کا ایک حال تھا تو اس توجیہ مذکور کی رو سے آپ کی نظر عالی میں گناہ پر بھی معاذ اللہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر فرماتے رہتے تھے۔ گناہ پر شکر و حمد نہیں ہوتی، ندامت ہوتی ہے۔ فیا توجیہا۔

(۲) اس لئے کہ آپ ﷺ کے مقام عروج کا یہ مرتبہ از ابتدا تا بد ہمیشہ جاری ہے اور للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کا اطلاق اس پر شاہد عادل ہے تو آپ ﷺ کے مقام ماعرج منہ کے آپ کی نظر عالی میں گناہ ہونے کی صورت میں آپ کا ہر مقام ماعرج الیہ بھی گناہ ہوگا کہ ہر ماعرج الیہ سے آپ لوہر والے ماعرج الیہ کی طرف عروج فرماتے رہتے ہیں تو تا بد آپ کا کوئی مقام بھی حسن نہیں ہو سکے گا بلکہ ہر لحظہ مقام گناہ سے مقام گناہ کی طرف سلسلہ عروج جاری مانا پڑے گا اور یہ آپ کی محمدیہ کا انکار اور احادیث میں آپ کے دعویٰ انا انتقام کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ ذنب گناہ اور تقویٰ ضدین ہیں۔ جب آپ ﷺ کا ہر حال ماعرج منہ آپ کی نظر مبارک میں گناہ ہوتا گیا تو عمر بھر کا اور تا بد کوئی حال بھی اتنی نہ رہا۔ ولا یقول بہ من فی قلبہ مستقال ذرۃ من الحیاء والایمان۔

(۳) اس لئے کہ یہ ماعرج منہ و ماعرج الیہ ہر دو حال آپ ﷺ نے خود حاصل فرمائے یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ فرمائے۔ صورت اولیٰ آپ کی نبوت وہی نہ رہی بلکہ کسی ہو گئی۔ ولا یقول بہ الا جاہل عنید۔ اور اگر وہی ہے اور یقیناً وہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام ماعرج منہ جو کہ آپ کی نظر عالی میں گناہ تھا دے کر معاذ اللہ آپ ﷺ کی من اولہ الی الابد حیات نبوت کو ذنب گناہ میں محصور کر دیا اور ایسا کہتا ہر برے سے برا قول ہے۔ لہذا فساد ہذہ الاعتصام مع روح العالی اپنے انجام کو پہنچ گئے اور سلمان رشدی ملعون کا یہ

ملعون چچہ حضور ﷺ کے لئے گناہ عبارت نہ کر سکا۔  
تاویل ثالث | محمد زہر رکنی نے حضور امام المصومین ﷺ کے لئے مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کرنے کے سلسلہ میں "ثالث" کے عنوان سے الف، ب، ج کی تقسیم سے بعض یکطرف ہیں مفسرین کی توجیہات کا یوں ذکر کیا ہے:

(الف) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنا پسندیدہ اور مخد قول اور جواب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ المغفرة ههنا كناية عن العصمة فمعنى ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ليعصمك الله فيما تقدم من عمرک وفيما تأخر منه (مغفرت ذنب عwald جواهر البحار ج ۳ ص ۱۲۹۴) یعنی اس آیت میں لفظ ذنب عصمت سے کنایہ ہے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کرنے سے مراد آپ ﷺ کی اگلی پچھلی زندگی کو گناہ سے چھانا ہے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ اس توجیہ اور اس عبارت کا امام سیوطی کی طرف منسوب کرنا سیوطی کی توہین ہے۔ اس لئے کہ مغفرت عصمت سے کنایہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مغفرت کا معنی ہے کہ گناہ ہو اور پھر اس پر پردہ ڈال دیا جائے یا اسے مٹا دیا جائے غفر الشیء عطاء وعفی عنه (منجد) اور عصمت کا معنی ہے گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ کنایہ کہنے ہیں اللفظ الذی ارید لازم معناه مع جواز ارادة ذلك المعنى مع لازمه اور یہاں مکتی پہ مغفرت بول کر مکتی عنہ عصمت کا لازم عدم ذنب مراد بھی نہیں ہو سکتا کما قال السکاکی کیونکہ مغفرت ذنب میں وجود ذنب لازم اور عصمت میں عدم ذنب لازم ہے کسی نے بھی آج تک معصوم کی تعریف مغفور الذنب سے نہیں کی اور نہ ہی کسی نے مغفور الذنب کی تعریف معصوم سے کی ہے۔ لہذا یہ کنایہ نہیں بلکہ ایسا کہنے والے کی جہالت ہے۔

آیت مذکورہ میں حضور ﷺ کو معافی نہیں ہوئی، آپ کے بھلائی فتح سے پہلے کے اور بعد کے صحابہ کرام کو معافی ہوئی ہے۔ نیز اس توجیہ کی مذکورہ عبارت میں ما تقدم من ذنبك کو ما تقدم من عمرک سے کنایہ بتایا گیا ہے اور لفظ ذنب (گناہ) کی جگہ عمر مبارک نبوی کو قائم کیا گیا ہے۔ جس سے متشرع ہو رہا ہے کہ گناہ عمر نبوی ہے اور عمر نبوی گناہ ہے۔ فیاجلہ

نیز ما تقدم من ذنبك میں من ذنبك ما تقدم کا بیان ہے مگر توجیہ مذکورہ میں ما تقدم کے آگے شئی مغفور کا بیان ہڑپ کر لیا گیا ہے۔ لہذا ساری توجیہ بھی باطل اور فنی لحاظ سے ساری عبارت ہی غلط ہے۔ اس توجیہ اور اس عبارت کی غلطیوں پر ابھی مزید مقال باقی ہے۔ مگر عاقل را اشارہ کافیست۔ اور اب رکنی کی شق (ب) کی ڈاکٹری ہوتے

دیکھئے۔ رکنی لکھتا ہے:

(ب) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی جواب اپنے انداز سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں والغفران ہوا الستر علی القبیح و من عصم فقد ستر علیہ قبائح الہوی (رسالہ مغفرت ذنب حوالہ تفسیر کبیر امام رازی ج ۷ ص ۵۲۴) یعنی غفران کہتے ہیں گناہوں پر پردہ ڈال دینے کو تو جو معصوم ہوتا ہے اس پر بھی گناہوں کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس عبارت کا دوسرا جملہ و من عصم فقد ستر علیہ الخ۔ غلط ہے کیونکہ پردہ ڈالنے کے لئے شنی مستور کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ پردہ معدوم پر نہیں ہو سکتا۔ اور معصوم کے لئے وجود ذنب (گناہ) نہیں بلکہ عدم گناہ ضروری ہے کیونکہ عصمت کی تعریف میں عدم صدور ذنب شرط ہے لہذا یہ توجیہ جس نے بھی گھڑی ہے غلط ہے۔ قباح الہوی مفعول بہ ہے اور ستر علیہ میں ضمیر مجرور کا مرجع من ہے تو مطلب یہی ہوگا کہ معصوم پر گناہوں کا پردہ ڈال دیا گیا۔ امام رازی نے کسی بے عقل مفسر کا قول نقل کیا ہے۔ جب کہ وجدک ضالا فہدیٰ کی تفسیر میں کسی بے وقوف مفسر کا یہ قول بھی ذکر کر دیا ہے کہ ضالا سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نزول قرآن مجید یعنی چالیس تک (معاذ اللہ) کا فرحتے۔ اسی رازی سے یہ سنیے: فاعلم ان بعض الناس ذهب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم هداه اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافراً فی قوم ضلال فہداه اللہ للتوحید الخ۔ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۴۵۱ طبع مصر ص ۸۳۰) تو امام رازی کی تفسیر کبیر سے یہ بھی من لیجئے اعراف الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔ اب رکنی کی شق (ج) کا حال بھی دیکھ لیجئے۔ رکنی لکھتا ہے:

(ج) اسی جواب کو حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ علیہ اختیار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں المغفرت ہنا نبیۃ عن العیوب (مغفرت ذنب ص ۱۸ بہ حوالہ جواہر البحار) یعنی آیت لیغفر لک اللہ میں مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عیوب سے بری کر دیا۔ رکنی اس کا مطلب یہ لکھتا ہے کہ ”یہاں حضور کی مغفرت سے حضور کا تمام عیوب و نقائص سے محفوظ و پاک ہونا مراد ہے“ ہے کوئی جو اس جابل سے پوچھے کہ جب آپ ﷺ گناہ سے محفوظ ہیں تو اگلے پچھلے گناہ کا کیا مطلب بلکہ ایسی توجیہات کہ بغیر گناہ ہوئے مغفرت کی گئی ہے یا آپ ﷺ کو محفوظ کر دیا گیا ہے کہ گناہ آپ تک پہنچیں ہی نہ وغیرہ وغیرہ تو تکذیب قرآن مجید و کفر ہے۔ کیونکہ لفظ قرآن مجید ما تقدم من ذنبک کا صریح معنی ہے ”جو گناہ پہلے ہو چکے“ تقدم ماضی ہے اس کا معنی بغیر گناہ ہوئے یا ہونے والے گناہ نہیں ہو سکتا ما تقدم جو گناہ پہلے ہو چکے حضور ﷺ کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے،

آپ کے تابعین یا آپ کی امت کے ہو سکتے ہیں اور ہیں۔ لہذا اس آیت میں ذنب کا معنی تابعین کا نہیں ہے تاکہ ذنب کا معنی بھی بطور نفی اتباع اور اضافت ذنب بھی بغیر نظر لفظ امت کے حضور ﷺ کی طرف صحیح رہے۔ ذنب کی اضافت حضور ﷺ کی طرف بطور حقیقت اور لفظ ذنب کا معنی گناہ اور پھر گناہ کی تمام تاویلات خلاف اولیٰ وغیرہ مذکورہ عقلاً و نقلاً باطل بلکہ بعض صورتوجہات انکار صریح نص قرآن اور کفر ہیں۔ لہذا لازماً یہاں لام سیہ ہے و مغفرت آپ ﷺ کے تابعین و امت کی ہے۔ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں لک والا لام تعدیت کے لئے لے کر اس کا ترجمہ آپ کے یا آپ کو اور ذنب میں ذنب کا عام مشہور اور کثیر الاستعمال معنی گناہ کر کے حضور ﷺ کے لئے ذنب گناہ قرار دے کر اس کا ترجمہ "تاکہ شش دے آپ کے اگلے چھلے گناہ" کرنے والے بد فہم انکار و اصاغر علماء و مفسرین نے حضور ﷺ کے گناہ کی توجیہات میں اوھر اوھر بہت ہاتھ مارے ہیں مگر کوئی بھی توجیہ و تاویل کامیاب نہ ہو سکی۔ انہیں غلط اور عذر گناہ بد تر از گناہ میں سے رکنی کی یہ توجیہ بھی بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ بھریح نص قطعی ما تقدم من ذنبک یہاں واقع شدہ عیوب سے برأت ماننی پڑے گی حالانکہ حضور ﷺ معصوم ہیں آپ کے لئے مغفرت یا بایں معنی برأت آپ کی معصومیت کا انکار ہے۔

(۲) یہ آیت اعلان نبوت سے ۱۹ سال بعد موقع حدیبیہ جبکہ آپ ﷺ کی عمر شریف ۵۹ سال تھی بڑل ہوئی ہے۔ ۵۹ سال کے بعد آپ کو عیوب سے محفوظ و پاک کرنا یہ توجیہ سراسر حماقت و جہالت ہے۔ آپ ﷺ تو پیدا ہی معصوم ہوئے تھے۔

(۳) لیغفر والا لام تعلیلیہ ہے اور اس مغفرت کی علت و سبب فتح مکہ ہے اور مطول علت سے پہلے نہیں ہو سکتا تو اس توجیہ مذکور سے لازم آئے گا کہ معاذ اللہ آپ فتح مکہ سے پہلے عیوب سے محفوظ تھے، ناپاک تھے۔

(۴) لیغفر ماضی نہیں مضارع کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ مغفرت ماضی میں نہیں اب حال میں یا مستقبل میں ہوگی اور اس کے مطابق صرف اور صرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح ہے کہ یہاں لام تعدیت کے لئے نہیں سہوت کے لئے ہے جسے لام تعلیلیہ کہتے ہیں اور لام مسورہ۔ تعلیل کے لئے شرح مائۃ عامل میں و للتعلیل یجو حجتک لا کر امک بھی علماء پڑھ رہے ہیں اور یہ لام کبھی مفتوحہ بھی تعلیل و سبب کے لئے آتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ولکم فی القصاص حیاۃ میں وارد ہے۔ شیخ اکبر لکھتے ہیں

فانه قال في مصالح الحياة الدنيا ولكم في القصاص حياة يا اولي الالباب -  
فعمل ولا م العلة في القرآن كثير (فتوحات مكية ج ۲ ص ۵۳۷) یعنی ولکم فی  
القصاص حياة والا لام سبب و تعلیل کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ سبب تہماری  
حیات کا قصاص ہے۔ امام رازی بھی اس لام مفتوحہ کے یہاں برائے تعلیل و سبب ہونے  
کی یوں تصریح کر رہے ہیں۔ المراد ہنا ان نفس القصاص سبب الحياة (تفسیر کبیر  
ج ۲ ص ۱۰۷) اور ذنب کا معنی تائبین ہے تو صرف اور صرف یہی ترجمہ صحیح ہے کہ  
آپ کو فتح مبین عطا فرمادی تاکہ آپ کے سبب سے اس فتح سے پہلے اور پچھلے آپ کے  
خاص قبیلین صحابہ کی بخشش فرما دے۔ واللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل -

تاویل رابع | وهو تشریف النبی ﷺ من غیر ان یکون ہناک ذنب (مفہوت  
ذنب ص ۱۸ حوالہ جواہر البحار) حضور ﷺ کے گناہ کی بخشش کا قول کر کے پھر اس کے صحیح  
کرنے کے لئے بعض بلہ مفسرین و علماء نے جو سینکڑوں پاڑے دیے ہیں، ان میں سے ایک  
یہ ”ترہ“ بھی ہے کہ علامہ تاج الدین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے گناہ تو کوئی نہیں تھے مگر  
اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت بوجہانے کے لئے کہ آپ کو فتح مبین اس لئے عطا فرمائی ہے  
تاکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے نہ گناہ بخش دے۔ اس کے بعد رکئی نے ایک عام کہادت  
کہ ”جامیں نے تجھے سات خون معاف کئے“ بھی ذکر کی ہے اور پھر آخر میں لکھتا ہے کہ  
تاج الدین سبکی نے کہا ہے کہ آج تک جتنی توجہیں ہی حضور ﷺ کے گناہوں کی بخشش  
کے متعلق کی گئی ہیں، وہ سب باطل و مردود ہیں۔ بس یہی ایک توجہ ہے جو صحیح  
ہو سکتی ہے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ تاج الدین کی طرف منسوب اس غلط قول کو نقل کر کے رکئی کے  
اسے قبول کرنے سے خود رکئی کی گزشتہ توجہ اول اور توجہ ثانی و ثالث رکئی کے قلم  
سے بھی باطل ہو گئیں کیونکہ بقول سبکی و تائید رکئی کہ بس صرف یہی سبکی والی توجہ صحیح  
ہے اور باقی سب توجہات باطل ہیں، وہ ساتھ اس کی منقولہ توجہیں سبکی کی توجہ کے  
خلاف ہیں اور باطل ہو گئیں اور غلط سے غلط اس توجہ کو محرر سطور باطل کرتا ہے۔

(۱) یہ توجہ رکئی کی ساتھ پسندیدہ سب توجہوں سے بھی بدترین توجہ ہے اور بعض  
ظالموں نے تو اسے حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کر کے صحابی رسول پر بھی  
بدترین زیادتی کی ہے اس لئے کہ اس توجہ کے الفاظ من غیر ان یکون ہناک ذنب  
کی رو سے گناہ ہوئے ہی نہیں مگر نص قطعی ما تقدم من ذنبک جس کا لفظی ترجمہ ہے  
”جو پہلے ہو چکے گناہ آپ کے ذنب سے“ اور ما تاخر کا ترجمہ ہے ”جو پیچھے رہے“

قرآن مجید کے ان الفاظ کی رو سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوں گے مگر اس غیبت توجیہ کی رو سے نہیں ہوئے اور نہ ہی ہوں گے، یہ صریح نص قطعی کی تکذیب ہے اور کفر ہے۔ جب گناہ ہیں ہی نہیں تو ما تقدم و ما تأخر کا کیا مطلب؟ تقدم فعل ماضی ہے، جس کا معنی ہے ”پہلے ہو چکے“ مگر یہی کہتے ہیں قطعاً نہیں ہوئے۔ فصار المسئلة خلافية بين الله وبين هذا الموجه والركنى اعاذنا الله من مثل هؤلاء المخالفين لله الواحد القهار۔

(۲) اس آیت لیغفر لک اللہ میں صرف یہی ایک نعمت مغفرت ذنب ہی مذکور نہیں ہوئی بلکہ ۳ اور نعمتیں (۱) فتح مبین (۲) اتمام نعمت (۳) ہدایت صراط مستقیم (۴) نصر عزیز۔ یہ چار مع مغفرت ذنب کل ۵ نعمتیں ملی ہیں۔ جب نعمت مغفرت ذنب من غیر ان یکون ہناک ذنب ہے تو کوئی شقی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ فتح مبین من غیر ان یکون ہناک فتح و ہدایہ من غیر ان یکون ہناک ہدایہ و اتمام نعمۃ من غیر ان یکون ہناک نعمۃ۔

دیکھ لیا! کہ پڑی سے اترنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ظالمو! سوچو! مفسرین کو چھوڑو، ان ظالم علاموں کو چھوڑو، نعمت اللہ فی ديار الهند امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا دامن تمام لو۔ تمام مفسرین و مترجمین میں سے اس عالم ربانی اور پاسان عصمت رسول کا ہی ترجمہ صحیح ہے، بے داغ ہے، ہر خوف و خطر سے محفوظ ہے کہ ما تقدم و ما تأخر سے مراد آپ کے گناہ نہیں بلکہ آپ کے تائبین کے فتح مکہ سے پہلے اور پچھلے گناہ ہیں یا فتح سے پہلے اور پچھلے خود تائبین ہیں تو حشش حضور ﷺ کے گناہ کی نہیں، آپ کے ترک افضل کی نہیں، آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے وسیلہ و سبب سے آپ کے تائبین، کالمین صحابہ کے گناہوں کی ہوئی ہے۔

(۳) رکعتی نے حضور ﷺ کے لئے گناہوں کی مغفرت من غیر ان یکون ہناک ذنب کے ثبوت میں ایک مثال بھی دی ہے اور اعلیٰ حضرت کے والد کے رسالہ ”سرور القلوب“ کی عبارت بھی نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے گناہ کی مغفرت و معافی بغیر کسی وقوع گناہ کے یوں ہو سکتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب سے خوش ہو کر کہہ دے۔ جا میں نے تجھے سات خون یا تین خون معاف کئے۔ الخ (مغفرت ذنب ص ۱۸ و ص ۵۷)

محرر سطور کہتا ہے کہ یہ مثال ان لوگوں کی توجیہ کی دی گئی ہے جو ذنب کاک کی طرف حقیقی اسناد مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اور ان کے والد اس کے قائل نہیں بلکہ اسناد

میں مجاز عقلی اور مراد حقیقت علیہ یعنی مغفرت امت و تابعین کی مانتے ہیں کما مر مراد۔  
اس گستاخ رکنی سے کوئی پوچھے کہ کیا وہ خاص مقرب اور وزیر معصوم ہوتے ہیں؟ کہ تم  
عام غیر معصوم فسق و فہار کے لئے کئے گئے جملہ پر قیاس مع الفارق کر کے حضور امام  
المصومین منظر ذات حق ﷺ کے لئے بھی اس کے منطقی عصمت جل جلالہ کی طرف سے  
اس کی سبحانیت کے منظر ﷺ پر بھی بے گناہ کئے معافی گناہ کا الزام لگا رہے ہو۔ کیا  
وہ وزیر بھی لقد کان فی رسول اسوة حسنة اور فاتبعونی یحببکم اللہ کا مصداق  
ہوتے ہیں؟ شرم باید۔ حضور ﷺ سے تو گناہ ممکن ہی نہیں، کیا ان وزیروں سے بھی گناہ  
ممکن نہیں ہوتا؟ ایسا غلط قیاس مت کرو۔ ہو ﷺ لا یقاس علیہ غیرہ (عمدة القاری  
ج ۱ ص ۷۷۸) اور اگر تمہارا اس پر ایمان نہیں تو :

بے حیا باش و ہر چہ خوانی کن

شیطنیت ہی شیطنیت | بعض اہلہ و شقی علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ خلاف اولیٰ سے مراد ماہو  
ذنب یا خلاف الاولیٰ فی نظره العالی ہے۔ یہ بھی بہت گندی توجیہ ہے۔ اس لئے کہ  
آپ کی نظر حق بین نے جسے خلاف اولیٰ دیکھا تو وہ حقیقت میں خلاف اولیٰ تھا یا نہیں تھا۔  
اگر خلاف اولیٰ ہی تھا تو معاذ اللہ آپ ممنوع شرعی و مغضوب علیہ کام کے مرتکب قرار  
پائے اور یہ باطل ہے، جیسا کہ دلائل گزر چکے اور اگر وہ کام حقیقتاً تو خلاف اولیٰ نہ  
تھے مگر محض آپ کی نظر میں خلاف اولیٰ نظر آتے تھے تو معاذ اللہ آپ کی نظر نے غلط  
دیکھا اور وہ حق بین نہ رہی۔ آپ کی نظر عالی ہے تو افعال مبارکہ بھی عالیہ ہیں، آپ کی نظر  
مبارک میں آپ کا کوئی فعل مبارک خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ  
مومن کی نظر بھی غلط نہیں دیکھ سکتی۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ حضور ﷺ  
کی نظر مبارک کی ایسی توہین؟ اعاذنا الله من مثل هذه الخرافات۔

قیامت آرہی ہے۔ شفیق اللہ بین کے دربار میں اس کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔  
تمہاری ڈاکٹری و صاحبزادی کے حدود اربعہ معلوم ہو جائیں گے۔ توبہ کرو۔

وقت پر کافی ہے قطرہ لہ خوش ہنگام کا

جل گیا جب کیمت بھرینہ برسا تو کس کام کا

معصوم ناکندہ گناہ کو یہ کہنا کہ جا ہم نے تمہیں گناہ کی معافی دے دی، یہ اس کی تشریف  
نہیں تبدیل و توہین ہے۔ فیما تہا۔

سعیدی و رکنی کے دلائل کے تاہوت میں آخری میخ | راجہاں ملعون و سلمان  
رشدی علیہ اللعنة نے بھی آپ ﷺ پر گناہ کا الزام لگایا۔ یہ مولوی بھی وہی کام کر رہے ہیں۔



سعیدی نے اپنی نام نہاد شرح مسلم ج ۷ ص ۳۴۴ اور اس کے معلم شکری نے اپنے رسالہ مغفرت ذنب کے صفحہ ۳۰ پر آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کو آیت وما ادری ما یفعل لی ولا یحکم کا ناخ قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی زحمت بھی کی ہے کہ چونکہ مشرکین مکہ نے آیت وما ادری ما یفعل لی ولا یحکم سے یہ سمجھا تھا کہ حضور ﷺ کو بھی اپنی اخروی بخشش اور جنت میں جانے کا کوئی پتہ نہیں ہے اور ہمیں بھی کوئی پتہ نہیں۔ لہذا ہمارا اور آپ ﷺ کا حال برابر ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر نازل فرما کر اور آپ ﷺ کے حدیبیہ سے پہلے اور بعد ہونے والے گناہ بھی معاف کر کے آپ کے جنتی ہونے کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں ان دونوں سعیدی و رکنی نے صدر الافاضل اور مفتی احمد یار خان کی تفاسیری ہدایت کے حوالے بھی دیئے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے رسالہ ”انباء المصطفیٰ“ سے بھی حوالہ نقل کیا ہے کہ آپ بھی آیت لیغفر لک اللہ کو آیت وما ادری کا ناخ بہ معنی آپ ﷺ کی مغفرت ذنب مانتے ہیں (مغفرت ذنب ص ۵۳)

محرر سطور کہتا ہے کہ سعیدی و رکنی کا یہ استدلال چند وجوہ حاطل و باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ وما ادری ما یفعل لی کا یہ مطلب ہی غلط ہے کہ میں اپنے گناہوں کی بخشش اور اپنا جنتی ہونا ہی نہیں جانتا اور اس معنی میں اس کا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے منسوخ ہونا بھی غلط ہے۔ کیونکہ آیت وما ادری مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور آیت لیغفر لک اللہ مکہ معظمہ سے آپ ﷺ کی ہجرت کے کم از کم ۶ سال بعد بہ موقعہ حدیبیہ نازل ہوئی۔

مشرکین مکہ سے آیت ما ادری سے آپ کے یقینی جنتی نہ ہونے کے جیسے خطرناک قول پر اللہ تعالیٰ کا ۱۲ - ۱۳ یا کم از کم ۶ سال خاموش رہ کر حدیبیہ سے واپسی کے سفر میں جب کہ وہاں کوئی مشرک حضور ﷺ کے ساتھ ہی نہ تھا، آپ کو یہ بتانا اور وہ بھی آپ کے گناہ بخش کر کہ آپ جنتی ہیں، عقل و نقل کے خلاف ہے۔

عقل کے اس لئے خلاف ہے کہ اس طرح مشرکین کا خوش ہونا بیجا ثابت ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ کو صرف اپنے جنتی ہونے کا عدم علم ہی نہیں بلکہ صلح حدیبیہ تک واقعی آپ کے (معاذ اللہ) جنتی نہ ہونے کا نتیجہ بتا ہے کیونکہ اس قول بدتر از بد کے مطابق آپ ﷺ کے گناہ حدیبیہ سے واپسی پر بخشے جا کر آپ کے جنتی ہونے کا اعلان ہوا اور نقل کے اس لئے خلاف ہے کہ حضور ﷺ نے نول روز نزول وحی قبل یوفتیس پر کیف انا فیکم فرما کر اعلان فرما دیا تھا کہ مجھ میں کوئی عیب نہیں تو اس سے ۱۹ سال بعد

نازل ہونے والی آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا یہ معنی کرنا کہ ابتدائے نزول قرآن کے ۱۹ سال بعد آپ ﷺ کے عیب چھٹے گئے اور بتایا گیا کہ آج آپ کے گناہ چھٹے ہیں اور آج سے آپ جنتی ہیں۔ اول روز سے تا آخر آپ کے اطاعات انا اول من یدخل الجنة سب سے پہلے جنت میں میں داخل ہوں گا اور جس نے میرا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مان لیا وہ جنتی ہو گیا، وغیرہا بے شمار آیات و احادیث کے بھی خلاف ہے۔

(۲) اس لئے کہ آیت لیغفر لک اللہ سے آیت وما ادری کے ناخ ہونے کی ساری بیاد تفسیر ابن جریر کی چار روایات پر ہے۔ صدر الافاضل اور مفتی احمد یار خاں وغیرہ تمام مفسرین نے ابن جریر کی ان چاروں روایتوں سے ہی آیت وما ادری کا آیت لیغفر لک اللہ سے منسوخ ہونا بطور ایک تفسیری قول ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ابن جریر کی چاروں روایات ضعیف، ناقابل حجت بلکہ موضوع و جھوٹی ہیں۔

ابن کثیر آیت وما ادری کا آیت لیغفر لک اللہ سے منسوخ ہونا ابن جریر کی ان چاروں روایات میں سے پہلی روایت کے حوالے سے یوں لکھتا ہے قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی هذه الآية نزل بعدها لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و هكذا قال عکرمہ و الحسن و قتادة انہا منسوخة بقوله تعالى ارح (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۵۵) اب ان چاروں روایات کی سندیں اور اس کے قول کے راویوں کا حال دیکھ لیجئے:

ابن جریر کی سند اول: حدثنا علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثني معاوية عن علی عن ابن عباس قال وما ادری ما يفعل بی ولا حکم فانزل اللہ بعد هذا لیغفر لک اللہ ارح (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۵۰/۲۶) اس سند میں دو علی ہیں۔ پہلا علی، علی بن مجاہد ہے جو ابو صالح سے روایت کر رہا ہے۔ امام یحییٰ بن محییٰ کہتے ہیں کان یضع الحدیث یہ جعلی اور جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا اور اس نے ایک کتاب ”المغازی“ تصنیف کی تھی تو اس نے سب روایتوں کے لئے جعلی اور جھوٹی سندیں بنالی تھیں فکان یضع لكل اسناداً۔ امام یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں علی بن مجاہد کذاب علی بن مجاہد کذاب جھوٹا راوی ہے (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۷۸ طبع حیدرآباد دکن) لہذا چودہویں صدی کے اس محدث سعیدی اور اس کے مقتدی رکنی کو ان دونوں آیتوں کے ناخ و منسوخ ہونے کی عید منانے پر پہلی مبارک۔

اس روایت میں دوسرا علی، علی بن طلحہ عن ابن عباس ہے۔ ابن دحیم کہتے ہیں لم یسمع

التفسیر من ابن عباس یعنی اس علی نے یہ تفسیر کہ آیت لیغفرلک اللہ آیت وما ادری کی ناخ ہے ، ابن عباس سے سنی ہی نہیں۔ یعنی اس نے عن ابن عباس غلط کہا ہے۔ امام یعقوب بن سفیان کہتے ہیں ضعیف الحدیث منکر لیس محمود المذہب یہ بد مذہب اور ناپسندیدہ و ضعیف الحدیث ہے۔ روی عن ابن عباس ولم یرہ اس نے ابن عباس کو دیکھا ہی نہیں اور بے دیکھے ان سے روایتیں گھڑتا ہے (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۴۰) لہذا سعیدی و رکنی جیسے جعل سازوں کو ایسے جملہ سازوں کی مجلسازی کی روایت سے استدلال پر دوسری مبارک۔

سند دوم: حدثنا ابن حمید قال حدثنا یحییٰ ابن واضح عن العسین عن یزید عن عکرمۃ والحسن البصری قال فی حم الاحقاف الخ (تفسیر لکن ج ۲۶ ص ۱۵) اس سند میں پہلا راوی محمد بن حمید ہے۔ امام صالح بن محمد کہتے ہیں ما رائت احدا اجرا علی اللہ منہ کان یاخذ الحدیث فیقلب بعضہ علی بعض وقال ایضاً ما رائت احدا احذی بالکذب من رجلین سلیمان الشاذ کونی و محمد بن حمید (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۲۸) میں نے لکن حمید سے بڑھ کر کوئی بھی آج تک اللہ پر جرات کرنے والا کذاب نہیں دیکھا۔ حدیث لے کر پھر اس میں اول بدل کرنے کا عادی تھا اور سلیمان شاذ کوئی اور محمد بن حمید سے بڑھ کر میں نے جھوٹ میں ماہر کوئی ایک بھی نہیں دیکھا۔ سعیدی و رکنی کو یہ تیسری مبارک۔

سند سوم: حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ وما ادری ما یفعل الخ (لکن ج ۲) اس روایت میں پہلا راوی بشر بن آدم بن یزید ہے جو اپنے دادا یزید سے روایت کرتا ہے۔ دارقطنی و امام لکن حاتم کہتے ہیں لیس بقوی یہ ضعیف راوی ہے (تہذیب التہذیب ص ۳۴۲) آگے راوی سعید ہے۔ امام ازہدی کہتے ہیں اختلط اختلاطاً قبیحاً (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۶۲) یہ راوی بری طرح حدیثوں کو ایک دوسری سے غلط ملا کر دیتا ہے۔ اس سند کے آخر میں قتادہ ہے، امام جریر مغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ حاطب اللیل ہے یعنی سب خشک و ترویج و غلط حدیثیں بیان کرتا ہے و کان مدلساً حدیثوں کی کمزوریاں چھپاتا اور ان میں تغیر و تبدل کرتا ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس نے ۳۰ آدمیوں سے ان سے سے بغیر حدیثیں روایت کردی ہیں حوالہ گزر چکا ہے فلینظر ثم۔ لہذا ناخ رکنی و منو بخ سعیدی کو چوتھی مبارک۔

سند چہارم: حدثنا ابن عبد الاعلیٰ قال حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ فی قوله وما ادری (لکن ج ۲۶ ص ۱۵) یہ روایت معمر نے قتادہ سے کی ہے۔ معمر

خود کشیر الاوهام ہے (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۳۹) یعنی حدیثوں میں وہم کرتا ہے اور قنادہ عراقی ہے کیونکہ بصرہ عراق کا رہنے والا ہے اور معمر کی عراقیوں سے روایات مردود ہیں۔ امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں اذا حدثک معمر عن العراقيين فخالفه (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۳۵) معمر کی عراق کے راویوں سے روایت کی مخالفت کرو کہ وہ غلط ہوتی ہے۔ لہذا سعیدی و رکنی کو فخالفه کی یہ پانچویں مبارک اور ساتھ ہی یہ تھہ بھی کہ حدیث سے ان روایات کے مخرج امام ابن جریر ان اپنی تخریج کردہ روایات کا خود رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات سے یہ مطلب نکالنا کہ معاذ اللہ آیت لیغفر لک اللہ کے نزول تک آپ ﷺ کو اپنے جتنی ہونے یا اپنے گناہوں کی بخشش کا علم ہی نہ تھا، قطعاً غلط ہے۔

امام حسن کی روایت میں ہے کہ اما فی الآخرة فمعاذ اللہ قد علم انه فی الجنة حين اخذ ميثاقه فی الرسل (تفسیر ابن جریر ج ۲۶ ص ۶) یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے واذا اخذ اللہ ميثاق النبیین کے حوالے سے انبیائے کرام علیہم السلام سے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہو اور آپ ﷺ کو اپنے جتنی ہونے کا علم ہی نہ ہو۔ معاذ اللہ عن هذا القول۔ تو یہ آیت لیغفر لک اللہ کو بایں معنی آیت و ما ادری کا ناخ کتنا ہی غلط ہے۔ اور اس کا احسن مطلب یہی ہے کہ اے مشرک! میں نے جو اعلان کیا ہے کہ جنت میں میں اور مؤمنین ہی جائیں گے۔ تم مشرکین اور کفار جنت میں نہیں جا سکتے بلکہ دوزخ میں جاؤ گے، یہ اعلان غلط نہیں ہو سکتا و ما ادری ما یفعل بی ولا یحکم ان اتبع لا ما یوحی الی، میں نے اپنی درایت (ادری) یعنی اپنے عقل و قیاس سے یہ اعلان نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے اعلان کیا ہے کہ میں اور میرے متبعین جنت میں جائیں گے، مشرکین، کفار فی النار ہیں۔ صدر الافاضل کی تفسیر ”خزائن العرفان“ سے سعیدی و رکنی نے صرف پہلا تفسیری قول ناخ و منسوخ والا نقل کر کے ان کا یہ آٹری قول جسے وہ (صاف) بیان کر رہے ہیں کہ یہاں درایت کی نفی ہے، علم کی نفی نہیں، شیر مار سمجھ کر ہڑپ کر کے نہایت بد دیانتی کی ہے۔ اسی طرح اس کذاب سعیدی نے امام اہل سنت کے رسالہ ”لہام المصطفیٰ“ کے حوالہ کے مفہوم میں بھی آپ کے الفاظ کے برعکس مطلب بیان کر کے بہت بڑی بے ایمانی کی ہے۔ اعلیٰ حضرت ”لہام المصطفیٰ“ میں آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں مغفرت ذنب کی حقیقی اضافت حضور ﷺ کی طرف نہیں کرتے بلکہ آپ کو سبب و واسطہ مغفرت قرار دے رہے ہیں۔ جس طرح ہم بار بار ذکر کرتے ہیں آپ مغفرت اگلے پچھلے تابعین کی کہہ رہے

ہیں۔ چنانچہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کا ترجمہ آپ نے ”تا کہ اللہ غش دے تمہارے واسطے سے اگلے پچھلے سب گناہ“ کیا ہے۔

لہذا ”لما المصطفیٰ“ کی عبارت کے الفاظ ”آپ کے واسطے سے“ سے رکنی کا یہ الزام کہ اعلیٰ حضرت نے ذنب سے امت کے ذنب کی مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور ﷺ کی مغفرت مراد لے کر۔ الخ (رسالہ مغفرت ذنب ص ۵۵) رکنی کے لئے لعنة الله على الكاذبين ہے۔

آپ ﷺ کے واسطے سے آپ کی مغفرت ہو رہی ہے یا امت کی؟ کیا رکن الاسلام میں واسطے کا یہی مطلب پڑھایا جاتا ہے۔ شرم باید۔ قائلین نسخ کے نزدیک بھی وما ادری اور واللہ لا ادری میں متعدد احتمالات ہیں۔ لکن جریر کہتے ہیں کہ یہ احتمال (جسے رکنی و سعیدی اختیار کر رہے ہیں) کہ آپ ﷺ کے گناہ کی بخشش و جنتی ہونے کا آپ کو علم نہ تھا یہ تو قطعاً باطل ہے جیسا کہ لکن جریر کی عبارت گزر چکی ہے۔

لکن جریر کے مطابق آپ ﷺ کے کفار کے ساتھ معاملات کے انجام اور آپ کے دین کی باقی ادیان پر غلبہ کی تفصیل بقیاس خود عدم درایت ہی آیت لیظہرہ علی الدین کلمہ سے منسوخ ہوئی ہے مگر بعض کے نزدیک ایک توجہ یہ بھی ہے کہ ما یفعل ہی سے مراد آپ ﷺ کی صحابہ کرام کی کلی مغفرت کی خواہش مبارک کی حسب اقتضائے قلب نبوی تمجیل کے وقت کی بقیاس خود عدم درایت ہے جس کی تمجیل کا دوسروں سے اظہار فرمایا گیا۔ (سبب اول) انا فتحنا لک فتحا مبینا ہے اور (سبب دوم) انزل السکینہ فی قلوب المؤمنین ہے۔

فتح مبین بھی سبب اعلان مغفرت صحابہ ہے اور انزال سکینہ بھی سبب اعلان دخول جنت صحابہ ہے اور یہ تکرار کما وہمہ السعیدی والرکنی اس لئے نہیں کہ لیغفر لک اللہ معطول فتح مبین ہے اور دخول جنت معطول نزول سکینہ ہے اور اس طرح یہ لیغفر لک اللہ ما تقدم اور لیدخل المؤمنین والی دونوں آیتیں ناخ و ما ادری ما یفعل ہی ولا حکم اور واللہ لا ادری کی ہوئی ہیں۔ مگر امام اہل سنت کے نزدیک لک والا لام تعلیل ہے اور ان دونوں نعمتوں مغفرت صحابہ اور دخول جنت مع ان دونوں کے علل فتح مبین و نزول سکینہ کا سبب حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے لہذا ہمارے نزدیک لا ادری بہ معنی لا اعلم کے نسخ والی روایات چونکہ قطعی بابت علم نبوی و نزلنا علیک الکتاب نبیاننا لکل شیعہ اور تفصیل کل شیعہ کے خلاف ہیں لہذا بجائے نسخ کے پہلا مطلب ہی صحیح ہے۔ امام اہل سنت آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر اور

اجلہ عارفین و مفسرین جن کے نام گزر چکے ہیں کے مطابق لک والا لام تعلیلیہ بہ معنی سبب اور لک کا معنی ”آپ کے سبب سے“ اور ما تقدم و ما تاخر میں ما موصولہ اور یا ما بہ معنی من کی دونوں صورتیں صحیح قرار دے کر ما کے مدخل تقدم و تاخر کا معنی بصورت ما موصولہ ما تقدم و ما تاخر کا معنی ”انباء المصطفیٰ“ میں اگلے پچھلے گناہ کرتے ہیں اور بصورت ما بہ معنی من لے کر ”کنز الایمان“ میں ترجمہ فرماتے ہیں ”اگلوں کے اور پچھلوں کے“ ان کے دونوں ترجموں میں گناہ کا لفظ لیغفر کی تشریح ہے جو کہ بدالات تضمنی مقہوم گناہ ہے کہ مغفرت ہوتی ہی گناہ کی ہے۔ اور اس آیت میں دونوں ترجموں کی صورت میں لفظ ذنب کا معنی ”تاہین“ ہے۔ جیسا کہ لغت کی رو سے ہم بارہا بیان کر آئے ہیں اور امام اہل سنت کے اس بے غبار اور غیر منت کش تاویلات لا طائلہ و توجیہات فاسدہ بہ محاورہ ترجمہ کے لفظی ترجمہ کی صورت یہ ہے۔

ما موصولہ کی صورت میں ترجمہ

ل	یغفر	ل	ک	اللہ	ما	تقدم	من ذنبک	و	ما	تاخر
تاکہ	خش دے	سبب	آپکے	اللہ	جو بھی گناہ	پہلے ہو چکے	آپکے مکمل تاہین	اور	جو بھی گناہ	پچھے ہو گئے

امام اہل سنت اس کا محاوراتی ترجمہ اپنے رسالہ ”انباء المصطفیٰ“ میں یہ کرتے ہیں: تاکہ اللہ خدا تعالیٰ تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔

ما بہ معنی من کی صورت میں ترجمہ

ل	یغفر	ل	ک	اللہ	ما	تقدم	من ذنبک	و	ما	تاخر
تاکہ	خش دے	سبب	آپکے	اللہ	ان کو	جو پہلے گزر چکے	آپکے مکمل تاہین	اور	جو	پچھے ہو گئے

امام اہل سنت اس کا محاوراتی ترجمہ ”کنز الایمان“ میں یہ کرتے ہیں: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ خدا تعالیٰ تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔

ذنب کا لفظی معنی ”کھل و کچے تاہین“ کا اس لئے ہے کہ ذنب یذنب کی مصدر ذنب بہ معنی ابتلا کی تعریف میں جیسا کہ ہم ”قاموس اللغات“، ”لسان العرب“ اور ”منجد“ سے ذکر کر آئے ہیں۔ ”قلم یفارق اثرہ“ یعنی اپنے مقتدا و پیشوا کی ایسی تابعداری کرنا کہ اس کا نقش قدم نہ چھوڑے، ملحوظ ہے۔ تو اس ذنب بہ معنی جنس اسم فاعل ذائبین ”متبعین“ سے مراد ساری امت نہیں، اس سے مراد صحابہ کرام ہیں اور یا معہم امت کے وہ صالحین افراد بھی مراد ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ کا صریح فرمان ہے کہ: لیدخل الجنة

من امتی سبعون الفا ومع کل منهم سبعون الفا میری امت سے چار کروڑ نوے لاکھ افراد بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے (بخاری ج ۱ ص ۴۶۰) ما تقدم منه وما تأخر منه کا فاصل وقت بعثت فتح مقام کراخ الغمیم ہے۔ باقی امت آپ ﷺ کی شفاعت اور پھر آپ کے ہی بہ صورت ارحم الراحمین قبضہ (چلو) سے دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگی۔ جب ذنب کا معنی گناہ کے متبادل یا بعین کتب لغت میں موجود ہے تو حضور ﷺ کی طرف مضاف من ذنبک کا معنی ”آپ کے گناہ“ کرنا اور پھر اس کی تاویلاتہ کے جھجھٹ میں پھنسا بد قسمتی سے سوا کچھ بھی نہیں۔

### من ذنبک کے معنی میں علما کا اختلاف

پہلا گروہ جو بعض احادیث و اخبار آحاد و اقوال بعض مفسرین کو اہمیت دے کر اور عصمت نبی کو نظر انداز کر کے حضور ﷺ کی نسبت بھی ذنب کا معنی ”گناہ“ اور ک خطاب کی طرف اضافت حقیقی کہہ کر ترجمہ ”آپ کے گناہ“ کرتا ہے۔ تو چونکہ لفظ گناہ عصمت نبی کے خلاف ہے لہذا اجماع امت بر عصمت نبی کا خلاف اور کفر ہے۔

دوسرا گروہ جو گناہ کا معنی تو نہیں کرتا بلکہ ”ترک افضل“ یا ”خلاف اولیٰ“ کا معنی کرتا ہے۔ یہ گروہ کبھی تو کہتا ہے کہ حقیقتاً مراد تو آپ ﷺ خلاف اولیٰ کام ہیں، مگر لفظ ذنب (گناہ) مجازاً بول دیا گیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ حقیقتاً تو حضور ﷺ کا ذنب (گناہ) ہی ہے، مگر خلاف اولیٰ یا ترک افضل مراد ہے۔ ان میں اب ایک نیا گروہ نمودار ہوا ہے جو کہتا ہے کہ ذنب کا معنی یہاں گناہ تو نہیں پھر یہ گروہ کبھی بظاہر خلاف اولیٰ کہتا ہے۔ یہ خلاف اولیٰ کا نیا ایڈیشن ہے تو چونکہ ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ بھی افضل الانبیاء و اولیٰ واعلیٰ نبی و ظاہراً وباللہ اولیٰ ﷺ کے لئے سوء اولیٰ و مالا لئق منصب نبوت ہیں، لہذا یہ گروہ بھی بے ادب ہے۔ ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں کہ نہ تو لفظ یہ معانی صحیح ہیں اور نہ ہی شرعاً صحیح ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ گزشتہ صفحات میں اسے ایک دفعہ پڑھ ضرور لیجئے، شاید آپ کا فائدہ ہو جائے۔

تیسرا گروہ جو ذنب بفتح ذال و سکون کو ذنب بفتح ذال و نون سے مشتق گردان کر یہاں ذنب کا معنی الزام کا کرتا ہے۔ وہم قلیل یہ چند مولوی ہیں۔ یہ معنی صحیح ہو سکتا ہے مگر بوجہ اصل لفظ ذنب کا معنی نہ ہونے کے بعد اور غیر مروج عند العلماء ہے۔ گزشتہ صفحات میں اقسام اشتقاق اور اشتقاق معنی کی مثالیں مفصلاً پڑھ لیجئے۔

چوتھا سواد اعظم جو آپ ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا اسناد مجازی مان کر کاف



خطاب سے مراد بطور حقیقت آپ کی امت لیتا ہے اور یا اس کا لغوی اور مطابقی معنی مبعوث۔ معنی جنس اسم فاعل ”تابعین“ لے کر آپ کے انگلوں پچھلوں کے الفاظ سے کرتا ہے۔ یہی دو توجہیں تمام اولیاء اللہ اور اجلہ ائمہ مفسرین و جمہور علمائے اسلام کے نزدیک یقین اور عصمت نبی ﷺ کے لائق اور کسی قسم کے خدشہ سے پاک ہیں کہ لذنبک میں آپ ﷺ کی استغفار بھی آپ کے تابعین کے لئے تھی اور موقوفہ حدیبیہ بوقت بھارت فتح مکہ مغفرت بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے آپ کے نقش قدم پر چلنے والے آپ کے متبعین کی ہوئی۔ آپ ﷺ کی ذلت اقدس ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ سے ہر طرح پاک ہے۔

پہلا دوسرا گروہ حضور ﷺ کے گناہ، خلاف اولیٰ ثابت کر کے راجپال و ملعون کے ”رگبیل رسول“ کی علماء کی صورت میں یادگار ہیں۔ سلمان رشدی کی روحانی اولاد یہ علماء اللہ کی زمین پر بدترین مخلوق ہیں۔ پیغمبر پاک ﷺ کو بدنام کرنے والے یہ گروہ ملعون ہیں۔

### اغلاط العلماء

مولوی سعیدی کا تعلق دوسرے گروہ سے ہے مگر رکنی کا تعلق پہلے گروہ سے ہے بلکہ ان سے بدتر ہے کہ انہوں نے تو آپ کے گناہ یا خطاکہ کر ہی جنم خریدا تھا مگر یہ شقی حضور ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ بول لینے پر اجماع کا ہدیان بک رہا ہے۔

حضور معدن عصمت ﷺ کے متعلق لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں ذنبک کا معنی ”آپ کے گناہ“ بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ کے ثبوت میں مولوی سعیدی و رکنی کے پاس ۵ صحابیوں کے اجتہادی غلطی پر مبنی اور بارگاہ رسالت سے مردود و مفضوب علیہ اقوال اور دو تین ضعیف و ناقابل حجت حدیثوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جن کا کھل حال ہم بیان کر چکے ہیں۔

عصمت نبی کے مقابلہ میں آپ ﷺ کے گناہ ترک اولیٰ وغیرہ کے ثبوت میں ان کا زیادہ مدار مفسرین و علماء کے اقوال پر ہے۔ حالانکہ عصمت نبی کے عقلی قطعی اجماعی مسئلہ کے مقابلہ میں تو نبی کے گناہ کی طرف مشیر کوئی صحیح حدیث خبر واحد بھی حجت نہیں ہو سکتی اور کسی صحابی کی اجتہادی غلطی سے نبی کے لئے گناہ کا لفظ بولنا بھی دلیل اطلاق لفظ گناہ بر نبی کی دلیل نہیں بن سکتا چہ جائیکہ بعض مردود و نام نہاد مفسرین کا کوئی حوالہ حجت ہو سکے۔

کیونکہ دنیا کے کسی محدث یا مفسر یا فقہ کی کوئی ایسی شرح حدیث یا تفسیر یا کسی بھی فن کی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں کوئی نہ کوئی غلطی نہ ہو۔

درس نظامی ہر مکتب فکر کا مسلم نصاب ہے۔ اس کی پہلی کتاب حضرت شیخ سعدی کا فارسی زبان میں رسالہ ”کریما“ ہے۔

”کریما“ میں علمائے دیوبند کی غلطی | کریما کے عنوان ”در مذمت حرص“ میں سنی بریلوی علما کو بے علم کہہ کر خود علم کے چیز میں کھلانے والے سب علمائے مدرسہ دیوبند کی تصدیق سے مدرسہ دیوبند کے استاذ قاضی سجاد حسین دیوبند کے حاشیہ سے چھپا ہوا ایک شعر یوں ہے۔

چناں صید بہر شکار کہ یادت نیامد ز روز شاد

علمائے دیوبند نے حاشیہ میں صید کا معنی شکار لکھا ہے اور صید کا معنی بھی شکاری ہے۔ مگر قیامت یہ ہے کہ یہ لفظ یہاں صاد سے صید نہیں تھا بلکہ سین کسورہ سے صید تھا۔ ”صید“ کا معنی ہے۔ الذئب، الاسد (منجد) بھڑیا یا شیر۔ علمائے دیوبند کو بوجہ جہالت صید کا معنی نہیں آیا تو صید کو صید بنا کر سارے شعر کے مفہوم کا حلیہ ہی بگاڑ ڈالا۔ مصرع یوں تھا:

چناں گشتہ صید بہر شکار

جس کا معنی تھا کہ تو شکار کے لئے ایسا بھڑیا بن چکا ہے کہ تجھے قیامت کا دن یاد ہی نہیں آتا۔ مگر صید کے لفظ سے معنی یہ ہو گئے کہ تو شکار کے لئے ایسا شکار بن چکا ہے اٹخ۔ یہ کلام مکمل ہو گیا۔

دیوبند کے مدرس فن نحو مولوی ظہور احمد کی ”ایضاح العوالم“ شرح مائة عامل کی بیسیوں نحوی و ترکیبی غلطیاں اور ان کے الشیخ الانور کی ”فیض الباری“ شرح بخاری میں بے شمار جہالتیں اور ان کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی ”فتح الملہم“ شرح مسلم میں حماقتیں اگر دیکھنی ہوں تو البشیر اکمال شرح شرح مائة عامل اور بشیر القاری شرح البخاری ہر دو تصنیف بحر اعطوم حضرت المحدث السید غلام جیلانی میرٹھی ملاحظہ کر لیں۔

امام غزالی | امت کے مثالی عالم ہیں مگر وہ بھی حضور ﷺ کے بول مہانک و دم اطہر کو کیس بھس لکھ گئے۔ امام بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ امام غزالی کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں یا للغزالی من هفوات انّ فاذا ذی عنه صماء (عمدة القاری شرح بخاری ج ۱ ص ۷۷۸) غزالی کی بہت بڑی غلطی ہے، میرے کان اس کی ایسی بات سننے سے برے ہیں۔

اعظم فقہاء امام احتاف امام احمد بن حسین بروعی متوفی ۳۱۷ھ امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد کے شاگرد اور اجلہ فقہاء سے ہیں۔ انہوں نے غلطی سے خروج بصرہ یعنی نماز سے خروج بغل نمازی فرض لکھ دیا پھر کئی اصحاب متون و شروح اکثر فقہاء اس کی تصدیق کرتے چلے گئے۔ امام کرنی نے اس کا رد کیا کہ ہذا الاستنباط غلط من البردعی علامہ شامی کہتے ہیں کہ محققین کے نزدیک کرنی کا قول ہی صحیح ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۵) اس کی مزید تفصیل ہماری کتاب ”تخت المناظرین“ میں پڑھے۔

شیخ اکبر دہلوی سرہندی ایہ دونوں حضرات مجتہد ہیں۔ اول مجتہد فی المعرفة ہیں اور ثانی مجتہد فی مشرب المعرفة ہیں۔ دونوں نے عہدیت محضہ کو کمال عہدیت قرار دیا ہے اور لیسر پور کے مولوی محمد احمد نے حال ہی میں شائع شدہ اس کی کتاب ”حکایت قدم غوث کا صحیح جائزہ“ میں اسی سے دھوکہ کھا کر حضور غوث اعظم کے قدم کا علی رقبہ کل ولی اللہ ہونے کا انکار کر کے فتنہ پھیلایا ہے۔

حضور ولی اللہ کی فضیلت میں خود ”تمام لولیا“ کا لفظ بولتا ہے (ص ۲۸۴) مگر حضور غوث اعظم کے لئے کل ولی اللہ کا لفظ اس کے لئے قیامت سے کم نہیں۔ فیما عیاء۔ حالانکہ عہدیت محضہ مہودہ کمال نہیں۔ بخاری کی حدیث یتقرب الی العبد بالانوافل (الحمدیث) کے حوالے سے عہدیت منقرہ کمال عہدیت ہے۔ اور یہی حضرت شیخ اکبر کی مروی ہے اور یہی حسب مراتب معدن کرامات ہے۔ حضور غوث اعظم تقرب میں ہر ولی سے اعلیٰ ہیں لہذا کرامات میں بھی سب سے بالا ہیں۔

امام بخاری محتاط محدث ہیں۔ مگر احادیث بیان کرنے میں اور سمجھنے میں ان سے بھی بے شمار غلطیاں ہوئی ہیں۔ چنانچہ حدیث لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الكتاب (بخاری ج ۱ ص ۱۰۳) جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں لمن میں من کو امام و مقتدی کے لئے عام سمجھ کر بخاری نے باب باندھ دیا۔ وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات کلہا یعنی امام بھی قرآن پڑھے اور مقتدی بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔

حالانکہ بخاری کا یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ فاتحہ پڑھنا بھی قراءۃ ہے کیونکہ قرآن پڑھنا ہی قراءۃ کہلاتا ہے اور فاتحہ ام القرآن ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے من کان لہ امام فقراء الامام لہ قراءۃ (لکن ماجہ ص ۶۱ و طحاوی شریف) جو شخص بھی امام کا مقتدی ہو تو امام کی قراءۃ اس کے لئے کافی ہے یعنی وہ قراءۃ نہ کرے اور قرآن مجید خواہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ، امام کے پیچھے مقتدی نہ پڑھے۔

بعد دوسری حدیث میں جو کہ امام محمد نے باسند صحیح اپنے مؤطا میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے اس میں ہے فلا صلوة له یعنی امام کے پیچھے قراۃ کرنے کی صورت میں مقتدی کی نماز ہی نہیں ہوتی تو بخاری کی روایت میں لمن کو ان ماجہ و مخطاوی و مؤطاوی روایت کے من نے خاص کر دیا ہے۔ کیونکہ بخاری نے خاص قراۃ فاتحہ مذکورہ در لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب سے عام وجوب القراءة للامام والمأموم کا باب باندھ کر تسلیم کیا ہے کہ قراۃ فاتحہ بھی عام قراۃ میں داخل ہے۔ فاحفظه هذه النكتة تنفعك كثيرا اوجب مقتدی کے لئے عموماً کسی قسم کی قراۃ منع ہے تو فاتحہ پڑھنا بھی منع ہے کیونکہ وہ بھی قراۃ ہے۔

غزوہ مریض کو محمد بن اسحاق ۶ھ میں لکھا ہے مگر مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ ۵ھ میں ہوا۔ امام بخاری نے موسیٰ بن عقبہ سے ۳ھ میں لکھ دیا (دیکھو بخاری ج ۲ ص ۵۹۳) یہ غلط ہے۔

بخاری ج ۱ ص ۲۰ باب کیف یقبض العلم کی حدیث میں راوی اسماعیل بن ابی اسحاق کذاب ہے یضع الحدیث (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۵) وغیرہ وغیرہ۔ مثل الحمار وحلال الدم رواۃ بھی بخاری میں چھپے ہوئے ہیں (دیکھو نصب الراية ص ۱۰) امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم کہلاتی ہے اور اس نے سندوں پر سندیں لاکر تقویت صحت پر پوری ہمت صرف کی ہے مگر اس صحیح مسلم میں بھی بھول ناقدین حدیث موضوع و جھوٹی حدیثیں درج ہیں۔

باب فضائل ابو سفیان میں ابن عباس سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو سفیان نے حضور ﷺ سے کہا کہ عندی میرے پاس احسن واجمل عرب بیٹی ام حبیبہ ہے۔ میں اس کی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا نعم ہاں! مجھے منظور ہے (مسلم ج ۲ ص ۳۰۴) حالانکہ ام المؤمنین ام حبیبہ کی فتح مکہ سے ایک سال پہلے حضور سے شادی ہو چکی تھی۔ آپ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کے گھر تھیں۔ مکہ معظمہ میں عند ابی سفیان ہی نہ تھیں، یہ ساری روایت ہی غلط ہے اسی لئے ابن قیم نے لکھا ہے کہ کذب لا اصل له یہ روایت بے اصل و جھوٹ ہے۔ (جلاء الافہام لنن قیم ص ۱۶۰)

امام مسلم نے کتاب الطلاق میں ابن عباس سے ایک روایت درج کی۔ کان الطلاق علی عہد رسول ﷺ (الحدیث) یعنی حضور ﷺ کے زمانہ سے حضرت عمر کے عہد میں بھی دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی تھی پھر حضرت عمر نے تین طلاقیں کو تین طلاق ہی قرار دیدیا۔ یہ روایت صراحۃً غلط ہے۔ اس روایت میں اکٹھی تین طلاقیں یا

علیہ علیہ طلاق کا کوئی ذکر نہیں، ہر صورت تین طلاقیں کا ایک ہونا مذکور ہے اور یہ قطعی نص قرآن مجید کے الفاظ فان طلقها فلا تحل له من بعد (پارہ ۲) کے خلاف ہے کہ تیسری طلاق کے بعد عورت خاوند پر قطعاً حرام ہو جاتی ہے اور اس حدیث کے بھی خلاف ہے کہ حفص بن غنیمہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں اور اس کے متعلق خود حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فابانہا یعنی اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دیدیا (دیکھو دارقطنی، کتاب الطلاق)۔

اس روایت میں امام مسلم نے سند یہ ذکر کی ہے حدثنا اسحق بن ابراہیم و محمد بن رافع واللفظ لابن رافع قال اسحق انا وقال ابن رافع ناعبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ابن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس قال كان الطلاق (الحدیث) اس روایت میں دو راوی ناقابل اعتماد ہیں۔ معمر کثیر الاوہام ہے، حدیثوں کی روایت میں اسے وہم ہوتا ہے (اس پر جرح گذشتہ صفحات میں پڑھے) اور اس کا راوی عبدالرزاق و انہ لکذاب (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۳۵) واللہ اعلم لن طاؤس نے معمر کو کیا بتایا اور معمر نے کیا لکھ لیا اور پھر عبدالرزاق نے اس میں کیا جھوٹ ملایا؟

امت محمدیہ کے ان چیدہ علماء کی کتابوں میں غلطیوں کے چند نمونے آپ نے دیکھ لئے! اسی لئے علامہ طاش کبری زادہ کہتے ہیں۔ ولا یخلوا الكتب الکبار من سهو يقع فيها او غلط (مفتاح السعادة ج ۱ ص ۱۰۲) بڑی بڑی کتابیں بھی سهو و غلطی سے پاک نہیں ہیں۔

امام زر قانی کہتے ہیں واما العیوب وان کثرت فمما لا سبیل الی السلامة منها لغير المعصوم وقد قیل۔

من ذالذی ماساء قط ومن له الحسنی فقط

وقال ابن عبدوس لا اعلم فی الدنيا کتابا سلم الی مؤلفه ولم یستشبعه من یلیه (زر قانی ج ۱ ص ۳) کسی بھی غیر معصوم صحابی ہو، تابعی ہو، محدث ہو، فقیہ ہو، امام ہو، بخاری ہو، مسلم ہو، رازی ہو، غزالی ہو، آلوسی ہو، حنفی ہو، شاہ ولی اللہ ہو یا کاظمی ہو۔ کے بارے یہ کہہ دینا کہ ان کی ہر بات حجت ہے، یہ غلط ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی بھی غیر معصوم مصنف کی کوئی بھی کتاب افلاط سے سالم نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ کا گناہ سے معصوم ہونا قطعی اجماعی ہے۔ لہذا سعیدی و رکنی کا صحابہ کے اقوال یا مفسرین و علماء کے حوالوں سے حضور ﷺ کے بارے لفظ ذمہ کا معنی ”آپ کے گناہ“ کر کے اس کی تاویلیں گھڑنا سراسر شقاوت و خسران دارین ہے۔

ہم نے جنت کر دیا ہے کہ ان کی تمام باتوں میں اور ذنب کا ان کی حضور ﷺ جنت مآب۔ مصدر جنت ہر معصوم ﷺ کے انہوں، اپنے خاصوں، آپ کے اگلوں پچھلوں یعنی آپ کے ”تائمین“ ہے۔ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر میں بھی مغفرت آپ کی نہیں، آپ کے اگلوں پچھلوں تائمین کی ہوئی ہے۔ تراجم علماء سعیدی و رکنی نے بعض سنی علما کے تراجم حدیث کے حوالوں کا سارا بھی لیا ہے کہ انہوں نے بھی حضور ﷺ کی طرف مصاف لفظ ذنب کا معنی ”گناہ“ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فضل حق خیر آبادی، عبدالحکیم شرف اور غلام رسول فیصل آبادی نے حدیث شفاعت میں فقد غفرله ما تقدم من ذنبه و ما تاخر میں ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ بروایت ابوہریرہ اس لفظ کے گناہ کے معنی میں بخاری و مسلم و ترمذی میں یہ الفاظ اسی معنی میں منافقین کہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب بخاری و مسلم کی روایت قادمہ درست نہیں۔ لہذا ترجمہ درست ہے کہ منافقین کی یہی مراد ہوگی مگر حدیث کے الفاظ قابل حجت نہیں اس لئے کہ منافق کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ صفحات میں بخاری و مسلم کی دونوں روایات بقول و بقولون پر محرر سطور کی حث پڑھ لیں۔

مفتی سعادت علی، حافظ محمد شفیع لوکاڑی اور غلام رسول فیصل آبادی نے بھی دوسری جگہ بخاری کی روایت میں حضرت صدیقہ کے قول قد غفر اللہ لک من ذنبک میں ذنبک کا ترجمہ گناہ کیا ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہی جملہ حضرت صدیقہ کے علاوہ اور پانچ صحابیوں نے بھی آپ ﷺ کے ذنب بہ معنی گناہ میں آپ کو کہا فغضب رسول اللہ ﷺ آپ غضبناک ہوئے، ان کو ڈانٹا اور اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ ان انقاکم باللہ۔ میں سب سے زیادہ گناہوں سے پاک ہوں۔ لہذا ترجمہ بوجہ اجتہادی غلط معنی حضرت صدیقہ بطور نقل مراد صدیقہ صحیح ہے کیونکہ نقل مراد سے ناقل کی مراد ہونا ضروری نہیں مگر قول صدیقہ و صحابہ و ذنب سے صدیقہ و صحابہ کی مراد گناہ لینا بوجہ غضب نبوی اور بارگاہ رسالت سے رد ہونے کی بنا پر نا قابل استدلال ہے۔

سعیدی کے لئے یہ صراط مشہور ہے کہ کسی ملاں نے تقریر میں کہہ دیا کہ گدھا حلال ہے اور اس مسئلہ پر جو بھی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے، کر سکتا ہے۔ ملا میں شورش ہوئی، تاریخ مناظرہ مقرر ہو گئی، علاقہ کا جم تفریح جمع ہوا، ملا نے مطالبہ کیا کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ گدھا حلال ہے؟ ملاں صاحب کھڑے ہوئے اور گویا ہوئے ”حضرات علماء و عوام و خواص! گدھا

(۳۳۰)

۱۲۲

تو حرام ہی ہے مگر میں چونکہ اس علاقہ میں نیا نیا آیا ہوں ، اپنا تعارف کرائے کے لئے میں نے یہ سارا پروگرام بنایا تھا ، جو مکمل ہو گیا۔ میرا نام یہ ہے اور فلاں مسجد میں رہتا ہوں ، جس کو بھی میری ضرورت ہو بندہ خدمت کے لئے حاضر ہے۔ فقط والسلام ، کھیل ختم ، پیسہ ہضم۔

سعیدی صاحب محدث تو تھے ہی اور اب مفسر بھی بن جائیں گے مگر انہیں عمدوں پر اکتفا ان جیسی شخصیت کے لئے ناقابل اکتفا ہے، وہ مجدد بھی بننا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ان کا کسی مجدد سے ٹکر لینا ضروری تھا۔

کامل الحمار حامل الاسفار، قبیل وقال کا یہ رستم لنگوٹ کس کر مجدد الف ثانی نعمت اللہ فی دیار الهند امام العلم والعرفان امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے مقابلہ میں کود پڑا۔ مگر اس کی سب سے بڑی شومی قسمت یہ کہ عصمت و گناہ نبی کا مسئلہ موضوع بحث بنا کر جن شقی علاقے قرآن مجید میں حضور ﷺ کے متعلق لفظ ذنب کا معنی ”آپ کے گناہ“ کیا تھا ، انہیں ”علمائے اہل سنت“ کہہ کر جدیدیت کی نمک حلائی کی اور امام اہل سنت کے ترجمہ ”آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں پچھلوں کی خوش“ کو یہ ترجمہ صحیح نہیں کہہ کر متعارف تو ہو گئے مگر اب :

عشق آساں نمود اول ولے افتاد مسکھا

کا شکار یہ علامہ ایمان و کفر کی دو کشتیوں پر پاؤں رکھ کر عین پل صراط کے درمیان کھڑا حیران ہے۔ اس لئے کہ سید المصومین ﷺ کے لئے ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ آپ کی عصمت کا انکار اور کفر ہے اور آپ کے گناہ کی جائے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں پچھلوں تابعین کے ترجمہ سے اسے اختلاف ہے۔

یہ سعیدی کبھی تو کہتا ہے کہ لام تعلیلیہ یہاں لغت سے ثابت نہیں ، لہذا قیاس ہے اور لغت میں قیاس نہیں ہوتا (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) اور خود ذنب کا معنی ”بظاہر خلاف اولی“ کرتا ہے جب کہ لغت کی کتاب میں ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولی نہیں۔ قیاس کا منکر خود قیاس کر رہا ہے۔

کبھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام کی نسبت لفظ ذنب سے مجازاً اجتہادی ”ترک اولی“ مراد ہوتا ہے (ص ۳۱۹) کبھی کہتا ہے کہ مراد بظاہر خلاف اولی یا بظاہر ترک افضل ہے (ص ۳۲۵) جب ترک اولی مراد ہے تو بظاہر کی قید کیوں؟

کبھی کہتا ہے کہ یہاں ذنب کا معنی ”گناہ“ علمائے اہل سنت نے کیا ہے ، پھر دو سطر بعد کہتا ہے کہ یہ ”گناہ“ کا ترجمہ ان ﷺ کی عظمت و عصمت کے منافی ہے (ص ۳۲۵) تو



اس کے نزدیک عصمت نبی کی نفی کرنے والا بھی اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔  
کبھی کہتا ہے کہ آپ ﷺ سے بعض ایسے کاموں کا صدور ہوا جو فی ہضہ خلاف اولیٰ یا  
مکروہ تنزیہی ہیں (۳۰۷)۔

کبھی کہتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اعتبار سے مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ نہیں  
(۳۰۷)۔ اس سے کوئی پوچھے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بلما کیا  
امت آپ ﷺ کے افعال مبارکہ کی فی ہضہ اولویۃ یا خلاف اولویۃ کی تحقیق کر کے آپ کی  
اتباع کرنے کی پابند ہے؟ اگر نہیں تو پھر شریعت دو قسم کی ہوگئی، اولیٰ و غیر اولیٰ۔  
کبھی کہتا ہے کہ آپ سے سوا بھی کوئی گناہ نہیں ہوا (ص ۳۰۷)۔

کبھی کہتا ہے کہ آپ سے سو، لسیاں، اور اجتہاد سے جو امور سرزد ہوئے، ان کی  
معافی کا اعلان کیا گیا ہے (ص ۳۱۹)۔  
کبھی کہتا ہے کہ احکام مشروعیہ بیان کرنے کے لئے آپ ﷺ سے ظاہر ایسے کاموں  
کا صدور ہوا، الخ۔

تو محرر سطور کہتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے شریعت بیان کرنے کے لئے ایسا کام فرمایا  
تو وہ بھی اولیٰ ہی ہوا اس کی معافی کا کیا مطلب؟ حسن و فحش اشیاء شرعی ہے اور آپ ہی بانی شریعت  
و امور حسنہ و مبین امور منہیہ و قبیحہ ہیں (حوالہ گزر چکا ہے) تو ہے کوئی ہے مائی کا لال! جو یہ  
سعیدیہ حل کرے؟ استلا کاغی "البیان" میں ایسے قابل معافی کاموں کو محض صورتاً ذنب  
کہتے ہیں، یہ شاگرد سعیدی کہتا ہے "صورتاً نہ حیثیتاً" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) شاباش!  
قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ امام اہل سنت کے لائق عصمت رسول اور حرف آخر صحیح  
ترجمہ کو چیلنج کر کے مولوی سعیدی اپنے ہی قلم سے کس ذلت و خجالت سے دوچار ہوا ہے؟  
محرر سطور کہتا ہے کہ سعیدی (چہ پدی، چہ پدی کا شور بہ) تو کیا، سعیدی اور رکنی اگر  
کسی اپنے کسی استلا کو بھی قبر سے اٹھا کر لے آئیں تو کوئی بھی امام اہل سنت اعلیٰ  
حضرت کے صحیح و حسن ترجمہ کو غیر صحیح..... ثابت نہیں کر سکتا۔

رکنی کے لئے لمحہ فکریہ | مولوی محمد زبیر نے اپنے رسالہ کی ابتدا (ص ۳) میں یہ لکھا  
ہے "حالانکہ ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اس کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف احادیث  
صحیحہ کی روئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی معصوم نے بھی دی ہے، خود  
حضور نے اپنی طرف نسبت دی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دی ہے،  
بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے دی ہے" الخ۔

محرر سطور پوچھتا ہے کہ رکنی کا فقرہ "ذنب کی تاویل کرتے ہوئے" اس کے بعد والے

تمام فقروں کی قید ہے۔ جس سے وہ کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ذنب کی تاویل کر کے ذنب کی نسبت حضور ﷺ کی طرف دی ہے اور خود حضور ﷺ نے بھی بلا تاویل نسبت نہیں دی، بلکہ ذنب کی تاویل کر کے اپنی طرف نسبت دی ہے۔

ناظرین کرام! ان سب روایات کا حال آپ معلوم کر چکے ہیں کہ سب روایات ضعیف ہیں اور حضور ﷺ کے عصمت اجماعی کے مقابلہ میں یہ اخبار آحاد مردود ہیں۔ مگر میں اس وقت اس رکنی کے جس ظلم کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جن روایات ضعیفہ و مرجوحہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے ذنب کی نسبت کی طرف نسبت کا ذکر ہے، ان میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اور نہ ہی حضور ﷺ کی طرف سے کوئی تاویل مذکور ہے۔

اور حضور ﷺ کی طرف منسوب ضعیف قول نسبت ذنب سعیدی شرح مسلم ج ۷ ص ۳۴۱ میں اور بخاری ج ۲ ص ۹۷۱ اور مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ میں بایں الفاظ مذکور ہے فقد غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ذنب کی کوئی تاویل مذکور نہیں۔ اور حضور ﷺ کی طرف منسوب اپنی طرف نسبت ذنب کی ضعیف و شاذ روایت سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۳ اور رکنی کے رسالہ مغفرت ذنب ص ۲۴ پر بایں الفاظ مذکور ہے غفرلی ما تقدم من ذنبی، الخ۔ یہاں بھی حضور ﷺ کی اپنی طرف نسبت ذنب میں کوئی تاویل مذکور نہیں۔ لہذا اس رکنی نے دونوں نبیوں پر تاویل کا جھوٹ باندھا ہے۔

اور بفرمان نبوی من کذب علی متعمداً فقد کفر جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ کافر ہے کی رو سے یہ فساد ہذہ الامت اس سزا کا خود مستحق ہو چکا ہے۔

غازی علم دین شہید کے ہاتھوں فی النار ہونے والے ہندو راج پال ملعون نے اپنی کتاب ”رہگیلار سول“ میں اور کسی ”علم دین“ کے مختصر سلمان رشدی نے بھی ”شیطان آیت“ میں دشنام اسلام کی سازش سے حضور ﷺ پر گناہ کے الزامات گھڑے۔ اور اب یہ راجپالی مولوی سعیدی و رکنی حدیثوں و تفسیروں سے گناہ کی تاویلات ثابت کر کے رشدی کی وکالت کر رہے ہیں۔

عصی آدم رہے اور عیس و توئی | علماء میں علماء ربانین بھی ہیں، جن کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم (مشکوٰۃ ص ۳۴) عالم عابد سے ایسے فاضل ہے جیسے میں تم میں سے ادنیٰ پر۔ اور علماء میں شفی و جنبی علماء بھی ہیں جن کے متعلق ارشاد نبوی ہے یؤتی بالعالم یوم القيامة فیلقی فی النار فتندلق اقتناہ فیبدور

بھاگتا یوں دور الحمار بالرحی (احیاء علوم الدین غزالی ج ۱ ص ۵۳) قیامت کے دن عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتہاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی تو انتہیوں سے دوزخ میں ایسے گھوٹے گا جیسے کہ گدھا چکے کے گرد گھومتا ہے (عرب میں گدھے چکیوں پر جوتے جاتے تھے)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ تعلیم امت کے لئے یہ دعا بھی پڑھتے تھے اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن فتنۃ المسیح الدجال (۱) اے اللہ! میں قبر کی آزمائش اور زندگی و موت اور دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

شیخ اکبر "فتوحات مکہ" میں کہتے ہیں کہ زندگی کا فتنہ کل ما یفتن الانسان عن دینہ الذی فیہ سعاده (الیٰ قولہ) واما فتنۃ الممات (الیٰ قولہ) و فیہا ما یکون فی حال سوالہ فی القبر وہی حین یقول لہ الملک ما تقول فی حق هذا الرجل ویشیر الی النبی ﷺ فاذا لم یر المیت تعظیم الملک للرسول ارتاب لای المراد الفتنۃ لیتمیز الصادق الایمان من الکافر والمرتاب الخ (بقیہ الجزء الاول من الفتوحات فصل واختلاف فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ص ۵۳۶) شیخ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی میں بھی آزمائش دین کی سعادت پاتا ہے اور قبر کی آزمائش بھی هذا الرجل کے عام لفظ سے آپ ﷺ کے متعلق مومن کی آزمائش کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم سے ہذا نبی کتا ہے یا بے تعظیم هذا الرجل ہی کتا ہے تو قرآن مجید میں بطور فتنۃ المحیا حضور ﷺ جو کہ اصل سعادت جمیع سعادات ہیں، کے متعلق لفظ ضال اور ذنب اور بشر مثلکم وغیرہ ذو معانی متعددہ و تشابہات لاکر علماء کو فتنہ و آزمائش میں ڈال کر ان کا امتحان ہے کہ اس کا معنی غلط کر کے جہنم میں جاتے ہیں یا صحیح معنی مطابق عظمت و عصمت نبی کر کے جنت میں جاتے ہیں۔

ایسے ہی علماء سوء کے سامنے جب حضرات انبیائے کرام کی عیوب و گناہ و غلطی سے پاکیزگی بیان کی جاتی ہے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کا دانہ کھانے اور پھر وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ اور حضور سید الانبیاء ﷺ کے متعلق عیسٰی و تولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ پڑھ کر کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی اور حضور ﷺ کے عبداللہ ابن مکتوم سے اعراض فرمانے پر آپ پر عتاب آیا۔ مگر محرر سطور کتا ہے کہ دشمنان عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہ خدشات بھی سراسر باطل ہیں۔ کیونکہ ہر نبی کے بارے میں وارد الفاظ کے عام مروج و مشہور معانی مخالف مقام نبوت

سے ہٹ کر لغت عرب میں گنجائشی دوسرے مناسب مقام نبوت معنی کرنا علماء کا فرض ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق لفظ عصی وغویٰ کا عام معنی نافرمانی اور گمراہی اصل باعث خسارہ ملا ہے اور ولی اللہ دہلوی و رفیع الدین نے وعصی آدم ربہ فغویٰ کا ترجمہ ”اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس گمراہ ہو گیا“ کر کے یہ سب شر پھیلایا ہے۔ پھر اشرف علی تھانوی نے یہ ترجمہ کر کے کہ ”اور آدم سے اپنے رب کا تصور ہو گیا سو فطلی میں پڑ گئے“ اس جلتی پر تیل کا کام کیا۔ پھر محمود الحسن صدر دیوبند نے اس کا ترجمہ ”اور حکم نکالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا“ کر کے پورے دیوبندی فرقہ کو بہکایا۔

حالانکہ عصی کا معنی ”چھوڑ دیا“ بھی ہے اور غویٰ کا معنی ”بے خبر ہوا“ بھی ہے (شفا قاضی عیاض ج ۲ ص ۱۶۹ طبع مصر) اور اہل حقائق و عرفان کے مطابق اللہ ذات رب العالمین ہے اور اس کے ظہور کی تجلیات و شیونات کی تفصیل و کثرت اس کے باقی اسماء و صفات ہیں اور ان اسماء کے مظاہر ساری کائنات اور اس کے افراد ہیں۔ کائنات کے افراد مختلف اسماء کے کنٹرول میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ مثلاً کافر اسم مضل کے تصرف میں ہوتا ہے پھر جب اس کی ہدایت کا وقت مقدر فی علم اللہ آتا ہے تو اسم اعظم جو اصل و بادشاہ تمام اسماء ہے، یعنی اللہ اس ہدایت پانے والے فرد یا شخص کو اسم مضل کے تصرف سے نکال کر اسم ہادی کے قبضہ میں دے دیتا ہے تو وہ کافر مومن ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح کے حالات زندگی بدلتے رہتے ہیں اور وہ اسم خاص جس کی تربیت و فیضان میں وہ شخص یا فرد رہتا ہے وہ اسم اس فرد کا رب کہلاتا ہے تو ساری مخلوق کا اللہ رب العالمین ہے اور وہ اسم خاص جو خصوصی متصرف برائے ہر فرد مخلوق ہے اس کا رب العالمین کی طرف سے رب خاص ہے۔ اسے ربہ اور ربک اور ربہم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الارض کے مقصد کے لئے پیدا کئے گئے۔ انہوں نے عارضی طور پر اللہ کے اسم مری فیاض نعمائے الہیہ بر اہل جنت کے تصرف میں کچھ مدت متعینہ رہ کر اللہ کے اسم رازق فی الارض اور جاعل آدم فی الارض خلیفۃ کے فیضان میں آنا تھا۔ اس لئے جنت میں رہنے کی مدت پوری ہونے پر اپنے اس مری فی الجنت رب کو چھوڑ دیا اور اللہ کے پروگرام کے مطابق اللہ کے اسم مفیض فی الدنیا کا مہیا کردہ سبب گندم کھا کر زمین اور اس میں مقدر رزق کی طرف نقل ہو کر تاج خلافت ارضی سے سرفراز ہو گئے۔ قرآن مجید میں وعصی آدم رب العالمین نہیں فرمایا گیا بلکہ ربہ فرمایا گیا ہے اس سے مراد خاص رب یعنی رب جنت ہے۔

آپ نے جب اس کو چھوڑ دیا تو آپ کے خلافت ارضی کے خاص رب نے آپ

کو آپ کے مقام خلافت کے لئے منتخب کر لیا یعنی اپنے تصرف میں لے لیا۔ مقررین نے اسے لغزش سے بھی تعبیر کیا ہے۔ قرآن مجید میں اسے فَاذْلِمَا الشَّيْطَانَ فَرِيقًا لِّمَنْ يُّنْفِقُ طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ اس خلافت گاہ دنیا میں تکالیف و مصائب پر صبر نہ کر سکنے والے افراد کسی بھی اپنی نظر میں سنیہ کو اللہ کی طرف منسوب نہ کریں اور یہ مقام جنت سے مقام خلافت ارضی کی طرف انتقال بھی سکر و مستی کشش من اسم الی اسم کی وجہ سے تھا، جمل کی وجہ سے نہیں فوق فیہ ہيجان شوقها وغمار لذة بهاء مشاہدتها فترک صورة الامر لبشوق جمال الامر۔ الخ (عرائس البیان ج ۲ ص ۳۸)۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ سے لغزش بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ مقرر ذات ہیں اور مقرر ذات و مظاہر صفات میں بوا فرق ہے۔

عبس وتولئی میں بھی غلطی اور ذنب حضور ﷺ کا نہیں بلکہ عبد اللہ کا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے مشرکین سے گفتگو میں خلاف آداب محفل مداخلت کر کے غلطی کی تھی۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں فثبت ان فعل ابن مکتوم کان ذنبا ومعصیة عبد اللہ کا فعل ہی گناہ تھا (زر قافی ج ۶ ص ۲۷۱) باقی رہا یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ عبد اللہ کے اس واقعہ کے متعلق عاتبنی دبی یعنی اللہ نے مجھے عتاب فرمایا تو محرر سطور کے نزدیک یہ عاتبنی کسی راوی سے خاطبنی کی تعریف بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی راوی کی کاپی سے نقل کے وقت کسی راوی نے خاطبنی کو عاتبنی سمجھ کر نقل میں فرد گزاشت ہو گئی ہو۔ عاتبنی کا لفظ محبت کا محبوب کے لئے مشوش ذہن ہے۔ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا آپ سے خطاب و گفتگو تو ہو سکتی ہے۔ عتاب، جھڑک مقام محبت و محبوب کے لئے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ روایتوں میں راویوں سے لاشعوری طور پر ایسی فرد گزاشیں روایت میں موجود ہیں۔

**مظہر ذات** | اولیاء اللہ مظاہر افعال حق ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام مظاہر اسماء حق ہیں مگر حضور ﷺ مظہر ذات حق ہیں، اس پر اجماع عارفین ہے۔ حقیقت محمدیہ کا مرتبہ تعین اسماء الہیہ سے مقدم ہے۔ مرتبہ ذات حق، جہاں اسم ہادی و اسم مضل کا تعین و تمیز ملحوظ نہیں، اس کے ظہور کی بجلی اول مرتبہ ذات مع الوصف الاول آپ ﷺ کی ذات اللہ سے ہے۔ آپ کی طرف گناہ، لغزش، اور خطا کی اضافت کا مدار ذات حق میں گناہ و خطا و لغزش کی تسلیم ہوگا۔ جب ذات حق ان اشیاء سے منزہ ہے تو ذات مصطفیٰ ﷺ جو اپنی حقیقت محمدیہ بجلی ذات کی ہی عالم خارج میں اطواری صورت خارجہ ہے، ان سب اشیاء سے منزہ ہوگی۔ کیونکہ حقیقت بجلی ذات ہے اور بجلی متجلی کے مطابق ہوتی ہے جو باطن میں ہوتا ہے،

باہر بھی اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ نجی ذات منزہ ہے تو ظاہر نجی حقیقت محمد ﷺ بھی منزہ ہے اور حقیقت محمدیہ منزہ ہے تو عالم خارج میں عنصریہ محمدیہ بھی منزہ ہے۔

آپ ﷺ چونکہ اول نشان بے نشان واسم اللہ ہیں اور باقی تمام اسمائے الٰہیہ و شہادت ربانیہ کا مصدر ہیں، لہذا آپ اسم الٰہی سبحان کے بھی مصدر ہیں۔ تو ذنب گناہ و خلاف اولیٰ یا بظاہر اولیٰ سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت آپ میں ہی جلوہ گر ہے۔ آپ ﷺ کی طرف گناہ، خطا، لغزش، خلاف اولیٰ، ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کی نسبت کرنا جہالت از علم حقائق و علم شرائع اور حماقت و بطالت ہے گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اس کا مرتکب معصوم نہیں رہ سکتا۔ ان بدترکب صغیرہ او کبیرہ لکن یتوب عنها ویصلح العمل فیخرج عن العصمة ولا یدخل فی حد الظلم۔ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، کرنے والا معصوم نہیں رہتا (نبراس طبع لاہور ص ۵۳۳)

آخری ہو نجب | حضور مظهر حسن ذات حق جل جلالہ و ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں واقع لفظ ذنب کا معنی گناہ کر کے آپ ﷺ کے گناہوں کی بخشش کا ترجمہ کرنے والے کج فہم علما و اکابر و اصاغر مفسرین کے دلائل و تاویلات باطلہ کی مکمل بیخ کنی ہو چکی ہے کہ اس سلسلہ میں جن حدیثوں و روایتوں کا سہارا لیا گیا ہے وہ سب ضعیف، مضطرب اور حضور سید المصومین ﷺ کی مسلم اجماعی عصمت کے مقابلہ میں یہ اخبار آحاد، ناقابل حجت و مردود ہیں۔ مفسرین قرآن مجید و شارحین حدیث کا آپ ﷺ کے بارے میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خلاف اولیٰ یا ترک افضل یا خطا یا کوتاہی کر کے پھر اس کی تاویلات و توجہات سب کی سب و اہیات، بد نتیجہ اور خسران دنیا و آخرت ہیں۔

حضور ﷺ معصوم ہیں، رلوپوں کی روایت کردہ حدیثیں خواہ بخاری میں ہوں یا مسلم میں یا کسی اور مسند میں، ان کی لفظاً بلفظاً صحت قطعی نہیں۔ کسی صحابی کا قول بھی خواہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہوں یا کوئی بھی صحابی یا تابعی یا ولی ہو، امت محمدیہ کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوگا تو اس کی اجتہادی غلطی متصور ہوگی۔ ایسے ہی کسی ولی اللہ، خواجہ خواجگان و بزرگ و مرشد کا ایسا مخالف عصمت نبی قول بھی کسی کے قول کی نقل محض مفہوم مرادی پر محمول ہوگا۔ حضور ﷺ کی عصمت اس قربان نہیں کی جاسکتی اور ثابت ہو کہ۔

جملہ فرائض فروغ ہیں، اصل الاصول بدگی اس تاہور کی ہے لہذا حضور سید المصومین ﷺ کے لئے قرآن مجید میں دو جگہ لذنبک کا ترجمہ ہے ”اپنوں کے لئے تائبین کے لئے بخشش مانگئے“ اور ایک جگہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا معنی ہے ”جو بھی گناہ پہلے ہو چکے آپ کے انگوں سے اور جو پیچھے رہے“ اور بصورت

ماہ معنی من یہ معنی ہیں ”جو پہلے گزر چکے آپ کے خاص قبحین اور جو پیچھے رہے۔“  
بہر حال یہاں من ذنبک میں ذنب بہ معنی قبحین ہے، بہ معنی گناہ ہے ہی نہیں۔ ہم  
گزشتہ صفحات میں ذنب بہ معنی قبحین ہونا لفظ ثلاث کر چکے ہیں۔ لہذا ذنب کا عام معنی گناہ  
حضور ﷺ کی معصوم از گناہ ذات اقدس کے لئے لے کر آپ کے گناہ یا اس کی تاویلات  
ترک افضل، خلاف اولیٰ، بظاہر خلاف اولیٰ یا اکابر و اصاغر مفسرین نے آپ کے گناہ، اور  
پھر مغفرت کی دوسری تاویلات کر کے اس کی آپ ﷺ کی طرف نسبت دی ہے، وہ سب  
بالائق شان نبوی ہیں اور مردود و باطل ہیں۔

امام قاضی عیاض نے ”شفا“ میں تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کی چادر شریف کو میلا کہنے والا  
کافر ہو جاتا ہے، اس کو قتل کر دیا جائے۔ عن مالک من قال ان رداء النبی ﷺ ویروی  
ازار النبی ﷺ وسخ اراد بہ عیبہ قتل یعنی جو شخص حضور ﷺ کی ازار مبارک یا آپ کی  
چادر شریف میں عیب کے اظہار کے طور پر یہ کہہ دے کہ چادر شریف میلی تھی وہ کافر  
ہو گیا، اسے قتل کر دیا جائے (اثر قول) وافتی ابو الحسن القابسی فیمن قال فی  
النبی ﷺ ”الحمال یتیم امی طالب“ بالقتل یعنی امام ابو الحسن قابسی نے فتویٰ دیا ہے کہ  
جو شخص حضور اکرم ﷺ کو بوجھ اٹھانے والا مزدور کہہ دے اور وہ شخص جو یتیم ابو طالب یعنی  
ابو طالب کے گھر میں رہنے والا یتیم مرد بے سدا کہہ دے وہ بھی کافر ہو گیا، اس کو  
قتل کر دیا جائے (الشفا، الباب الاول فی بیان ما ہو فی حقہ ﷺ سبب او نقص من  
تعریض او نص ج ۲ ص ۲۱۷)۔

تو مسلمان خود فیصلہ کر لیں کہ جب زبان عرب کی کتب لغت میں لفظ ذنب کا معنی  
”تاعداری کرنا بھی موجود ہے اور ہم مشہور کتب لغت قاموس اللغات، لسان العرب وغیرہ  
کے حوالوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ مصدر بہ معنی جنس اسم فاعل کے قانون سے  
حضور ﷺ کے بارے لفظ ذنب کا معنی تابعین کا ہو سکتا ہے تو وہ بدعت مفسرین و مترجمین  
علماء جنہوں نے من ذنبک میں آپ ﷺ کے تابعین کا معنی چھوڑ کر، آپ کے گناہ یا  
ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کا معنی کیا ہے یا آپ ﷺ کو سیات المقرنین کا مصداق بتایا  
ہے وہ کس طرح ”حضرت“ ”مولانا“ ”علامہ“ کہہ سکتے ہیں؟

حضور رحمت اللعالمین کی عصمت کے مقابلہ میں کسی ڈنڈی مارے بغیر، کسی بھی اپنے  
بیگانے کی پرواہ کئے بغیر محرر سطور نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ شفیع المذمین ﷺ  
کی نسبت لفظ ذنبک کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خطایا کو تائی یا آپ کے خلاف اولیٰ کام  
تاویلات اخترتہ خود کرنے والے جن لوٹان علم کے ایسی دلائل سے تعمیر شدہ فلک بوس قلعوں



کی میں نے اینٹ سے اینٹ جاتی ہے، ان کے علاوہ اور ”حضرات“ قطع نظر از طوطیہ شان نبوی اپنے عقیدت گاہوں کے دفاع میں جو کچھ کر سکتے ہیں، کریں گے۔ مگر یہ خدا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

### معصوم ذات ﷺ کیلئے

بطور اضافت حقیقی لفظ گناہ یا لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ کرنا کفر ہے

(۱) قرآن مجید میں ہے لاینال عہدی الظالمین (پارہ اول) ظالموں کو نبوت نہیں مل سکتی، گناہ بھی ظلم ہے، لہذا گناہگار نبی نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کے لئے گناہ کا لفظ بولنے والا اس کی نبوت کا منکر و کافر ہے۔

(۲) تمام علماء کے معتمد علیہ شارح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز صاحب نبراس، عصمت کی مختلف تعریفوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عصمت کی جو تعریف عدم خلق اللہ الذنب فی العبد حکماء نے کی ہے یہ درست نہیں کیونکہ اس کی رو سے حضرت ابوبکر صدیق چونکہ معصوم نہیں لہذا آپ میں خلق ذنب ماننا پڑے گا اور معاذ اللہ آپ کو ذنب (گناہگار) کہنا درست ہوگا، حالانکہ آپ کو گناہگار کہنا آپ کو گالی دینا ہے۔ لان ذلک حکم علیہ بکونہ مذنباً و ہذہ کلمۃ سب والعیاذ باللہ عنہا (نبراس ص ۵۳۲ طبع لاہور)

سب جانتے ہیں کہ ذنب کا معنی متبعین کا نہ کرنے والے ترک افضل مراد لیں یا خلاف اولیٰ ملحوظ معنی گناہ ہی ہے۔ ترک افضل یا خلاف اولیٰ اس کی تاویل ہے معنی نہیں۔ تو نص قرآنی کی رو سے ما تقدم کا مطلب ہے ”ہو چکے“ تو حضور سے معاذ اللہ گناہ یا خلاف اولیٰ ہو چکے یعنی آپ معاذ اللہ گناہ یا گناہ تاویل خلاف اولیٰ کر چکے تو معاذ اللہ گناہگار ہو گئے اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ”ذنب“ گناہگار کا لفظ بولنا گالی ہے تو سید الانبیاء ﷺ کے لئے گناہ یا ذنب بہ معنی گناہ تاویل خلاف اولیٰ بھی سب ہوگا اور جب ابوبکر صدیق کو سب کرنے والا کافر ہے تو حضور مصدر ایمان ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ بول کر آپ کو سب کرنے والا اس سے بھی بڑا کافر ہوگا۔ من سب النبی او عابہ الحق بہ نقصاً (الی قولہ) یقتل۔ یعنی اسے قتل کر دیا جائے (شفا ج ۲ ص ۲۱۴)

کبیرہ و صغیرہ گناہ کا چکر غلط ہے۔ کل ما عصی اللہ بہ فہو کبیرہ وانہ انما سمي صغیرہ بالا ضافۃ الی ما ہوا کبیر مہ (شفا ج ۲ ص ۱۴۴) اور نبی کے لئے کبیرہ گناہ کا قائل کافر ہے۔ ان ینسب الیہ کبیرہ (الی قولہ) فحکم هذا الوجه حکم الوجه الاول القتل (شفا ج ۲ ص ۲۳۱) الشریک او غیرہ من الذنوب هذا مالا یجوزہ الا

ملحد (الضحا ج ۲ ص ۱۱۰) نبی کے لئے شرک یا گناہ کہنے والا ملحد کافر ہے۔ لہذا جناب ہو گیا نبی گناہ سے صغیرہ یا کبیرہ ہر صورت پاک ہیں۔ ان کے لئے گناہ یا اس کی تاویل خلاف اولیٰ و ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ گھڑنے والے لوگ مردود ہیں۔

تو سبی روافض و سبی خوارج دونوں کافر ہیں، اول الذکر حضرت ابو بکر کو سب کی وجہ سے اور ثانی الذکر حضور ﷺ کو سب کر کے ملعون ہیں۔ (عصمت نبی کے دلائل اور گناہ کا ضد نبوت ہونا، تیسرا اس شرح عقائد ص ۳۵۴ طبع لاہور میں ملاحظہ کیجئے۔)

جماعت اہل سنت کا تاریخی فیصلہ | حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ کہنے والوں کو اہل سنت قرار دینے اور خود بھی یہی کہنے والے ہر دو مغرور مولویوں غلام رسول سعیدی کراچی اور محمد زبیر حیدر آباد کی خبیث کارروائیوں کی تائید میں مولوی محمد اقبال صاحب سعیدی مفتی انوار العلوم ملتان کا لکھا ہوا ایک فیصلہ بنام ”جماعت اہل سنت کا تاریخی فیصلہ“ ہمیں موصول ہوا ہے۔ حالانکہ غلام رسول و محمد زبیر کی ان کارروائیوں کی بنیاد اسی مفتی محمد اقبال کے ہاتھوں سے لکھا ہوا مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی طرف غلط منسوب ترجمہ ”البیان“ ہے، جس میں کاظمی صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ میں لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتاً آخر میں لک والا لام تعدیت کا لے کر ”معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ“ کے الفاظ سے مغفرت حضور ﷺ کی طرف متعدی کی گئی غلام رسول سعیدی و محمد زبیر بھی اپنی تحریروں میں بظاہر خلاف اولیٰ بھی استعمال کرتے ہیں جس سے واضح ہے کہ بہم تور اکتفی لڑنے والے یہ محمد اقبال سعیدی اور محمد زبیر حضور ﷺ کے لئے ک بظاہر خلاف اولیٰ کی معافی میں برآمد کے مجرم ہیں۔

اب یہ مفتی صاحب خود طلبہ و خود طلبہ سرا، خود شریک گناہ بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ خود ہی غلام رسول و محمد زبیر کی تائید میں فیصلہ دے رہے ہیں حالانکہ جماعت اہل سنت کے جناب مظہر سعید صاحب اس سے قبل محمد زبیر کے خلاف فیصلہ دے چکے ہیں جو کہ رسالہ ”لذنبک“ کے دوسرے ایڈیشن میں طبع ہو چکا ہے۔

مظہر سعید صاحب فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ محمد زبیر لفظ گناہ بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ سے توبہ و رجوع کرے بلکہ اس فیصلہ میں مظہر سعید صاحب سے محمد زبیر کا رجوع کا وعدہ بھی درج ہے مگر مفتی محمد اقبال کے حالیہ فیصلہ میں النامہ زبیر پر اعتراض کرنے والوں سے توبہ و رجوع کا مطالبہ کیا گیا ہے لہذا سب سے پہلے تو اپنے پالے پسوان مفتی صاحب کے فتویٰ کی رو سے خود مظہر سعید صاحب توبہ و رجوع کریں اور ”البیان“ میں مفتی محمد اقبال

کی فروگزاشت سے لکھوائے بظاہر خلاف اولیٰ کو صحیح فرما دیں۔ بہر حال بارگاہ کاظمیت کے سجادہ نشین اور ان کے مدرسہ کے ہی رستم زماں مفتی صاحب کے باہم متضادم یہ دو فتوے واقعی ان کی ایک تاریخی یادگار ہیں اور ابھی کچھ باقی ہے تو اور سن لیجئے۔

انہی مفتی محمد اقبال صاحب نے محمد زہیر کو ۶۰ صفحہ کا جو ہدایت نامہ لکھا تھا (جس کی نقل ہمارے پاس محفوظ ہے) میں لکھتے ہیں کہ (۱) آپ اپنے کو گناہ پر مصر کہہ رہے ہیں۔ (۲) آپ صغیرہ گناہ کے اثبات کو ان تاویلوں کے ضمن میں شامل کئے ہوئے ہیں (مکتوب قلمی ص ۵۹) (۳) آپ کے حامدین و ناقدین بے قصور ہیں (ص ۵۸)

اس سے مفتی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد زہیر حضور ﷺ کے لئے اثبات گناہ صغیرہ کا قائل ہے پھر یہی مفتی محمد اقبال محمد زہیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے رسالہ مغفرت ذنب ص ۱۳ میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ”نبی ﷺ کے لئے صغیرہ کبیرہ بلکہ خطا تک سے عصمت پر اجماع قطعی حقیقی ہے“ پھر مفتی صاحب نے محمد زہیر کے مخالفین کو عاشقان مصطفیٰ بھی مانا ہے (مکتوب ص ۴۰) پھر یہی مفتی صاحب محمد زہیر کی چڑی یوں اوجھڑتے ہیں کہ ”اور ظاہر ہے کہ اجماع قطعی حقیقی کا منکر کافر ہوتا ہے اور ایسا ہوا تو ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے استغناء میں خود ہی دھر لئے جائیں“ (مکتوب قلمی ص ۶۰)۔

سمجھ گئے آپ! حضرت مفتی صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ تم محمد زہیر نے خود ہی صغیرہ گناہ سے بھی حضور ﷺ کی عصمت پر اجماع قطعی حقیقی مان کر پھر حضور ﷺ کے لئے صغیرہ گناہ کا اثبات مان کر اور اس پر اصرار کر کے اجماع قطعی حقیقی کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہوتے ہو اور یہی حضرت مفتی محمد اقبال صاحب مدظلہ اب اسی محمد زہیر کے متعلق اپنے تازہ تاریخی فیصلہ میں (جس کی نقل ہمارے پاس محفوظ ہے) لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے محمد زہیر پر فتویٰ لگایا ہے ان پر توبہ واجب ہے (ص ۴) پر لکھتے ہیں دوسری بار توبہ واجب ہے (ص ۶) پھر لکھتے ہیں محمد زہیر کا یہ کہنا کہ ذنب کا ترجمہ گناہ کے لفظ سے کرنا جائز ہے (الی قولہ) محض اتنا کہنے سے صاحبزادہ محمد زہیر کافر نہیں ٹھہرتے (فیصلہ قلمی ص ۱۱) حالانکہ گناہ تو کیانی کے تو مخالف شہت و متانت مباح کام سے بھی معصوم ہونے پر اجماع امت ہے (حوالہ گزر چکا ہے)

دیکھ لیا آپ نے اسی محمد زہیر کو جسے منکر اجماع حقیقی قطعی کی بنا پر بقلم خود کافر ہونا قرار دیا اور ان کے مخالفین کو بے قصور کہا تھا اب وہی مفتی محمد اقبال اسے کافر نہیں کہتے اور اس کے مخالفین سے توبہ کرا رہے ہیں اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

اگر ابھی مفتی صاحب کے اس فیصلہ کو کوئی غیر مفتی تاریخی فیصلہ نہ کہے تو واقعی مفتی صاحب کی بڑی حق تلفی ہوگی۔ ہمارے نزدیک تو مفتی صاحب کا یہ تازہ تاریخی فیصلہ شرمناک اور قابل مذمت ہے۔ ہم مفتی صاحب کے پہلے اور تازہ فیصلوں پر انہیں تاریخی مفتی مانتے ہیں۔ مفتی محمد اقبال صاحب اسے کاظمی صاحب کے ایصالِ ثواب کے لئے محفوظ فرمالیں۔

فتوے بدل رہے ہیں ضرورت کے ساتھ ساتھ

ابھی اس فیصلہ کی مکمل تفتیش و تردید ہوئی ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہمارے نزدیک بوجہ عقیدہ عصمت نبی اجماعی قطعی حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ کفر اور بھول امام خمینی و امام زر قانی خلاف اولیٰ ممنوع شرعی و بھول ملا علی قاری باعث غضب الہی بلکہ بھول صاحب نیراس مثل ترک واجب مستلزم فسق اور بظاہر خلاف اولیٰ بوجہ توہین

ظاہر نبی ﷺ سراسر شقاوت و جہالت ہے اور ذنب بہ معنی گناہ کی تمام تاویلات باطلہ و فاسدہ ہیں۔ لہذا دنیا کے تمام تراجم و تفاسیر میں صحیح و تمام مفاسد سے پاک ترجمہ ”کنز الایمان“ ہے۔ رضی اللہ عن المترجم و عن قارئینہا و عن مؤید یہا برضی النبی المعصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی ابد الابد۔

میرے نزدیک علی التحقیق منظر حسن ذات حق اور قادر مطلق کی تخلیق کے آخری شاہکار احسن الخلق، منزہ عن کل عیب، امام المصومین، اولیٰ الکمل، آفتاب، ادبئی ربی فاحسن تادیبی (حدیث نبوی۔ جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴) میرے رب نے مجھے ہر کام احسن و اولیٰ سکھلا کر ظاہر و باطن کا درخشندہ آفتاب نبوت بنایا، کے متعلق قرآن مجید میں واقع مغفرت ذنب کا صحیح مفہوم ”آپ کی امت“ چھوڑ کر آپ کے گناہ یا ترک الفضل یا خطا یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ یا مویومہ کوتاہی یا لغزش کرنے والے سب دیوبندی وہابی اور نام نہاد سنی بلکہ بدر ازمادہ نام نہاد رضوی حضرات و مترجمین و مفسرین علماء کا حکم وہی ہے جو امام العلماء الربانین قبلۃ الاولیاء الکاشفین حضرت شیخ محمد الدین ابن عربی نے فرمایا ہے۔

ومنہ علم تنزیہہ الانبیاء مما نسب الیہم المفسرون من الطامات مما لم یجئ فی کتاب اللہ و ہم یزعمون انہم فسروا کلام اللہ فی ما اخبر بہ عنہم نشأ اللہ العصمت فی القول والعمل فلقد جاؤ با کبر الکبائر۔ الخ (فتوحات

مکیہ بقیع ۳ ص ۵۶۳۔

ہر مفسر کے لئے ضروری ہے کہ اسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف ہلاکت خیز باتیں منسوب کرنے سے بچنے کا علم ہونا چاہئے۔ وہ اس علم کے نہ ہونے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ”ہم قرآن کی تفسیر کر رہے ہیں“ حالانکہ وہ نبیوں کی شان میں بدگوئی کر کے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے قول و عمل سے بچائے۔ ایسے ہی شقی امہ مفسرین علماء کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا انما یخاف علی امتی الائمة المظلون (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق للبلوی علی ہامش الجامع الصغیر للسیوطی ص ۷۶) میری امت کے لئے خطرہ میری امت کے گمراہ کرنے والے امام علماء ہیں۔

فیصلہ کن مرحلہ | ہم نے علامہ کو دیا ہے کہ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر میں کسی صورت بھی لک والا لام تعدیت کا لے کر اس کا معنی ”آپ کے“ کرنا درست نہیں کیونکہ آپ کے گناہ کا معنی کرنا کفر ہے اور ”رنگبار رسول“ کے مصنف راجہاں ملعون و شیطانی آیات کے مصنف سلمان رشدی کے حضور ﷺ پر گناہوں کے الزامات کی تائید بلکہ سب آنے والے دشمنان مصطفیٰ ﷺ کے لئے آپ پر طعن و تشنیع کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔

گناہ صریحاً آپ کی عصمت کے خلاف ہے اور آپ کے خلاف اولیٰ و ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کا معنی کرنا بھی عصمت انبیاء کے خلاف ہے۔ ہم زر قانی شرح مواہب اللدنیہ و نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض و شرح شفا ملا علی قاری کی متعدد عبارات نیز نبراس شرح شرح عقائد کی تصریح سے جلت کر آئے ہیں کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع شرعی بلکہ باعث غضب الہی بلکہ حضور ﷺ کے لئے بمنزلہ ترک واجب کے ہے۔ مکروہ تنزیہی اور آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام علامہ کرنا آپ ﷺ کی شریعت کو خدوش کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ کو احسن تادیب و آپ کی مکرمات اخلاق کی توہین کرنا ہے۔

اولیٰ کا معنی ہے اچھے سے اچھا اور۔

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

تو آپ ﷺ سے خلاف اولیٰ کیسے؟ لہذا ہم پوری دیانت داری سے بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے ترجمہ میں لک والا لام سبیت کا لے کر اور مغفرت ذنب کا مطلب آپ کے گناہ کی بخشش نہیں بلکہ آپ کے تابعداروں والے پچھلوں کا ترجمہ کر کے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کا ہی ترجمہ بے داغ ہے۔ پورے چودہ سو سال میں اس آیت کے ترجمہ میں گناہ یا اس کی تاویلات

ترک افضل، خلاف اولیٰ، بظاہر خلاف اولیٰ وغیرہ کرنے والے بعض صحابہ کا رد تو خود حضور ﷺ سے ثابت ہو چکا اور باقی توجیہات کا دلائل سے رد ہم کر چکے ہیں کہ حکم پس القرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم و بہ فرمان نبوی بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (مؤطا) اور ادبہنی ربی فاحسن تادیبی (جامع صغیر ج ۱ ص ۶۴) اور ہدایت امت تخلقوا باخلاق اللہ آپ کے دائم علی الصراط المستقیم ہونے، ہر حال کریم الاخلاق والافعال رہنے اور پورے ظاہر و باطن سے مؤدب من جانب رب العالمین ہونے کی وجہ سے آپ سے خلاف اولیٰ وغیرہ ماننا آپ کی صریح گستاخی و توہین الہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر اچھے سے اچھا اور کھل کر کے بچے اور آپ ﷺ پھر خلاف اولیٰ کریں؟

آپ لوگوں کو اعلیٰ و اولیٰ کام سکھانے کے لئے مبعوث ہوں اور خود بظاہر خلاف اولیٰ کریں؟

ذوالجلال کی عظمت کی قسم! راجپال ملہون تو یہ کہہ سکتا ہے، غازی علم دین تسلیم نہیں کر سکتا۔ سلمان رشدی تو یہ کہہ سکتا ہے، امام اعلیٰ حضرت بریلوی نہیں مان سکتے۔ محمد اقبال سعیدی و غلام رسول سعیدی و محمد زبیر رکنی تو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں مگر صرف غلام مرعلی ہی نہیں کوئی بھی سنی مسلمان یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

میں اپنی گفتگو اسی پر فی الحال ختم کرتا ہوں اور مدعیان گناہ و خلاف اولیٰ نبوت سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے عقیدہ و مندرجات مضمون ہذا کے خلاف کوئی مولوی و مفتی قلم اٹھائے تو ”ادبہنی ربی“ والی حدیث کو مد نظر رکھ کر حضور ﷺ کے لئے گناہ یا خلاف اولیٰ ثابت کرے ورنہ فلاں بزرگ نے کہا ہے یا اپنے کسی استاذ یا امام و مفسر یا علامہ کی حمایت میں بارگاہ رسول ﷺ میں گستاخی کی جرات نہ کرے۔

بالآخر معاملہ بشفیع اللہ مبین ﷺ ہے اور بارگاہ شفاعت ماغریباں میں دست بستہ عرض ہے کہ:

یا رسول اللہ ﷺ! اس خاک یوس مدینہ و نجف کا آپ کے متعلق بوسیۃ مرشد اعلیٰ حضرت گولرودی و اعلیٰ حضرت بریلوی جو ایمان ہے، بغیر کسی ڈنڈی مدے میں نے حلفاً عرض کر دیا ہے۔ آپ کے متعلق میرے عقیدہ کے خلاف میں کسی استاذ، علامہ، پیشوا یا رازی و مفسر و محدث کو بھی خاطر میں نہیں لاسکتا۔

میرے وارث و آقا! میں بہت بڑا مذنب ہوں۔

(۳۴۴)

۱۳۶

الشفاعة! يا رحمة للعالمين! يا شفيع المذنبين  
صلی اللہ علیک و علی آلک وسلم یا رسول اللہ .

یا ادب ہوں بے ادب کو ادب سمجھاتا ہوں میں  
آپ کی عظمت کے حق میں جو میرا ایمان ہے  
علم سوء گستاخ کی ہر کفر طاقت کے خلاف  
میری زندگی موت کا دستور ہی کچھ اور ہے  
یا رسول ہاشمی میں حیرے عزو جاہ سے  
یا نبی حیرگی گل میں شاہ گدا سب ایک ہیں  
یہ ”بریلی“ ”کولہ“ کے ادب کا فیضان ہے  
میں غلام مر علی ہوں اور میں پھر اس لئے

یہ ہے مقصد زندگی کا یہ صلہ پاتا ہوں میں  
جو نہ مانے اس کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں میں  
میرا پیشہ ہے بغاوت باقی کھلاتا ہوں میں  
کھیلتا ہوں موت سے اور زندگی پاتا ہوں میں  
کئی جہاں العلم کے قلعوں کو الٹاتا ہوں میں  
جو بھی گستاخی کرے گا اس سے ٹکراتا ہوں میں  
کس طرح سوء ادب کے کوہ پلٹاتا ہوں میں  
توڑ کر سب مورچے طیبہ چلا جاتا ہوں میں

غلام مہر علی  
صدر عید گاہ چشتیاں شریف۔

یکم رجب ۱۴۲۰ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء - حیر



